الا اِنَّ اولیاء اللہ لا خوفٌ علیھم
ولا ھم یحزنون
جہانِ اولیاء
علامہ غلام مصطفٰے مجددی
ایم اے علوم اسلامیہ
(پنجاب)
قادری رضوی کتب خانہ لاہور

Marfat.com

Marfat.com

الا ان اولیاء اللہ لا خوف علیہم
ولا ہم یحزنون

جہانِ اولیاء

مرتبہ

علامہ غلام مصطفیٰ مجددی ایم اے
علوم اسلامیہ

قادری رضوی کتب خانہ
گنج بخش روڈ لاہور

Marfat.com

فیضانِ رحمت

81180

حضور امام ربانی مجدد الف ثانی قدس سرہ

نام کتاب .... جہان اولیاء

نام مولف .... علامہ غلام مصطفیٰ مجددی ایم اے

تعداد 1100

سن اشاعت 2004ء

کمپوزنگ .... محمد اکرام مجددی (کوٹ نیناں)

ناشر ...... چودھری عبدالمجید قادری

ہدیہ ...... -/135 روپے

ملنے کے پتہ

- ☆ ...... مکتبہ نبویہ گنج بخش روڈ، لاہور
- ☆ ...... شبیر برادرز، اردو بازار، لاہور
- ☆ ...... اسلامی کتب خانہ، اردو بازار، لاہور
- ☆ ...... مکتبہ جمال کرم، دربار مارکیٹ، لاہور
- ☆ ...... مکتبہ رضوان، گنج بخش روڈ، لاہور

قادری رضوی کتب خانہ، گنج بخش روڈ، لاہور

Marfat.com

5714
ذخیرہ

انتساب

میرے شیخ گرامی حضور قبلہ عالم

الحاج محمد لعل الدین نقشبندی علیہ الرحمہ

کے نام

جن کی دعائیں میری زندگی کا بہترین سرمایہ ہیں

Marfat.com

☆......آئینۂ کتاب......☆

نمبر شمار	عنوانات	صفحہ نمبر
1	حضرت خواجہ بایزید بسطامی علیہ الرحمہ	9
2	حضرت خواجہ جنید بغدادی علیہ الرحمہ	61
3	حضرت خواجہ ابوالحسن خرقانی علیہ الرحمہ	87
4	حضرت خواجہ داتا علی ہجویری علیہ الرحمہ	105
5	حضرت خواجہ عبدالقادر جیلانی علیہ الرحمہ	119
6	حضرت خواجہ شہاب الدین سہروردی علیہ الرحمہ	150
7	حضرت خواجہ معین الدین چشتی علیہ الرحمہ	161
8	حضرت خواجہ بہاء الدین نقشبند بخاری علیہ الرحمہ	175
9	حضرت خواجہ فریدالدین گنج شکر علیہ الرحمہ	234
10	حضرت خواجہ شہباز قلندر مروندی علیہ الرحمہ	245
11	حضرت خواجہ محمد باقی باللہ علیہ الرحمہ	271
12	حضرت خواجہ احمد مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ	278
13	حضرت خواجہ سلطان باہو علیہ الرحمہ	303
14	حضرت خواجہ نورالدین نقشبندی علیہ الرحمہ	342

Marfat.com

ابتدائیہ

☆

سر افگندم بسم اللہ مجریھا و مرسٰھا

حضرات والا درجات! ولایت، نبوت کی دلیل کامل ہے اور نبوت، الوہیت کی برھان روشن ہے۔ جب کوئی ولی کی کرامات کا مشاہدہ کرتا ہے تو سوچنے پر مجبور ہو جاتا ہے کہ اس کے نبی کے کمالات کا کیا مقام ہوگا، اور جب کوئی نبی کے کمالات کو ملاحظہ کرتا ہے تو اس نتیجے پر پہنچ جاتا ہے کہ اس کے ربِ لم یزل کی قدرت و عظمت کا کیا کہنا، گویا ولایت سے نبوت کے عرفان کا راستہ کھلتا ہے اور نبوت سے الوہیت کی پہچان نصیب ہوتی ہے۔ حصولِ معرفت کا یہی وہ تابناک ذریعہ ہے، جس پر کسی شیطان کا داؤ نہیں چل سکتا، لاکھوں اور کروڑوں انسان اس ذریعے کو حرز جان بنا کر منزل مقصود سے ہمکنار ہو چکے ہیں، قرآن پاک نے ساری کائنات کے جنوں اور انسانوں کو دعوتِ فکر پیش کی ہے، آؤ، تم بھی آؤ، ان جادہ پیاؤں کے نقش قدم پر چلو، ان کے تذکارِ نور سے اپنے ضمیر کی دنیا آباد کرو، ان کی حیات تمہاری حیات کے لئے مشعل راہ ہے اور ان کی موت تمہاری موت کے لئے پیام وصل ہے۔ سنو، سنو! لاہوتی صداؤں سے ہمارے دلوں کے تار نغمہ سرا ہیں،

☆...... اس کے نقش قدم پر چلو، جس نے ہماری طرف رجوع کیا۔ (القرآن)

☆...... بے شک اللہ کی رحمت احسان والوں کے قریب ہے۔ (القرآن)

☆...... جان لو، اللہ پرہیزگاروں کے ساتھ ہے۔ (القرآن)

☆...... اللہ تو توبہ کرنے والوں کو پسند کرتا ہے، (القرآن)

☆...... اللہ تو طہارت والوں سے پیار کرتا ہے۔ (القرآن)

☆...... اللہ تو عدل والوں سے محبت رکھتا ہے۔ (القرآن)

Marfat.com

☆......تم اللہ سے ڈرو اور صدق والوں کے ساتھ ہو جاؤ۔ (القرآن)

اللہ، اللہ، کتنا خوبصورت پیغام ہے.......... کتنی دل نشین آواز ہے.......... پھر قرآن پاک ہی نے بتایا کہ ان پاکبازوں کی صحبت واطاعت سے ایک سگِ بے مایہ کا ذکر بھی ابدی حروف کا حصہ بن گیا۔ ان غمگساروں کی صوتی تاثیر سے ذروں میں بکھرے ہوئے پرندے زندہ جاوید ہو کر دوڑنے لگے۔ واقعی جو رب عظیم کے وفادار بن جاتے ہیں، اس جہان رنگ و بو میں خود بھی عظیم ہو جاتے ہیں، ہاں، ہاں!

عزت تو اللہ ہی کے لئے ہے، اور اس کے رسول کے لئے ہے اور ایمان والوں کے لئے ہے، لیکن منافق اس حقیقت سے بے علم ہیں۔ (القرآن)

زیر نگاہ کتاب مستطاب "جہان اولیاء" امت محمدیہ کے چند نامور اولیاء کرام کی حسین داستانوں پر مشتمل ہے جن کا ذکر روحوں کو تازگی اور دلوں کو روشنی عطا کرتا ہے۔ جن کی باتیں خدا کے لشکر ہیں، جو قدم قدم پر بندگان خدا کی امداد کرتے ہیں، جہان اولیا کی ترتیب و تدوین کے لئے تصوف کی ان مشہور کتابوں سے استفادہ کیا گیا ہے۔

☆......تذکرۃ الاولیاء، مولفہ حضرت خواجہ فرید الدین عطار علیہ رحمۃ الغفار

☆......مکتوبات مجددیہ مولفہ حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ

☆......سیر الاخیار، مولفہ حضرت علامہ محمد مراد سہروردی

☆......سفینۃ الاولیاء، مولفہ حضرت شہزادہ دارا شکوہ قادری

☆...... انیس الطالبین مولفہ صلاح بن مبارک بخاری قدس سرہٗ

☆......شہباز ولایت، مولفہ حضرت علامہ سید زین العابدین راشدی

☆......مرآۃ الاسرار، مولفہ حضرت خواجہ عبدالرحمٰن چشتی علیہ الرحمہ

☆......زبدۃ المقامات مولفہ حضرت علامہ محمد ہاشم کشمی علیہ الرحمہ

☆......حضرات القدس مولفہ حضرت علامہ بدر الدین سرہندی علیہ الرحمہ

☆......سیرت مجدد الف ثانی مولفہ حضرت علامہ ڈاکٹر مسعود احمد حفظ اللہ

Marfat.com

☆......سیر الاولیاء مولفہ حضرت خواجہ میر خورد علیہ الرحمہ

''جہان اولیاء'' میں اولیا کرام کے انوار بھی ہیں، ان کے حالات و آثار بھی ہیں اور ان کے کلمات کے اسرار بھی ہیں، ان کے اندازِ زندگی کا ایک ایک رنگ ہمیں کشاں کشاں ان کی دہلیز کرم تک لے جاتا ہے، ان کی تعلیمات سے مشکوٰۃ نبوت کے اجالے پھوٹتے ہوئے نظر آتے ہیں، جو اندھیری رات کے مسافر کو پکارتے ہیں۔

گر تو سنگ خارہٗ مرمر شوی

چوں بصا حبدل رسی گوہر شوی

آخر میں، قادری رضوی کتب خانہ کے کار پرداز جناب عبدالحمید چودھری کو ہدیہ تحسین پیش کیا جاتا ہے، جنھوں نے تھوڑے سے عرصے میں کامیابی کے بہت سے زینے طے کر لئے ہیں، اس مادہ پرست دور میں ان کا مقصد صرف اور صرف تعلیم و تبلیغ کے ممکنہ اہداف تک رسائی حاصل کرنا ہے۔ یہ کتاب فیض مآب بھی ان کے اس جذب دروں کی آئینہ دار ہے، اللہ کریم اس نوجوان کی کاوشیں باریاب فرمائے۔ آمین

غلام مصطفیٰ مجددی ایم اے

شکر گڑھ

فون:04344-452009

Marfat.com

جہانِ اولیاء

نورِ عرفاں سے منور ہے جہانِ اولیاء
اللہ اللہ، کیا معطر ہے جہانِ اولیاء

قافلے عشق و محبت کے فروکش ہیں جہاں
مظہر فیضِ پیمبر ہے جہانِ اولیاء

غوثِ اعظم، شیخِ احمد، خواجہ اجمیر و فرید
مرحبا، ابرار کا گھر ہے جہانِ اولیاء

ایک سو انسان کا قاتل بھی آجائے تو کیا
رحمتِ مولا سراسر ہے جہانِ اولیاء

عقل والوں کو دیا رستہ، سگ اصحاب نے
دیکھ لو ، فردوس کا در ہے جہانِ اولیاء

عاشقوں کی سر زمینِ نور و نکہت آشنا
دلبروں کا شہر خوشتر ہے جہانِ اولیاء

جس کا ہر ذرہ ہے سرچشمہ وفا کے نور کا
غیرت مہتاب و اختر ہے جہانِ اولیاء

غلام مصطفیٰ مجددی ایم اے شکر گڑھ

Marfat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حضرت خواجہ

بایزید بسطامی

رحمۃ اللہ علیہ

Marfat.com

نام ونسب: آپ عارفان الٰہی کے سلطان، محققان کنہ خداوندی کے برہان علامہ اجل، خلیفہ رب عزوجل، مشائخ اکابر میں سے تھے۔ بے شمار کرامات رکھتے تھے۔ اسرار وحقائق کے ماہر بے بدل تھے۔ ہمیشہ قرب الٰہی کے مقام پر رہا کرتے تھے۔ محبت الٰہی کی آگ میں سوختہ اور بدن کو مشاہدہ میں مشغول رکھتے تھے، احادیث نبوی ﷺ کے متعلق آپ کی روایات نہایت اعلیٰ تھیں۔ آپ سے پہلے جتنے بھی اولیاء گزرے ہیں۔ کسی کو بھی طریقت میں اس قدر ملکہ نہیں تھا۔ جتنا کہ آپ کو تھا۔ آپ کے کمالات ظاہر وباطن ہیں۔ حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ آپ کی ذات بابرکات ہم میں ایسی ہے جیسے کہ جبرائیل علیہ السلام فرشتوں میں، اور کہ تمام سالکان راہ توحید کی انتہا آپ کی ابتداء ہے۔ خود فرماتے ہیں کہ دو سال تک کوئی شخص بوستان پر گزرے۔ تب کہیں جا کر ہمارے جیسا ایک پھول کھلے۔ حضرت شیخ ابوسعید ابوالحسینہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں تمام کائنات کو آپ سے پر دیکھتا ہوں مگر آپ درمیان میں نہیں ہیں۔ یعنی جو کچھ آپ میں ہے۔ اللہ تعالیٰ کی محبت میں محو ہے۔

روایت ہے کہ آپ کے دادا آتش پرست تھے۔ اور آپ کے والد اکرم بزرگان بسطام میں سے تھے۔ آپ کی کرامات کا ظہور اسی وقت سے ہونا شروع ہوا، جب آپ اپنی والدہ کے پیٹ ہی میں تھے۔ آپ کی والدہ فرماتی ہیں اگر میں اپنے منہ میں کوئی مشتبہ لقمہ ڈالتی تو آپ پیٹ میں تڑپنے لگتے تھے۔ اور جب تک میں اس لقمے کو نکال نہ ڈالتی، آرام نہ کرتے تھے۔ اس قول کی سچائی کی دلیل یہ ہے کہ لوگوں کے اس سوال کے جواب میں کہ مرد کے لئے طریقت کی راہ میں کیا چیز بہتر ہے تو فرمایا کہ

Marfat.com

مادرزاد دوست۔ پھر لوگوں نے پوچھا، کہ اگر یہ حاصل نہ ہو۔ فرمایا کہ پھر چشم بینا چاہیے۔ پھر پوچھا کہ اگر یہ بھی حاصل نہ ہو۔ فرمایا کہ پھر سننے والے کان۔ عرض کیا کہ اگر یہ بھی حاصل نہ ہوں۔ فرمایا کہ پھر مرگ مفاجات۔ (تذکرۃ الاولیاء ص ۹۴)

بچپن کا واقعہ: نقل ہے کہ جب آپ کی والدہ نے مکتب میں بھیجا تو ایک دن سورۂ لقمان پڑھتے پڑھتے آیت ان اشکرلی ولوالدیک (ترجمہ) ''میرا شکر کرو اور اپنے ماں باپ کا شکر کرو'' پر پہنچے تو آپ نے استاد سے اس آیت کا مطلب دریافت کیا۔ مطلب معلوم ہونے پر آپ کے دل پر بڑا اثر ہوا۔ اور استاد سے درخواست کی، کہ مجھے گھر جانے کی اجازت دیں۔ تاکہ میں اپنی والدہ کی خدمت میں کچھ عرض کر آؤں۔ چنانچہ اجازت لے کر جب آپ گھر آئے تو والدہ نے دریافت کیا، کیوں آیا ہے، کیا کوئی لایا ہے یا کوئی عذر پیش ہے۔ عرض کیا کہ نہیں، بلکہ ان اشکرلی ولوالدیک پڑھ کر میرے دل پر بڑا اثر ہوا، اور اس کے متعلق یہ عرض کرنے کے لیے آیا ہوں کہ دو جگہوں پر میں خدمت ادا نہیں کرسکتا۔ یا تو مجھ کو خدا سے مانگ کر ہمیشہ کے لے اپنی خدمت کے لئے رکھ لو۔ یا مجھ کو خدا کے حوالے کردو تاکہ اسی کی خدمت میں لگا رہوں۔ والدہ نے فرمایا کہ برخوردار میں تمہیں اللہ تبارک وتعالیٰ کی خدمت کے لیے چھوڑتی ہوں۔ اور اپنا حق بخشتی ہوں۔ جا اور خداوند تعالیٰ کا بن جا۔ اس کے بعد آپ نے بسطام کو چھوڑ دیا اور تیس سال تک جنگلوں میں ریاضت کرتے رہے۔ ایک سو تیرہ بزرگان دین کی خدمت کی۔ ان سب سے فائدہ حاصل کیا۔ ان اولیاء اللہ میں سے ایک امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ بھی تھے۔ (تذکرۃ الاولیاء ص ۹۵)

Marfat.com

شیخ کا احترام: روایت ہے کہ ایک دن آپ امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کی خدمت میں بیٹھے تھے۔ حضرت امام نے فرمایا کہ بایزید وہ کتاب طاق سے اٹھا کر دے دو۔ آپ نے فرمایا کہ کون سے طاق سے۔ حضرت امام نے فرمایا کہ عرصہ سے تم یہاں رہتے ہو، اور ابھی تک تم کو طاق کا پتہ نہیں۔ آپ نے عرض کیا، کہ مجھے اس سے کیا کام کہ آپ کی موجودگی میں سر اٹھاؤں۔ میں کوئی سیر کرنے کے لئے یہاں حاضر نہیں ہوا۔ حضرت امام نے فرمایا۔ اگر ایسا معاملہ ہے تو واپس بسطام کو تشریف لے جاؤ، تمہارا کام ختم ہو گیا۔ (تذکرہ الاولیاء ص ۹۵)

کعبہ کا احترام: روایت ہے کہ ایک دفعہ لوگوں نے آپ سے عرض کی۔ کہ فلاں جگہ پر ایک بزرگ تشریف فرما ہیں، چنانچہ آپ اس کی زیارت کے لیے تشریف لے گئے۔ اتفاقاً اس نے قبلہ شریف کی طرف منہ کر کے تھوکا۔ یہ حال دیکھ کر آپ فوراً تشریف لے آئے۔ اور فرمایا اگر یہ شخص ذرا بھر بھی طریقت جانتا ہوتا، تو شریعت کے خلاف عمل نہ کرتا۔

☆...... نقل ہے کہ آپ کے گھر سے قریباً چالیس قدم کے فاصلے پر مسجد تھی۔ جب آپ مسجد کی طرف جاتے تو راہ میں نہ تھوکتے۔ (تذکرۃ الاولیاء ص ۹۵)

کیا شان کرامت ہے: نقل ہے کہ ایک دفعہ حج کے سفر میں آپ نے اپنے اونٹ پر اپنا اور اپنے مریدوں کا اسباب لاد رکھا تھا۔ ایک شخص نے دیکھ کر کہا، غریب بے زبان جانور پر اس قدر بوجھ لاد رکھا ہے۔ اور یہ ظلم ہے۔ آپ نے اس کی

Marfat.com

طرف مخاطب ہو کر فرمایا۔ کہ ذرا آنکھ کھول کر دیکھو۔ بوجھ اونٹ پر نہیں ہے۔ جب اس نے دیکھا، تو تمام بوجھ اونٹ کی پشت سے ہاتھ بھر اونچا تھا۔ اس شخص نے سبحان اللہ کہا۔ آپ نے فرمایا اگر میں اپنا حال تم لوگوں سے پوشیدہ کروں، تو تم طعن کرتے ہو۔ اور اگر ظاہر کروں، تو تم اس کے دیکھنے کی اہلیت نہیں رکھتے۔ ایسی صورت میں تم لوگوں سے کیا سلوک کیا جائے۔ غرض حج اور زیارت مدینہ منورہ سے فارغ ہو کر آپ کو اپنی والدہ کی خدمت میں حاضر ہونے کی خواہش ہوئی اور بسطام کو چل پڑے۔ جب لوگوں کو آپ کی آمد کا علم ہوا تو وہ استقبال کے لیے شہر سے باہر آئے، جب آپ نے یہ ماجرا دیکھا، تو خیال کیا، کہ یہ لوگ ایسا نہ ہو کہ خداوند تعالیٰ سے غافل ہو جانے کا سبب بنیں۔ ان سے چھٹکارا پانے کی کوئی تجویز کرنی چاہیے۔ چنانچہ کچھ لمحے سوچ کر آپ نے نانبائی کی دکان سے ایک روٹی خریدی۔ اور کھانی شروع کر دی۔ چونکہ رمضان المبارک کا مہینہ تھا۔ اس لیے لوگ آپ کو رمضان المبارک میں اس طرح کھاتے دیکھ کر برگشتہ ہو گئے۔ آپ نے اپنے مریدوں کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا کہ دیکھا، شریعت کے ایک مسئلہ کے خلاف میں نے عمل کیا، تو لوگوں نے مجھ کو روک دیا۔ (ایضاً ص ۹۶)

والدہ کی دعا: نقل ہے کہ صبح کے وقت آپ اپنے گھر کے دروازے پر گئے۔ کان لگا کر سنا، تو آپ کی والدہ خداوند کریم سے وضو کرتے ہوئے یہ دعا مانگ رہی تھیں کہ خداوند، میرے بچے کو اچھی طرح رکھنا۔ مشائخ کے دل میں اس کی عزت قائم کرنا۔ اور اس کو اچھی حالت عطا کرنا، یہ سن کر رو یا، دروازہ کھٹکھٹایا تو آپ کی والدہ نے پوچھا، کہ کون ہے۔ عرض کی آپ کا مسافر۔ چنانچہ آپ کی والدہ نے دروازہ کھول دیا۔ اور کہا

Marfat.com

بیٹے بڑی دیر سے آئے۔تیرے فراق سے میری آنکھوں میں فتور آ گیا ہے۔ اور میری کمر کبڑی ہوگئی ہے۔(ایضاً ص۹۴)

والدہ کی خدمت: فرماتے ہیں کہ جس کام کو میں سب کاموں سے موخر جانتا تھا۔وہ مقدم تھا۔یعنی والدہ کی رضا مندی، پھر فرمایا کہ جس چیز کو میں مجاہدات وریاضات شاقہ میں تلاش کرتا پھرتا تھا وہ میں نے گھر میں آسانی سے حاصل کرلی۔ایک رات والدہ نے پانی طلب کیا۔میں کوزہ میں پانی لینے گیا، مگر نہ ملا۔پھر صراحی کو دیکھا، مگر وہاں بھی پانی نہ تھا۔چنانچہ میں نہر پر جا کر پانی لایا۔مگر میری واپسی تک والدہ پھر سوگئی تھیں۔میں اسی طرح پانی کا کوزہ لیے کھڑا رہا۔سخت سردی کے باعث کوزہ میں پانی جم گیا۔جب والدہ بیدار ہوئیں تو انھوں نے مجھ کو یوں کھڑے دیکھ کر سبب دریافت کیا۔میں نے عرض کی کہ شاید آپ بیدار ہوں، اور پانی طلب کریں، لیکن میں حاضر نہ ہوں، اس ڈر کی وجہ سے کھڑا رہا۔یہ سن کر والدہ نے پانی پیا اور میرے حق میں دعا کی۔

ایک رات کا ذکر ہے۔ والدہ نے فرمایا کہ بیٹا آدھا دروازہ کھول دو۔یہ کہہ کر سوگئیں، میں اب حیران تھا کہ کون سا دروازہ۔دائیں طرف کا یا بائیں طرف کا کھولوں۔اس شش وپنج میں کہ والدہ کی مرضی کے خلاف کوئی کام نہ کر بیٹھوں، دروازے ہی میں کھڑے کھڑے ساری رات گزر گئی۔صبح کے وقت میں نے دیکھا کہ جس چیز کی مجھ کو خواہش تھی، وہ دروازے سے اندر داخل ہوئی۔(ایضاً ص۹۴)

جہاد بالنفس: آپ فرماتے ہیں کہ میں بارہ ۱۲ سال جنگلوں میں اپنے نفس کے حق میں لوہار بنا رہا۔اور نفس کو ریاضت کی بھٹی میں ڈال کر مجاہدہ کی آگ سے گرم کر کے

Marfat.com

ملامت کے ہتھوڑے سے کوٹتا رہا اور آخر کار میں نے اپنے نفس کو آئینہ بنالیا۔ پانچ سال کا عرصہ آئینہ بنانے میں صرف ہو گئے۔ اور طرح طرح کی عبادات و ریاضات سے اس آئینے کو صیقل کیا۔ پھر ایک سال اس کو اغیار کی نظر سے دیکھا۔ لیکن پھر بھی اس کو غرور اطاعت کے بھروسے اور عمل کی خود پسندی میں مبتلا دیکھا۔ چنانچہ پانچ سال اور کوشش کی، پھر جب دیکھا تو مردہ پایا۔ چنانچہ چار تکبیریں جنازہ کی پڑھ کر فارغ ہوا۔

عجز و انکسار: روایت ہے کہ ایک دفعہ مسجد کے دروازے پر پہنچ کر کھڑے ہو گئے۔ اور رونے لگے، لوگوں نے وجہ پوچھی، تو فرمایا کہ میں اپنے آپ کو حیض والی عورت کی مانند پاتا ہوں۔ جو مسجد میں جانے سے بوجہ اپنی ناپاکی کے ڈرتی ہے۔

(ایضاً ص ۹۷)

منزل فنا کے حالات: ایک دفعہ آپ حج کا ارادہ کر کے چند منزل کے سفر کے بعد، راہ ہی سے واپس تشریف لے آئے۔ لوگوں نے عرض کیا کہ بغیر حج کے واپس کیوں آئے۔ آپ نے کبھی اپنے ارادے کو فسخ نہیں کیا۔ فرمایا کہ راہ میں ایک زنگی کو برہنہ تلوار لئے ہوئے دیکھا۔ جو مجھ کو کہہ رہا تھا۔ واپس لوٹ جاؤ تو بہتر ہے ورنہ ابھی سر کو تن سے جدا کر دوں گا۔ اور ساتھ ہی یہ بھی کہا، کہ خدا کو تو بستام میں چھوڑ آیا اور خود خانہ کعبہ کی طرف جا رہا ہے۔ (تذکرۃ الاولیاء ص ۹۷)

☆...... نقل ہے کہ جب آپ عبادت الٰہی کے لیے خلوت میں جاتے، تو تمام سوراخوں کو بند کر دیتے اور فرماتے کہ میں ڈرتا ہوں، کوئی آواز مجھ کو پریشان نہ کرے۔ اور یہی ایک بہانہ بن جائے۔ عیسیٰ بسطامی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں تیرہ سال تک آپ کی

Marfat.com

خدمت میں رہا۔لیکن میں نے آپ سے کوئی بات نہ سنی۔آپ کی عادت یہ تھی، کہ سر کو گھٹنوں میں دے کر بیٹھتے اور جب سر اٹھاتے تو آہ کرتے اور پھر سر کو گھٹنوں میں دے دیتے۔شیخ مہلکی فرماتے ہیں کہ آپ کی یہ حالت فیض رسانی کی حالت ہوتی تھی۔

☆...... ایک دفعہ عالم خلوت میں آپ نے ''سبحانی اعظم شانی'' حالت بے خودی میں کہہ دیا۔جب آپ اپنے مریدوں میں آئے تو انہوں نے عرض کیا کہ آپ نے ایسے الفاظ کہے ہیں۔سن کر آپ نے فرمایا کہ اللہ جل شانہ،تمہارا دشمن ہو۔اگر دوبارہ یہ الفاظ میری زبان سے سنو،تو بے تکلف مار مار کر میرے ٹکڑے اڑا دو۔چنانچہ یہ فرما کر آپ نے ہر ایک کو ایک ایک چھری دے دی۔کچھ دنوں بعد آپ پر وہی حالت طاری ہوئی اور وہی الفاظ پھر کہے۔مریدوں نے حسب الارشاد آپ کو مار ڈالنے کا قصد کیا اور اندر گھس آئے۔دیکھا کہ سارے مکان کے اندر آپ ہی بھرے ہوئے ہیں۔مریدوں نے بے تحاشہ چھریاں مارنی شروع کیں۔مگر ان کو ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے پانی پر مار رہے ہیں۔ایک ساعت کے بعد جب آپ کی شکل چھوٹی ہو کر پھر اپنی حالت میں آ گئی تو مریدوں نے تمام کیفیت عرض کی۔سن کر آپ نے فرمایا کہ بایزید تو یہ ہے جس کو تم دیکھ رہے ہو، وہ بایزید نہیں تھا۔(ایضاً ص ۹۷)

کوئی اعتراض کرے کہ یہ کیوں کر ہو سکتا ہے۔میں کہوں گا، آدم علیہ السلام کا قد اس قدر تھا کہ ان کا سر آسمان سے لگتا تھا۔چنانچہ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے خدا کے حکم سے اپنے پروں کو آپ کے سر پر ملا تو آدم علیہ السلام کا قد چھوٹا ہو گیا۔پس جب بڑی شکل کا چھوٹا ہونا ممکن ہے تو چھوٹی شکل کا بڑا ہو سکنا بھی ممکن ہے۔جیسے کہ بچہ ماں کے رحم میں محض دو سیر کا ہوتا ہے، لیکن جوانی میں ستر سیر وزن کا ہو جاتا ہے، نیز جس

Marfat.com

طرح جبرائیل علیہ السلام نے حضرت مریم علیہا السلام پر تجلی کی حضرت بایزید رحمۃ اللہ علیہ کی حالت بھی ایسی ہی تھی لیکن جب تک کوئی شخص اس مرتبہ تک نہ پہنچ جائے، یہ دلائل بے سود ہیں۔ (ایضاً ص ۹۷)

آدابِ ولایت: روایت ہے کہ ایک دن آپ کے ہاتھ میں ایک سرخ سیب تھا۔ آپ نے سیب کو دیکھ کر فرمایا۔ کیسا لطیف سیب ہے۔ اسی وقت غیب سے ندا سنائی دی کہ بایزید ۔۔۔۔۔۔ کیا تجھے شرم نہیں آتی کہ ادنیٰ سیب پر ہمارا نام لیتا ہے۔ بعدازاں چوبیس دن تک اللہ تعالیٰ کا نام آپ کے دل سے فراموش ہوگیا۔ فرماتے ہیں کہ میں نے پھر اس بات کی قسم کھالی کہ زندگی بھر بسطام کا میوہ نہ کھاؤں گا۔ (ایضاً)

☆ ......فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ میرے دل میں خیال آیا کہ میں وقت کا پیر اور شیخ ہوں لیکن جب ذرا اور غور کیا تو ایسا معلوم ہوا کہ میں نے یہ الفاظ کہنے میں سخت غلطی کی ہے۔ فوراً اُٹھ بیٹھا اور خراسان کی طرف چل دیا۔ ایک منزل پر پہنچ کر میں بیٹھ گیا۔ اور قسم کھائی کہ جب تک اللہ تعالیٰ کسی ایسے آدمی کو یہاں بھیج کر میری حیثیت مجھ پر واضح نہ کرے، میں ہرگز نہیں اٹھوں گا۔ چنانچہ تین دن رات اسی حالت میں گزر گئے۔ چوتھے دن ایک اجنبی آدمی کو اونٹ پر سوار اپنی طرف آتے دیکھا۔ غور سے دیکھنے پر وہ شخص کچھ شناسا معلوم ہوا۔ جب وہ نزدیک آیا تو میں نے اونٹ کی طرف اشارہ کیا کہ ٹھہر جائے۔ اسی وقت اونٹ کے پاؤں زمین میں دھنس گئے۔ سوار نے میری طرف دیکھا اور کہا، کیا تمہاری خواہش ہے کہ میں اپنی بند آنکھ کو کھول دوں۔ اور کھلی آنکھ کو بند کرلوں، اور شہر بسطام کو مع اہالیانِ شہر اور بایزید کے غرق کردوں۔ یہ الفاظ سنتے ہی میرے ہوش ہوا

Marfat.com

ہو گئے۔ میں نے پوچھا، تم کہاں سے آئے ہو۔ اس نے کہا کہ جب تم نے عہد کیا تو میں تین ہزار فرسنگ پر تھا۔ وہاں سے آیا ہوں۔ پھر یہ کہہ کر کہ بایزید اپنے دل کی طرف خیال رکھے، منہ پھیرا اور واپس چلا گیا۔ (ایضاً ۹۸)

☆......روایت ہے کہ چالیس سال تک آپ مسجد کے مجاور بنے رہے۔ آپ گھر میں اور کپڑے پہنتے تھے۔ مسجد میں اور کپڑے ہوا کرتے تھے۔ چالیس سال تک آپ نے اپنی کمر کو دیوار سے نہ لگایا۔ فرماتے ہیں کہ چالیس سال تک جو غذا آدمی کھاتے ہیں، میں نے نہیں کھائی۔ کیونکہ میری غذا دوسری جگہ پر مقرر تھی، اور کہ میں چالیس سال تک دل کی نگہبانی کرتا رہا۔ جب میں نے غور سے دیکھا تو بندگی اور خداوندی دونوں کو حق تعالیٰ کی طرف سے پایا۔ فرماتے ہیں کہ میں تیس سال تک اللہ تعالیٰ کو تلاش کرتا رہا، لیکن غور کرنے پر معلوم ہوا، کہ خود اللہ تعالیٰ میرا متلاشی ہے، اور میں اس کا مطلوب تھا۔ اور تیس سال گزرنے کو آئے، میں جب اللہ تعالیٰ کا نام لیتا ہوں، تو تین بار منہ کو پانی سے دھو لیتا ہوں۔ (ایضاً ص ۹۸)

جب نفس زیر ہو گیا: ایک دفعہ ابو موسیٰ نے آپ سے دریافت کیا کہ اس راہ میں سب سے زیادہ مشکل کام آپ نے کیا دیکھا۔ فرمایا کہ ایک مدت تک میں نفس کو درگاہ خداوندی میں پیش کرنے میں کوشاں رہا لیکن وہ روتا تھا اور حاضر ہونے سے انکار کرتا تھا۔ لیکن جب اللہ تعالیٰ کی مدد میرے شامل حال ہوئی تو میرا نفس مجھ کو درگاہ الٰہی میں لے جاتا تھا اور ہنسا کرتا تھا۔ آخر نوبت یہاں تک پہنچ گئی کہ جو کچھ میرے باطن میں خیال گزرتا وہ اسی وقت میرے سامنے ظاہر ہو جاتا۔

Marfat.com

ایک دن چند آدمی آپ کی خدمت میں آئے۔آپ نے دیکھ کر سر کو جھکا لیا۔پھر سر اٹھا کر کہا۔میں صبح سے کسی ایسی چیز کی تلاش میں ہوں جو تم کو دوں اور تم اس کو برداشت کرنے کی طاقت بھی رکھو مگر نہیں ملی۔(ایضاً ص۹۹)

بایزید کی زیارت کرو: نقل ہے کہ ابو تراب کا ایک مرید نہایت گرم رو اور صاحب مال تھا۔ابو تراب اس کو ہمیشہ کہتے رہتے کہ تم کو لازم ہے کہ زیارت کرو۔ایک دن مرید نے کہا کہ جو شخص ہر روز سو مرتبہ بایزید کے خدا کو دیکھ لیتا ہو،اس کو کیا ضرورت ہے کہ بایزید کو دیکھے۔ابو تراب نے کہا کہ جب تو خدا کو دیکھتا ہے تو اپنی حالت کے مطابق دیکھتا ہے لیکن جب بایزید کے سامنے دیکھو گے تو بایزید کی حالت کے مطابق مشاہدہ کرو گے۔آنکھوں میں فرق ہوا کرتا ہے۔چنانچہ یہ بات مرید کے دل کو پسند آئی۔اسی وقت دونوں مرشد اور مرید بسطام کی طرف چل پڑے۔جب وہ آپ کے در دولت پر پہنچے تو آپ پانی لینے کے لیے باہر گئے ہوئے تھے۔یہ بھی آپ کے عقب میں گئے۔دیکھا کہ آپ ایک ہاتھ میں پرانی پوستین اور دوسرے میں پانی کا مٹکا اٹھائے ہوئے چلے آرہے ہیں۔جب آپ نے مرید کو اور مرید نے آپ کو دیکھا اور نگاہیں چار ہوئیں تو مرید لرز کر گر پڑا اور جان بحق ہوگیا۔یہ حالت دیکھ کر ابو تراب رحمۃ اللہ علیہ نے عرض کی۔یا شیخ ایک ہی نظر میں یہ حالت اور موت۔فرمایا ابو تراب، اس جوان کی فطرت میں ہی ایسی حالت پیدا ہوگئی تھی کہ اس کے ظاہر کرنے کا وقت نہ تھا۔لیکن میرے مشاہدہ میں معلوم ہوگیا کہ اس میں برداشت کی طاقت نہیں ہے،اس لیے مر گیا۔چنانچہ مصر کی عورتوں کی بھی یہی حالت ہوگئی تھی کہ ان میں

Marfat.com

یوسف علیہ السلام کے جمال کی تاب نہ تھی اور بے خبری میں انہوں نے اپنے ہاتھوں کو کاٹ ڈالا تھا۔ (ایضاً ص ۹۹)

شانِ استغنا: نقل ہے کہ حضرت ذوالنون مصری علیہ الرحمہ نے آپ کو ایک مصلی بھیجا، آپ نے وہ مصلی واپس کر دیا اور کہلا بھیجا کہ مصلی میرے کس کام۔ مجھے مسند درکار ہے، وہ بھیجو تاکہ تکیہ لگا کر بیٹھوں۔ چنانچہ حضرت ذوالنون رحمۃ اللہ علیہ نے یہ سن کر ایک نہایت اعلیٰ مسند آپ کو بھیجی۔ لیکن آپ نے اس کو بھی واپس کر دیا اور فرمایا کہ جس شخص کے لیے اللہ تعالیٰ کا لطف و کرم تکیہ گاہ ہو، اس کو کسی مخلوق کے تکیہ پر ناز نہ کرنا چاہیے اور نہ ہی اس کو اس کی ضرورت رہتی ہے۔ (ایضاً ص ۹۹)

عفو و درگزر: ایک دفعہ رات کے وقت آپ قبرستان سے واپس آرہے تھے۔ راہ میں ایک لڑکا بربط بجا رہا تھا۔ آپ نے اس کو دیکھ کر لاحول پڑھا، جس کو سن کر وہ طیش میں آگیا اور بربط اٹھا کر آپ کے سر پر دے مارا۔ آپ کو چوٹ لگی اور بربط ٹوٹ گیا، آپ چپ چاپ اپنے گھر چلے آئے۔ دوسرے دن صبح کو ایک مرید کے ہاتھ حلوے کی ایک تھالی اور بربط کی قیمت اس لڑکے کے پاس بھیج کر پیغام بھیجا کہ میں تم سے معذرت کرتا ہوں۔ بربط کی قیمت لے لو اور حلوہ کھا کر اس رنج کی تلخی کو بھول جاؤ جو کل رات تم کو پہنچی۔ جب یہ پیغام اور قیمت اس لڑکے کو ملی تو وہ بہت شرمندہ ہوا اور چند ایک اور نوجوانوں کے ہمراہ آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر معذرت کرنے لگا اور توبہ کی۔ (ایضاً ص ۱۰۰)

Marfat.com

تمہارا علاج یہی ہے: بزرگان بسطام میں سے ایک زاہد ہمیشہ آپ کے حلقہ میں حاضر رہتا تھا اور صاحب طبع اور اثر پذیر بھی تھا۔ایک دن اس زاہد نے آپ کی خدمت میں عرض کی کہ یا شیخ تیس سال ہوئے صائم الدھر اور قائم اللیل ہوں لیکن جس علم کا ذکر آپ فرماتے ہیں، اس کا ایک شمہ بھی اپنے آپ میں نہیں دیکھتا ہوں۔ باوجود کہ میں علم کی تصدیق کرتا ہوں، اور اس کو محبوب بھی رکھتا ہوں۔آپ نے جواب میں فرمایا کہ تیس سال کیا اگر تیس سو سال تک بھی تو ایسا کرتا رہے تو ایک ذرہ تک اس کا نہ سمجھ سکے۔ پوچھا کیوں۔فرمایا کہ تو اپنے نفس کی وجہ سے حجاب میں ہے۔اس نے عرض کیا کہ اس کا کوئی علاج۔آپ نے فرمایا کہ اگر میں علاج بتاؤں گا تو قبول نہ کرے گا، اس نے عرض کی کہ میں کئی سالوں سے اس کا متلاشی ہوں، ضرور قبول کروں گا۔آپ نے فرمایا کہ ابھی جا کر اپنا سر اور ڈاڑھی منڈوا ڈالو اور پہنے ہوئے کپڑے اتار کر گودڑی پہن لو۔ جس قوم کے لوگ تم کو اچھی طرح جانتے ہوں ان میں جا بیٹھو اور اخروٹ کا ایک تھیلا بھر کر پاس رکھ لو اور لڑکوں کو کہو کہ جو ایک طمانچہ میرے لگائے گا، اس کو ایک اخروٹ دوں گا اور جو دو طمانچے مارے گا۔اس کو دو اخروٹ ملیں گے اور لڑکوں سے طمانچے کھانے کے لیے تمام شہر میں گشت لگاؤ تا کہ وہ تجھ کو ماریں۔ چنانچہ جس جگہ پر تمہاری ذلت سب سے زیادہ ہو۔اسی جگہ اپنا قیام کرلو۔یہی تمہارا علاج ہے۔ جب اس نے یہ عجیب علاج سنا تو حیران ہو کر سبحان اللہ لا الہ الا اللہ کہا۔یہ سن کر آپ نے فرمایا کہ مشرک لوگ یہ کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو جاتے ہیں، تو تم یہ کلمہ پڑھ کر مشرک ہو گئے۔ پوچھا کیوں۔فرمایا اس لیے کہ تم نے یہ کلمہ تعظیم حق کے لیے نہیں پڑھا۔ بلکہ اپنی تعظیم تم

Marfat.com

نے بیان کی ہے۔ پھر اس نے کہا کہ میں یہ علاج نہیں کرسکتا۔ آپ نے فرمایا، میں نے تم سے پہلے کہہ دیا تھا کہ تمہارا علاج یہی ہے، لیکن تم نہ کرو گے۔ (ایضاً ص ۱۰۰)

شفیق بلخی رحمۃ اللہ علیہ **کی اصلاح:** روایت ہے کہ حضرت شفیق بلخی رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد نے حج کا ارادہ کیا۔ جناب شفیق بلخی رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا کہ پہلے بسطام جا کر حضرت بایزید رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت کرو۔ چنانچہ جب وہ آپ کی خدمت میں پہنچا تو آپ نے دریافت کیا کہ تم کس کے مرید ہو۔ اس نے عرض کیا کہ شفیق بلخی رحمۃ اللہ علیہ کا مرید ہوں۔ پھر آپ نے پوچھا کہ وہ کیا کہتے ہیں۔ عرض کیا کہ وہ خلقت سے فارغ اور توکل الٰہی پر بھروسہ کئے ہوئے ہیں اور کہتے ہیں کہ اگر زمین و آسمان سونے کا بن جائے۔ نہ زمین سے کچھ پیدا ہو اور نہ آسمان سے کچھ برسے اور تمام کائنات کی مخلوق میرا عیال ہو، تب بھی میں اپنے توکل سے نہ پھروں گا۔ آپ نے سن کر فرمایا، یہ سخت کفر ہے۔ اگر بایزید کی جان پر بھی بن جائے۔ تب بھی اس کافر و مشرک کے شہر میں قیام نہ کرے اور کہ جب تو واپس جائے تو اپنے مرشد سے کہہ دینا کہ محض دو روٹیوں کے عوض اللہ تعالیٰ کو نہ آزمائے۔ بھوک لگنے پر کسی ہم جنس سے دو روٹی مانگ لے لیکن توکل کے بوجھ کو الگ رکھ دے تاکہ اس کی بدبختی سے تمام شہر یا علاقہ ہی زمین میں نہ دھنس جائے، یہ کلام سن کر وہ مرید واپس چلا آیا۔ جب شفیق بلخی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں پہنچا۔ تو انہوں نے دریافت کیا۔ جلدی کیوں واپس آ گیا ہے۔ مرید نے ساری بات عرض کر دی۔ جب شفیق بلخی رحمۃ اللہ علیہ نے یہ باتیں سنیں تو اپنے آپ میں یہ تمام نقائص پائے۔ (ایضاً ص ۱۰۰)

81180

Marfat.com

بعض لوگ اسی روایت کو یوں بیان کرتے ہیں کہ حضرت شفیق بلخی رحمۃ اللہ علیہ نے سن کر فرمایا کہ کیا تم نے نہ پوچھا کہ تم کیسے ہو۔ مرید نے جواب دیا کہ نہیں تب اس کو پھر واپس بھیجا کہ اس سوال کا جواب لے کر آئے۔ چنانچہ وہ پھر آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور پوچھا کہ اگر شفیق بلخی رحمۃ اللہ علیہ ایسا ہی ہے تو آپ کیسے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ دوسری غلطی ہے۔ پھر فرمایا کہ اگر میں تم کو بتاؤں کہ میں ایسا ہوں تو تم سمجھ نہیں سکو گے۔ مرید نے عرض کی کہ ایک کاغذ پر لکھ دیں۔ آپ نے فرمایا کہ اچھا لکھو 'بسم اللہ الرحمن الرحیم' اس کے بعد بایزید یہ ہے کہ کچھ ہستی نہیں رکھتا اور جب موصوف ہی نہ ہو تو صفت کے کیا معنی۔ یہ کاغذ لپیٹ کر شفیق بلخی رحمۃ اللہ علیہ کے مرید کو دے دیا۔ اور فرمایا کہ بایزید تو ایک ذرہ کی ہستی نہیں رکھتا۔ بھلا ایسی حالت میں کیسے کہا جا سکتا تھا کہ وہ ایسا ہے یا ویسا ہے۔ اخلاص ہے یا توکل۔ یہ سب خلق کی صفات ہیں۔ تم کو تخلقو باخلاق اللہ ہونا چاہیے۔ نہ کہ توکل سے اپنے آپ کو متجلی کرنا چاہئے، جب حضرت شفیق بلخی رحمۃ اللہ علیہ کا مرید واپس پہنچا تو حضرت شفیق بلخی رحمۃ اللہ علیہ بستر مرگ پر تھے۔ اور مرید کا انتظار کر رہے تھے۔ مرید کو دیکھ کر کاغذ پڑھا۔ اور " اشھد ان لا الہ الا اللہ واشھد ان محمدا عبدہ ورسولہ " پڑھ کر جاں بحق ہو گئے۔ اپنے عیبوں سے مرتے وقت واقف ہو کر توبہ کی اور تائب ہو کر وفات پائی۔ (ایضاً ص ۱۰۱)

معرفت کی باتیں: روایت ہے کہ حضرت احمد خضرویہ رحمۃ اللہ علیہ کے ایک ہزار مرید آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور وہ سب کے سب اس درجے کے تھے کہ پانی پر چلتے تھے۔ ہوا میں اڑتے تھے۔ حضرت احمد خضرویہ رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد

Marfat.com

فرمایا کہ تم میں سے جو شخص بایزید رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت کرے لیکن جو تم میں ان کی زیارت کی طاقت برداشت نہ رکھتا ہو وہ الگ ہو جائے۔ ہر ایک کے پاس ایک ایک عصا تھا۔ ان میں سے ایک نے کہا کہ میں تمہارے عصاؤں کی نگہبانی کروں گا۔ مجھ کو دیدار کی طاقت نہیں۔ جب وہ سب لوگ آپ کی خدمت میں پہنچے تو آپ نے فرمایا کہ تم میں سے جو سب سے بہتر ہے، اس کو تو اندر لاؤ۔ وہ باہر کیوں کھڑا ہے، غرض اس کو بھی اندر لے آئے۔ آپ نے احمد خضرویہ سے فرمایا کہ عالم کے گرد گھومنا اور سیاحت کرنا کب تک۔ احمد نے عرض کیا کہ جب پانی ایک جگہ ٹھہر جاتا ہے تو خراب ہو جاتا ہے۔ آپ نے فرمایا۔ پھر دریا کیوں نہیں بن جاتے تاکہ خرابی نہ ہو سکے۔ اور آلائش بھی نہ رہے۔ اس کے بعد معرفت کے متعلق کچھ باتیں ہوئیں۔ اس پر احمد خضرویہ رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ ایسی باتیں کریں جو ہماری سمجھ سے باہر نہ ہوں، غرض سات مرتبہ اسی قسم کی باتیں ہوئیں۔ اور احمد خضرویہ بھی یہی کہتے رہے۔ آخر کار آپ کی گفتگو ان لوگوں کی سمجھ میں آنے لگی۔ جب آپ چپ ہو گئے تو احمد نے کہا کہ ابلیس کو میں نے آپ کے کوچہ میں دار پر لٹکا ہوا دیکھا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ ہاں۔ کیونکہ اس نے میرے ساتھ وعدہ کیا تھا کہ میں بسطام کے پاس نہیں آؤں گا لیکن اب اس نے ایک شخص کے دل میں وسوسہ ڈالا ہے، جس کی پاداش میں اس کو سولی پر لٹکا دیا گیا جب کہ قاعدہ ہے کہ چوروں کو بادشاہوں کی عدالت سے پھانسی کی سزا ہوتی ہے۔ احمد خضرویہ رحمۃ اللہ علیہ کے مریدوں میں سے ایک نے عرض کی کہ حضرت ہم ایک گروہ کو آپ کی خدمت میں عورتوں کی شکل میں دیکھتے ہیں۔ یہ کون لوگ ہیں۔ فرمایا کہ یہ فرشتے ہیں جو علمی مسائل دریافت کرنے کے لئے میرے پاس آتے ہیں اور میں ان کو جواب دیتا ہوں۔ پھر

Marfat.com

فرمایا کہ میں نے ایک دفعہ خواب میں دیکھا کہ آسمان اول کے فرشتے میرے پاس آ کر کہنے لگے کہ اٹھیں تا کہ اللہ کی یاد کریں۔ میں نے کہا کہ میرے پاس وہ زبان نہیں جس سے میں اللہ تعالیٰ کا ذکر کرسکوں۔ پھر دوسرے آسمان کے فرشتے آئے، انہوں نے بھی یہی کہا اور میں نے وہی جواب ان کو دیا۔ اسی طرح ساتوں آسمانوں کے فرشتے آئے لیکن میں بھی وہی جواب دیتا رہا۔ پھر انہوں نے پوچھا کہ آخر اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے کی قابلیت آپ کی زبان میں کب پیدا ہوگی۔ فرمایا کہ اس وقت جب کہ دوزخی لوگ دوزخ میں ڈال دیئے جائیں گے اور بہشتی لوگ بہشت میں پہنچ جائیں گے۔ یعنی یہ کہ قیامت کے بعد بایزید عرش الٰہی کے گرداگرد طواف کرے گا اور اللہ اللہ کرے گا

(ایضاً ۱۰۲)

☆...... فرماتے ہیں کہ ایک رات میرا گھر روشن ہوگیا۔ میں نے کہا اگر تو شیطان ہے تو میں اس سے بلند تر ہوں۔ کیونکہ تجھ کو مجھ سے طمع ہے۔ لیکن اگر تو مقبولین میں سے ہے تو چھوڑ کہ ہم سرائے خدمت سے سرائے کرامت میں پہنچیں۔ (ایضاً ص ۱۰۲)

☆...... نقل ہے کہ ایک دفعہ آپ کو عبادت میں کچھ لطف نہ آیا۔ آپ نے خادم کو فرمایا کہ دیکھ گھر میں کیا چیز ہے، اس نے دیکھا تو ایک انگور کا خوشہ نظر آیا۔ فرمایا کہ یہ کسی کو دیدو۔ کیونکہ ہمارا گھر بنئے کی دکان نہیں۔ اس کے بعد آپ کو عبادت میں مزہ آنے لگا۔ (ایضاً ص ۱۰۲)

مخلوق کی خدمت: نقل ہے کہ آپ کا ایک آتش پرست ہمسایہ تھا۔ جس کا ایک شیر خوار بچہ تھا اور تمام رات وہ بچہ تاریکی کی وجہ سے روتا رہتا تھا۔ آپ ہر روز چراغ

Marfat.com

اٹھا کر اس کے گھر لے جاتے۔ بچہ خاموش ہو جاتا۔ جب وہ آتش پرست اپنے سفر سے واپس آیا تو بچے کی ماں نے شیخ کی نسبت سارا حال عرض کیا۔ اس نے کہا کہ افسوس ہے جب شیخ کی طرف سے روشنی پہنچ گئی تو ہم اپنے آپ کو غفلت کی تاریکی میں کیوں رکھیں۔ اس کے بعد آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر مسلمان ہو گیا۔ (ایضاً ص ۱۰۲)

☆......نقل ہے کہ ایک دفعہ لوگوں نے ایک آتش پرست کو کہا کہ مسلمان ہو جا۔ اس نے جواب دیا کہ اگر مسلمانی یہی ہے جو بایزید کی ہے تو مجھ میں مسلمان ہونے کی طاقت نہیں۔ اگر مسلمانی وہ ہے جو تم لوگوں کی ہے تو افسوس کہ میں اس کا یقین نہیں کر سکتا۔ یعنی میرے نزدیک تمھاری یہ مسلمانی ناقابل اعتبار ہے۔

حضرت ابراہیم ہروی کی آمد: نقل ہے کہ ایک دفعہ آپ مسجد میں تشریف فرما تھے۔ یکا یک فرمایا کہ اٹھو! خداوند کریم کے دوستوں میں سے ایک دوست کا استقبال کریں۔ جب دروازے سے باہر نکلے تو ابراہیم ہروی کو دیکھا، جو ایک گدھے پر تشریف لا رہے تھے۔ آپ نے فرمایا، مجھے اطلاع دی گئی کہ اٹھ کر استقبال کرو اور ہمارے حضور میں اس کو شفیع بنا کر لاؤ۔ ابراہیم ہروی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اگر اولین کی شفاعت تم کو اور آخرین کی شفاعت مجھ کو دی گئی تو بھی ہم آنحضرت ﷺ کے مقابلے میں ایک مشت خاک کے برابر ہوں گے۔ آپ کو اس بات سے بڑا تعجب ہوا جب کھانا کھانے کا وقت ہوا تو عمدہ عمدہ کھانے لائے گئے۔ ابراہیم ہروی رحمۃ اللہ علیہ کے دل میں خیال آیا کہ شیخ ایسے کھانے کھاتے ہیں، لیکن آپ کو یہ بات معلوم ہو گئی۔ جب کھانے سے فارغ ہو گئے تو آپ ابراہیم ہروی رحمۃ اللہ علیہ کا ہاتھ پکڑ کر ایک طرف کو

Marfat.com

لے گئے اور ایک دیوار پر ہاتھ مارا۔ جہاں ایک دروازہ کھل گیا۔ دیکھا کہ ایک دریائے زخار موجیں مار رہا ہے۔ فرمایا کہ آؤ اس دریا سے پار چلیں لیکن ابراہیم ہروی رحمۃ اللہ علیہ ڈر گئے اور کہا کہ میرا یہ مقام نہیں ہے، پھر آپ نے فرمایا کہ صحرا سے وہ جو، جن کو آپ نے چن کر کھانا پکایا ہے اور توشہ دان میں رکھا ہے وہ جو، چار پایوں کے کھائے ہوئے ہیں لیکن تم نے ان دانوں کو اکٹھا کر کے روٹی پکائی اور کھائی۔ جب زیادہ تحقیق اس کے متعلق کی گئی تو ایسا ہی پایا۔ چنانچہ ابراہیم ہروی رحمۃ اللہ علیہ نے توبہ کی۔ (ایضاً ص ۱۰۳)

خضر کے ہمراہی: ایک شخص نے آپ سے فرمایا کہ قبرستان میں آپ کو فلاں شخص کے جنازے پر دیکھا کہ آپ خضر علیہ السلام کے ہاتھ میں ہاتھ ڈالے ہوئے تھے۔ نماز جنازہ کے بعد میں نے دیکھا کہ آپ نے ہوا میں پرواز کیا فرمایا کہ اس شخص نے سچ کہا ہے۔ (ایضاً ص ۱۰۳)

کرامات: ایک دفعہ چند آدمی آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور قحط کی شکایت کر کے قحط دفع ہونے کی دعا فرمانے کی فرمائش کی اور عرض کی کہ بارش ہونی چاہیے۔ آپ سر گھٹنوں میں لے گئے۔ چند لمحوں کے بعد سر اٹھا کر فرمایا کہ جاؤ اپنے مکان کے پرنالوں کو درست کرو۔ بارش آ رہی ہے۔ اسی وقت بارش برسنی شروع ہوگئی اور ایک دن رات تک متواتر بارش ہوتی رہی۔

☆...... نقل ہے کہ ایک دن آپ نے پاؤں کو دراز کیا تو آپ کے ایک مرید نے بھی اسی طرح پاؤں پھیلائے۔ یہ دیکھ کر آپ نے پاؤں کو سمیٹ لیا۔ مرید نے اگرچہ پوری کوشش کی کہ وہ اپنے پاؤں کو سمیٹے مگر کامیاب نہ ہوا اور آخر عمر تک اس کا پاؤں اسی

Marfat.com

طرح دراز رہا۔ (اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ مرید یہ سمجھتا تھا کہ شیخ کا پاؤں پھیلانا یا سمیٹنا دوسرے عام لوگوں کی طرح ہے۔)

☆......ایک منکر شخص نے آپ کی خدمت میں آکر عرض کی کہ مجھ کو فلاں مسئلہ سمجھائیں۔ آپ نے اس کے انکار کو کشف کی رو سے دیکھ کر فرمایا کہ فلاں پہاڑ کی غار میں میرا ایک دوست ہے۔ اس کے پاس جاؤ اور سوال کرو۔ وہ تمہارے مسئلہ کو حل کردے گا۔ چنانچہ وہ شخص غار میں گیا تو ایک بہت بڑا اژدہا جو غصہ میں بھرا ہوا تھا۔ وہاں دیکھا اور دیکھتے ہی سخت ڈر کے مارے پاخانہ نکل گیا اور بے تحاشہ وہاں سے بھاگا۔ جوتیاں وہیں رہ گئیں اور آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر پاؤں پر گر پڑا۔ آپ نے فرمایا۔ سبحان اللہ۔ کیا تو اپنی جوتی بھی نہ سنبھال سکا۔ محض ایک مخلوق سے ڈر کر تیرا پاخانہ نکل گیا تو پھر خدا کی ہیبت کا مسئلہ میں تجھ کو کس طرح منکشف کرا سکتا ہوں۔ حالانکہ تو انکار کے طور پر میرے پاس آیا تھا۔ (ایضاً ص ۱۰۴)

☆......اسی طرح ایک اور شخص کو آپ کے حق میں انکار تھا اور کہا کرتا تھا کہ جو جو بھی ریاضت وہ کرتے ہیں میں بھی کرتا ہوں لیکن وہ ایسی باتیں بیان کرتے ہیں جن سے میں محروم ہوں۔ آپ کو اس حالت سے آگاہی تھی۔ چنانچہ ایک دن اس نے آپ کی خدمت میں حاضر ہونے کا ارادہ کیا مگر آپ نے اس کی طرف منہ کر کے ایک پھونک ماری۔ جس سے وہ اسی جگہ بے ہوش ہو گیا اور اسی حالت بے ہوشی میں اس کے کپڑے بھی ناپاک ہو گئے۔ جب تین دن کے بعد وہ ہوش میں آیا تو غسل کر کے آپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ نے فرمایا کہ ہاتھیوں کا بوجھ گدھوں پر نہیں رکھا جاتا۔ (ایضاً ص ۱۰۴)

Marfat.com

ایک مرید کی شان: شیخ ابو سعید علیہ الرحمہ نے ایک دفعہ آپ کا امتحان کرنا چاہا۔ آپ نے ان کو اپنے ایک مرید کے پاس جانے کی ہدایت کی ۔ جس کا نام بھی ابو سعید ہی تھا۔ جب وہ آپ کے مرید ابو سعید کے پاس پہنچے تو دیکھا کہ بھیڑیئے ان کی بکریوں کی حفاظت کرر ہے ہیں اور وہ نماز میں مشغول ہیں۔ آپ کے مرید نے فارغ ہونے کے بعد پوچھا کہ تم کیا چاہتے ہو، شیخ ابو سعید نے کہا کہ گرم روٹی اور انگور درکار ہیں۔ آپ کے مرید کے ہاتھ میں لکڑی تھی ۔ فوراً اس کو توڑ کر دونوں حصے زمین میں گاڑ دیئے۔ اسی وقت اس میں قدرت الٰہی سے انگور لگ گئے مگر جو حصہ شیخ ابو سعید کے سامنے تھا اس کے انگور سیاہ رنگ کے تھے۔ ابو سعید نے پوچھا کہ رنگت میں فرق کی وجہ کیا ہے۔ فرمایا کہ تم نے امتحان کے طور پر چاہا اور میں نے یقین کے طور پر۔ اس لیے ہر چیز کا رنگ اس کے حال کے لائق ہوتا ہے۔ اس کے بعد ایک کمبل شیخ ابو سعید کو دے کر کہا کہ اس کو حفاظت سے رکھنا۔ چنانچہ ابو سعید جب حج کو گئے تو عرفات میں وہ کمبل گم ہوگیا۔ جب وہ حج سے واپس بسطام آئے تو وہی کمبل اس چرواہے ابو سعید کے پاس تھا۔ (ایضاً ص ۱۰۴)

پیرومرشد کون: نقل ہے کہ لوگوں نے آپ سے پوچھا کہ آپ کا پیر کون ہے۔ فرمایا کہ ایک بوڑھی عورت ۔ پوچھا کس طرح ۔ فرمایا کہ ایک دن میں حالت وجد میں غلبہ شوق سے اپنے حال میں نہ تھا۔ اس وقت ایک عورت آئی اور آٹے کا ایک برتن میرے حوالے کر کے کہنے لگی کہ اس کو ذرا رکھ لینا۔ میں چونکہ اپنے حال میں نہ تھا۔ ایک شیر کو اشارہ کیا۔ وہ آیا تو برتن آٹے کا اس کی پشت پر رکھ دیا۔ اس کے بعد میں

Marfat.com

نے اس بوڑھی عورت سے پوچھا کہ جب تم شہر میں پہنچو گی تو کیا کہو گی کہ میں نے کس کو دیکھا۔اس نے کہا۔کہوں گی کہ ایک رعنا ظالم کو دیکھا۔میں نے پوچھا کہ کس طرح۔اس نے کہا کیا یہ شیر مکلّف ہے؟ کیا یہ ظلم نہیں؟ میں نے کہا کہ نہیں۔اس نے کہا کہ جس کو خدا نے تکلیف نہیں دی۔تم اس کو تکلیف دیتے ہو۔یہ ظلم نہیں تو کیا ہے میں نے کہا کہ نہیں، پھر اس نے کہا، کیا تو یہ چاہتا ہے کہ شہر کے لوگ یہ سمجھیں کہ یہ شیر تیرا فرمانبردار ہے اور تو صاحب کرامات ہے، میں نے کہا کہ ہاں۔تب میں نے توبہ کی۔کیونکہ اس عورت کی یہ بات میری پیر و مرشد بن گئی۔اس کے بعد میں ایسا ہو گیا، کہ جب کوئی علامت یا کرامت ظاہر ہوتی تو اس کی تصدیق خداوند کریم سے چاہتا۔اور اسی وقت ایک نوری عبارت بخط سبز ظاہر ہوتی جس پر یہ لکھا ہوتا۔لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ، نوح نجی اللہ، ابراہیم خلیل اللہ، موسیٰ کلیم اللہ، عیسیٰ روح اللہ، علیہم الصلوۃ والسلام چنانچہ انہی پانچ گواہوں کے بعد پھر کسی اور شہادت کی ضرورت نہ رہتی۔(تذکرۃ الاولیاء ص ۱۰۵)

کمال طلب: شیخ احمد خضرویہ رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ میں نے اللہ تعالیٰ کو خواب میں دیکھا کہ اللہ تعالیٰ مجھ کو فرما رہا ہے کہ سب لوگ مجھ سے کچھ طلب کرتے ہیں لیکن بایزید مجھ سے مجھ ہی کو طلب کرتا ہے۔(ایضاً ص ۱۰۵)

انکار کی سزا: ایک دفعہ شفیق بلخی رحمۃ اللہ علیہ اور ابو تراب بلخی رحمۃ اللہ علیہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔کھانا کھانے کے وقت شیخ کا ایک مرید بھی پاس تھا۔شفیق بلخی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ آؤ تم بھی کھانا کھاؤ، مگر مرید نے انکار کیا اور کہا کہ میں روزے سے ہوں۔روزہ نہیں کھول سکتا۔پھر ابو تراب رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ آؤ ہمارے ساتھ کھانا

Marfat.com

کھا کر ایک ماہ کے روزوں کا ثواب حاصل کرو مگر مرید نے پھر انکار کیا۔ پھر شفیق رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ آؤ کھانا کھا کر ایک سال کے روزوں کا ثواب حاصل کرو۔ مرید نے تب بھی انکار کیا۔ آخر آپ نے فرمایا کہ راندہ درگاہ ہے، اس کو چھوڑ دو۔ چنانچہ چند دنوں کے بعد چوری کے جرم میں وہ مرید پکڑا گیا اور دونوں ہاتھ اس کے کاٹ ڈالے گئے۔ (ایضاً ص ۱۰۵)

کچھ اور واقعات: ☆......ایک روز حضرت شیخ جامع مسجد میں اپنا عصا ہمراہ لے گئے مگر وہیں بھول آئے۔ وہاں سے ایک بوڑھی عورت نے عصا اٹھا کر آپ کی خدمت میں پہنچا دیا۔ آپ نے اس عورت سے معافی طلب کی کہ تم کو تکلیف ہوئی۔ (ایضاً ص ۱۰۵)

☆......ایک دفعہ ایک شخص نے ''حیا'' کے متعلق سوال کیا۔ آپ نے ایسا جواب دیا کہ وہ شخص قدرت خداوندی سے شرم کے مارے فی الحقیقت پانی بن گیا۔ اس کے بعد ایک مرید آیا۔ اس نے پانی دیکھ کر پوچھا کہ یہ پانی کیسا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ ایک شخص نے حیا کے متعلق سوال کیا تھا۔ جواب کی طاقت نہ رکھنے کے باعث وہ پانی ہو گیا۔ (ایضاً ص ۱۰۵)

☆......فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ میں دریائے دجلہ پر گیا تو دریا کا پانی اکٹھا ہو گیا۔ میں نے کہا کہ اس پر غرور نہیں کرتا کہ مجھے ذرا سی چیز میں بھلا دو، تمیں سال کے عرصے میں ذرا سی چیز کے متعلق بھی میں نے کچھ نہیں کیا۔ مجھ کو کرامت کی ضرورت نہیں۔ کریم درکار ہے۔ (ایضاً ص ۱۰۶)

☆......فرماتے ہیں کہ میں نے اللہ تعالیٰ سے سوال کیا کہ عورتوں سے مجھ کو بچائے

Marfat.com

رکھ۔ پھر میں نے کہا کہ یہ سوال غلط ہے۔ جبکہ حضور شارع علیہ الصلوۃ والسلام نے نہیں چاہا۔ چنانچہ محض اسی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے مجھ کو بچالیا۔ میرے سامنے عورت اور دیوار کی ہستی یکساں ہے۔ (ایضاً ص ۱۰۶)

☆......روایت ہے کہ ایک دفعہ آپ نے ایک امام کے پیچھے نماز ادا کی۔ نماز کے بعد امام نے پوچھا کہ آپ نہ تو کوئی کام کرتے ہیں نہ کسی سے کچھ لیتے ہیں۔ پھر کھاتے کہاں سے ہو۔ فرمایا کہ پہلے مجھ کو دوبارہ نماز کی قضا ادا کر لینے دو۔ ایسے شخص کی اقتداء میں نماز جائز نہیں، جو روزی دینے والے کو بھی نہیں جانتا۔ (ایضاً ص ۱۰۴)

☆......فرمایا کہ بعض آدمی میری زیارت کو آتے ہیں لیکن اس کا نتیجہ ان پر لعنت ہوتی ہے اور بعض آدمی رحمت لے کر جاتے ہیں۔ پوچھا کیسے، فرمایا کہ ایک آدمی ایسے وقت آتا ہے کہ میں ہوش میں نہیں ہوتا، وہ میری حالت دیکھ کر غیبت کرتا ہے۔ دوسرا آتا ہے جو حق کو غالب دیکھ کر مجھ کو معذور سمجھتا ہے۔ اور رحمت کا موجب بنتا ہے (ایضاً ص ۱۰۶)

☆......فرماتے ہیں کہ میں چاہتا ہوں کہ قیامت جلدی آئے۔ اور میں اپنا خیمہ دوزخ کے کنارے پر لگا کر بیٹھ جاؤں تاکہ دوزخ مجھ کو دیکھ کر پست ہو جائے اور میں خلقت کے لئے راحت کا سبب بنوں۔ حاتم اصم اپنے مریدوں کو کہا کرتے تھے کہ تم میں سے جو شخص قیامت کے دن اہل دوزخ کا شفیع نہ ہو، صرف وہ میرا مرید بنے۔ کسی نے یہ بات بایزید کے کانوں تک پہنچائی تو آپ نے فرمایا کہ میرا مرید وہ ہے، جو دوزخ کے کنارے کھڑا ہو جائے اور جس کو دوزخ میں لے جائیں، اس کو پکڑ کو بہشت میں داخل کر دے۔ اور اس کی جگہ خود دوزخ میں چلا جائے۔ (ایضاً ص ۱۰۶)

☆......لوگوں نے پوچھا کہ باوجود اس رحمت و فضل کے جو اللہ تعالیٰ نے آپ پر کیا

Marfat.com

ہے۔آپ خلقت کو خدا کی طرف کیوں دعوت نہیں دیتے۔فرمایا، جس کسی کو وہ رد کر دے بایزید کس طرح بلا سکتا ہے(ایضاً ص ۱۰۶)

☆......ایک دفعہ ایک بزرگ آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو دیکھا کہ آپ سر کو گھٹنوں میں دیئے تفکر میں بیٹھے ہوئے ہیں۔جب آپ نے سر اٹھایا تو اس بزرگ نے پوچھا کہ تم نے کیا کیا، فرمایا کہ اپنی فنا میں سر کو نیچے ڈال دیا تھا۔اللہ تعالیٰ کی بقا میں سر کو اوپر اٹھا لیا۔(ایضاً ص ۱۰۴)

☆......ایک روز جمعہ میں خطیب نے یہ آیت پڑھی وما قدر اللہ حق قدرہ سنتے ہی آپ پر کچھ ایسی کیفیت طاری ہوگئی کہ منبر کے ساتھ سر مار مار کے بے ہوش ہو گئے۔پھر فرمایا کہ جب مجھ کو معلوم تھا تو اس کاذب گدا کو کہاں لے آیا کہ تیری معرفت کا دعوے کرے۔(ایضاً ص ۱۰۴)

☆......ایک دفعہ آپ کو کانپتے ہوئے دیکھ کر آپ کے مرید نے پوچھا کہ کیوں کانپ رہے ہیں۔فرمایا کہ تو تیس سال تک راہ صدق وصفا میں قدم رکھے۔مسجدوں کی خاک ڈاڑھیوں سے صاف کرے اور بحر تفکر میں غوطہ زن رہے۔تب تجھ کو معلوم ہو۔(ایضاً ص ۱۰۷)

☆......فرماتے ہیں کہ جب پہلی مرتبہ میں حج کو گیا تو خانہ کعبہ کو دیکھا۔دوسری بار گیا تو صاحب خانہ کو دیکھا۔تیسری بار جب گیا تو خانہ کعبہ نظر آیا اور نہ ہی صاحب خانہ، مطلب یہ کہ ذات حق میں اس درجہ گم ہو گئے تھے کہ سوائے حق کے اور کچھ دکھائی ہی نہ دیتا تھا۔ایک دفعہ کسی شخص نے آپ کے دولت خانہ پر جا کر آپ کو آواز دی۔آپ نے پوچھا آپ کس کو بلاتے ہیں۔اس نے کہا، کہ بایزید کو، فرمایا کہ تیس سال ہونے کو آئے۔

Marfat.com

میں خود بایزید کی تلاش میں ہوں مگر اس کا کچھ بھی کہیں نام ونشان نہیں ملتا۔ یہ بات کسی نے ذوالنون مصری سے بیان کی، انہوں نے فرمایا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ میرے بھائی بایزید کو بخشے، ایک جماعت ایسی ہے جو حق تعالیٰ کی ذات میں گم ہوگی اور انہی میں سے ایک ہیں۔ (ایضاً ص ۱۰۷)

صرف ایک مجاہدہ: ایک دفعہ لوگوں نے عرض کیا کہ حضرت اپنے کچھ مجاہدات بیان فرمائیں۔ فرمایا اگر بہت بڑی بات بتاؤں تو تم اس کی طاقت نہیں رکھتے۔ اس لئے تھوڑی سی بات بتاتا ہوں اور وہ یہ کہ ایک دن اپنے نفس کو میں نے کسی بات کا حکم دیا لیکن نفس نے سرکشی کی۔ جس کی سزا میں ایک سال تک میں نے نفس کو پانی نہ دیا اور کہا کہ اے نفس یا تو فرمانبرداری اختیار کر، یا پیاس سے مرجا۔ لوگوں نے پوچھا۔ کہ اس کے حق نیں، جس کا حجاب حق ہے۔ آپ کیا فرماتے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ اس کو لازم ہے کہ خود نہ رہے اور نہ ہی اس کی عقل باقی رہے۔ تب کشف ہوگا۔ (ایضاً ص ۱۰۷)

عالم استغراق: آپ کے استغراق کا یہ عالم تھا کہ ایک مرید کو جو بیس سال سے ایک دم کے لیے آپ سے جدا نہ ہوا تھا۔ جب بلاتے تو اس سے اس کا نام دریافت فرماتے۔ ایک دن اس مرید نے عرض کی کہ حضرت شاید آپ مذاق میں ایسا کرتے ہیں۔ بیس ۲۰ سال سے آپ کی خدمت میں ہوں اور آپ ہر روز میرا نام دریافت فرماتے ہیں۔ فرمایا کہ میں مذاق نہیں کرتا بلکہ اللہ تعالیٰ کے نام نے تمام ناموں کو میرے ذہن سے فراموش کر دیا ہے اگرچہ میں تیرا نام یاد کرتا ہوں لیکن پھر بھول جاتا ہوں۔ لوگوں نے پوچھا کہ آپ نے یہ درجہ کس طرح حاصل کیا۔ فرمایا کہ بچپن میں

Marfat.com

ایک رات میں گھر سے باہر نکلا تو چاند پوری آب وتاب سے چمک رہا تھا اور ساری دنیا محو آرام تھی۔ اس وقت میں نے ایک دربار دیکھا جس کے مقابلے میں تمام جہان ذرہ کی مانند معلوم ہوتا تھا۔ دل میں ایک کیفیت سی پیدا ہوئی اور ایک عجیب حالت وارد ہوگئی۔ میں نے کہا کہ خداوند تیری اس قدر عالی شان درگاہ مگر خالی۔ اس قدر اعلے مگر پنہاں۔ اسی وقت ہاتف نے آواز دی کہ دربار کے خالی ہونے کی وجہ یہ ہے کہ کوئی اس طرف نہیں آتا۔ اس واسطے ہم بھی نہیں چاہتے کہ ہر کوئی ہاتھ منہ دھوئے اس درگاہ میں داخل ہو، پھر میں نے نیت کی، تمام خلقت کو چاہوں۔ پھر خیال آیا کہ مقام شفاعت سیدنا ومولانا حضرت محمد مصطفٰے ﷺ کے لئے ہے اور میں نے ادب کا لحاظ رکھا۔ اسی وقت ایک آواز سنی کہ اس ادب کی وجہ سے ہم نے تمہارا نام بلند کیا کہ قیامت تک لوگ نہ بھولیں گے۔ یعنی تمہیں سلطان العارفین بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ کہیں گے۔

(تذکرۃ الاولیاء ص ۱۰۸)

ادب کا ہیبت زیر آسمان: روایت ہے کہ چند لوگوں نے ابو منظر قشیری رحمۃ اللہ علیہ سے کہا بایزید نے یہ حکایت بیان کی ہے کہ کل میں نے ارادہ کیا کہ کرم ربوبیت سے طلب کروں کہ دامن غفران میں اولین وآخرین کے گناہوں کو چھپا لوں۔ لیکن پھر مجھ کو شرم آئی کہ یہ مقام سفارش صاحب شریعت علیہ الصلوۃ والسلام کا ہے، اس پر تصرف کرنا خلاف ادب ہے۔ یہ سن کر قشیری رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ اسی بلند ہمتی کی وجہ سے وہ اوج شرف پر پرواز کرتے ہیں۔

☆...... فرماتے ہیں کہ میں چاہتا ہوں کہ عمر بھر میں کم از کم ایک نماز ایسی پڑھوں جو اللہ

Marfat.com

تبارک وتعالیٰ کی درگاہ کے شایان ہو مگر افسوس میں نہیں پڑھ سکتا۔ایک رات میں عشاء سے صبح تک چار رکعت پڑھتا۔جب فارغ ہوتا تو یوں کہتا کہ اس سے بہتر طور پر پڑھنی چاہیے۔پھر مجبور ہو کر کہتا کہ خداوندا میں نے کوشش کی مگر کامیاب نہ ہو سکا۔

(ایضاً ص ۱۰۸)

یہ ہے شانِ فقر: فرماتے ہیں کہ چالیس سال کی ریاضت کے بعد ایک دفعہ ایک دست حجاب اٹھا۔میں نے عاجزی اور زاری سے کام لیا کہ مجھ کو راہ دیں مگر خطاب آیا کہ شکستہ کوزہ اور پوستین کے ساتھ تجھ کو اجازت نہیں مل سکتی۔میں نے اسی وقت کوزہ اور پوستین پھینک دی۔اس وقت آواز آئی کہ بایزید، ان بدعتیوں کو کہہ دے کہ بایزید نے چالیس سال کی ریاضت شاقہ کے بعد جب تک شکستہ کوزہ اور پوستین کو پارہ پارہ کر کے پھینک نہ دیا۔درگاہ میں بار نہ پایا۔پھر اس قدر علائق دنیوی میں پھنسے ہوئے لوگو، جنہوں نے طریقت کو دام و دانہ بنا رکھا ہے۔تم ہرگز ہرگز بار نہ پاسکو گے۔

☆......ایک دفعہ صبح کے وقت ایک شخص دیکھ رہا تھا کہ بایزید کیا کرتے ہیں۔ایک بار آپ نے اللہ کہا اور گر پڑے جسم سے خون جاری ہو گیا۔لوگوں نے پوچھا کہ یہ کیا حالت تھی، فرمایا، ندا آئی تو کون ہے جو ہماری باتیں کرتا ہے۔(ایضاً ص ۱۰۸)

شہباز عرش کی پرواز: ایک رات عشاء کی نماز کے بعد صبح تک پاؤں کی انگلیوں کے سہارے کھڑے رہے اور آنکھوں سے خون ٹپک رہا تھا۔خادم یہ حال دیکھ رہا تھا۔بڑا تعجب ہوا۔صبح کو آپ سے دریافت کیا کہ یہ کیا حال تھا، اس میں سے کچھ خاکسار کو بھی حصہ عطا فرمائیں۔فرمایا کہ پہلا قدم جو میں نے اٹھایا تو عرش پر پہنچا لیکن

Marfat.com

اس کو بھوکے بھیڑیے کی طرح خالی پیٹ پایا۔ میں نے کہا کہ اے عرش، تیرا پتہ تو الرحمن علی العرش استوی سے ملتا ہے۔ دکھا تو کیا رکھتا ہے۔ عرش نے کہا کہ ہم بھی تمہارے دل کا نشان دیتے ہیں انا عند المنکسر قلوبھم (میں متواضع اور منکسر القلب شخصوں کے پاس ہوں) آسمان والے زمین والوں سے طلب کرتے ہیں اور زمین والے آسمان والوں سے۔ بوڑھے جوانوں سے اور جوان بوڑھوں سے دریافت کرتے ہیں۔ زاہد، خراباتی سے اور خراباتی، زاہد سے پوچھتا ہے۔ پھر فرمایا کہ مقام قرب پر پہنچا تو حکم ہوا کہ مانگ کیا مانگتا ہے۔ میں نے کہا۔ میری کوئی خواہش نہیں۔ بجز اس کے کہ تجھ کو حاصل کروں۔ جواب ملا کہ جب تک بایزید کا وجود ذرہ بھر بھی درمیان ہے، یہ خواہش پوری نہ ہو سکے گی۔ اپنے نفس کو چھوڑ واور آؤ۔ میں نے عرض کی کہ بغیر کوئی کلمہ کہے نہ جاؤں گا۔ فرمایا کہو کیا چاہتے ہو۔ عرض کیا کہ تمام خلقت پر رحم کرو حکم ہوا کہ غور سے دیکھو۔ جب میں نے غور سے دیکھا تو کسی مخلوق کو بغیر شفیع کے نہ پایا اور اللہ تعالیٰ کو اپنے آپ سے ان پر زیادہ مہربان پایا۔ چنانچہ خاموش ہو گیا۔ اس کے بعد میں نے کہا کہ ابلیس پر بھی رحم کرو فرمایا، تو گستاخی کرتا ہے۔ خاموش ہو جا۔ وہ آگ ہی سے ہے۔ آگ کے لئے آگ درکار ہے۔ تو اس بات کی کوشش کر کہ اپنے آپ کو آگ کے قابل بنانے کی طرف توجہ نہ کرے کہ اس (آگ کی) طاقت تو نہیں رکھتا۔ (تذکرۃ الاولیاء ص ۱۰۹)

دو ہزار مقامات: فرماتے ہے کہ اللہ تعالیٰ نے دو ہزار مقامات میں مجھ کو اپنے سامنے حاضر کیا اور ہر مقام میں ایک مملکت مجھ کو پیش کی مگر میں نے قبول کرنے سے انکار کیا۔ آخر کار پوچھا گیا کہ تو کیا خواہش رکھتا ہے۔ میں نے کہا، میری کوئی خواہش

Marfat.com

نہیں۔لوگ بیان کرتے ہیں کہ جب کوئی شخص آپ کی خدمت میں آکر دعا کا سائل ہوتا تو آپ فرماتے کہ الٰہی تو ان کا خالق ہے اور یہ تیری مخلوق۔ میں کون ہوں جو تیرے اور تیری خلقت کے درمیان واسطہ بنوں۔ پھر اپنے آپ سے کہتے کہ وہ واقف اسرار ہے، مجھ کو اس فضول بات سے کیا کام۔

☆......ایک شخص نے التماس کی کہ مجھے کوئی ایسی بات بتائیں جو میری مخلصی کا موجب بنے۔فرمایا، اس بات کو اچھی طرح دل میں جگہ دے لے کہ اللہ تعالیٰ تیرے ہر قول و فعل کو دیکھتا اور جانتا ہے اور تیرے عمل سے بے نیاز ہے۔(ایضاً ص ۱۰۹)

عمل سے زندگی بنتی ہے: ایک دفعہ آپ کہیں جارہے تھے کہ ایک نوجوان نے آپ کے قدم پر قدم رکھ کر کہا کہ یوں شیخ کے قدم پر قدم اٹھا کرتے ہیں، ایک پوستین آپ کی بغل میں تھی۔اس نے کہا کہ یا شیخ، ایک ٹکڑا اس میں سے مجھ کو عنایت فرمائیں، تا کہ آپ کی برکات مجھ کو بھی پہنچیں۔فرمایا اگر تو بایزید کی پوستین پہن لے گا تو تجھ کو کوئی فائدہ نہ ہوگا، جب تک بایزید جیسا کام نہ کرے۔

ایک دفعہ آپ نے ایک شوریدہ سر کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ خداوندا 'میری طرف دیکھ' آپ نے نہایت جوش اور غیرت سے کہا کہ تو اچھا منہ رکھتا ہے کہ وہ تیری طرف دیکھے۔ اس نے کہا کہ اے شیخ، میں اسی لئے تو کہہ رہا ہوں کہ وہ میری طرف دیکھے تا کہ میرا منہ عمدہ ہو جائے۔ یہ بات آپ کو بہت پسند آئی اور کہا کہ تو سچ کہتا ہے۔(ایضاً ص ۱۰۹)

کلماتِ طیبہ: فرماتے ہیں کہ میں نے ستر زنار اپنی کمر سے کھولے۔ایک باقی رہ گیا۔ ہر چند کوشش کی مگر وہ زنار نہ ٹوٹا، آخر درگاہ الٰہی میں زاری کی کہ مجھ کو قوت دے

Marfat.com

کہ اس کو بھی توڑ ڈالوں۔ آواز آئی کہ اس کا توڑنا تیرا کام نہیں۔

☆......فرماتے ہیں کہ میں نے تمام ہاتھوں سے اللہ کو ڈھونڈا مگر جب تک بلا کے ہاتھ سے نہ ڈھونڈا۔ نہ ملا۔ تمام قدموں سے اس کی راہ میں گیا مگر جب تک دل کے قدموں سے نہ گیا۔ منزل پر نہ پہنچ سکا۔

☆......فرماتے ہیں کہ تیس ۳۰ سال سے کہتا تھا۔ ایسا کر، ویسا کر۔ مگر جب معرفت کے پہلے قدم پر پہنچا تو میں نے کہا کہ ابھی تو میرا بن جا۔ اور جو چاہے کر۔

☆......فرماتے ہیں کہ ایک بار میں نے اس کی بارگاہ میں مناجات کی اور کہا کہ کس طرح تیری رسائی ہو۔ آواز سنی کہ "بایزید پہلے اپنے آپ کو تین طلاق دے۔ پھر ہمارا نام لے"

☆......فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ مجھ سے ستر سال کا حساب طلب کرے گا تو میں اس سے ستر ہزار سال کا حساب لوں گا۔ کیونکہ ستر ہزار سال میں اس نے الست بربکم کہہ کر سب کو شور میں ڈال دیا۔ بلیٰ کہنے سے یہ تمام شور جو زمین و آسمان میں ہے، شوق الست سے ہے۔ اس کے بعد خطاب آیا کہ جواب سنو۔ روز قیامت ہم تمہارے ہفت اندام کو ذرہ ذرہ کر کے ہر ذرہ کو دیدار دکھائیں گے۔ میں کہتا ہوں کہ یہ ستر ہزار سال کا حساب ہے اور حاصل و باقی کو ہم تیرے پاس رکھیں گے۔

☆......فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ بہشت کے آٹھوں دروازے میری جھونپڑی پر کھول دے۔ اور دونوں عالم کی ولایت جاگیر کے طور پر مجھ کو مل جائے تو بھی میں اس ایک آہ کو جو صبح کے وقت اس کے شوق میں میری جان سے نکلتی ہے، نہ دوں۔ بلکہ ایک سانس کو بھی جو میں درد سے لیتا ہوں، کائنات کے عوض بھی نہ دوں۔

☆......فرماتے ہیں کہ اگر اللہ تعالیٰ محشر کے دن دیدار نہ دے گا، تو میں اس قدر زاری

Marfat.com

کروں گا کہ اہل دوزخ کو اپنا عذاب فراموش ہو جائے گا۔

☆......فرماتے ہیں کہ ہم سے پہلے لوگ کسی نہ کسی چیز کی طرف مائل ہوئے ہیں، لیکن ہم کسی طرف مائل نہیں ہوئے۔ بلکہ یکبارگی ہم نے اپنے آپ کو اس کی ذات پر نثار کر دیا۔ اور ہم اپنے آپ کو اپنے لئے نہیں چاہتے۔

☆......فرماتے ہیں اگر ہماری صفت کا ایک ذرہ بھی جنگل میں ڈال دیا جائے، تو ساتوں آسمان اور زمینیں تہ و بالا ہو جائیں۔

☆......فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے چاہا کہ ہم کو دیکھے۔ مگر ہم نے چاہا کہ اس کو دیکھیں یعنی بندے کی کوئی خواہش نہیں ہوتی۔ چالیس سال تک میں دنیا کی طرف متوجہ رہ کر اہل دنیا کو اللہ تعالیٰ کی طرف دعوت دیتا رہا لیکن ایک شخص بھی نہ آیا، لیکن جب میں لوگوں سے منہ پھیر کر حق تعالیٰ کی طرف متوجہ ہوا تو اہلِ دنیا کو اپنے آپ سے پہلے وہاں موجود پایا۔ مطلب یہ ہے کہ خلقت کے حق میں اپنی عنایت کے مقابلے میں اللہ تعالیٰ کی عنایت کو زیادہ پایا۔ جس بات کا میں خواہشمند تھا، میری التجا سے پہلے ہی اللہ تعالیٰ نے خود بخود ان کو دے دیا۔

☆......فرماتے ہیں کہ سانپ کے کینچلی اتارنے کی مانند جب میں بایزید سے نکلا تو دیکھا کہ عاشق و معشوق ایک ہی (ذات کے دو جلوے) ہیں۔ کیونکہ توحید کے عالم میں ایک ہی کو دیکھا جا سکتا ہے۔

☆......فرماتے ہیں کہ بہت سے مقامات مجھ کو نظر آئے۔ لیکن جب غور کیا تو اپنے آپ کو ضرب اللہ کے مقام میں پایا۔

☆......فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ تیس ۳۰ سال تک میرا آئینہ بنا رہا۔ لیکن اب میں خود اپنا

Marfat.com

آئینہ ہوں۔ مطلب یہ کہ جو کچھ میں تھا۔ وہ نہیں رہا۔ کیونکہ میں اور ''حق'' شرک ہے۔ جب میں نہ رہا تو اللہ تعالیٰ اپنا آئینہ ہے۔ اور یہی میں کہتا ہوں کہ میں اپنا آئینہ آپ بن گیا۔ یہ جو بات میں کرتا ہوں۔ دراصل وہ آپ ہے۔ میں بیچ میں نہیں ہوں۔

☆......فرماتے ہیں کہ کئی سالوں تک بارگاہِ الٰہی کا مجاور بنا رہا لیکن بجز اس کے کہ ہیبت اور حیرت نصیب ہو۔ کچھ حاصل نہ ہوا۔

☆......فرماتے ہیں کہ جب میں بارگاہ عزت میں پہنچا تو کوئی رکاوٹ نہ ہوئی۔ کیونکہ اہل دنیا تو دنیا میں مشغول تھے، اہل آخرت اور محجوب لوگ آخرت میں۔ اہل دعوے اپنے دعوے میں۔ اہل تصوف اور اہل طریقت کچھ کھانے پینے میں اور کچھ رقص وسماع میں مشغول تھے۔ وہ راہ کو طے کر چکے تھے۔ قوم کے پیشرو تھے۔ اور دریائے حیرت میں غرق ہو چکے تھے۔

☆......فرماتے ہیں کہ میں مدت تک کعبہ کا طواف کرتا رہا۔ لیکن جب خدا تک پہنچ گیا تو خود خانہ کعبہ میرا طواف کرنے لگا۔

☆......فرماتے ہیں کہ ایک رات میں اپنے دل کو طلب کرتا رہا مگر نہ پایا، صبح کو ندا آئی کہ بایزید ہم سے ہمارے سوا کوئی اور چیز طلب کرتا ہے۔ دل سے تجھ کو کیا واسطہ۔

☆......فرماتے ہیں کہ مرد وہ نہیں ہے جو کسی چیز کے پیچھے چلے۔ بلکہ وہ شخص مرد ہے، جو جہاں کہیں بھی ہو، چیزیں اس کے گرد دوڑیں۔ اور جس چیز سے خطاب کرے۔ اسی سے جواب سنے۔

☆......فرماتے ہیں کہ خداوند کریم نے مجھ کو ایسا مرتبہ عطا کیا کہ تمام کی تمام کائنات کو اپنی دو انگلیوں میں دیکھتا ہوں۔

Marfat.com

☆......فرماتے ہیں کہ مرید کو جب اطاعت کا مزہ دیا جاتا ہے تو وہ خوش ہوتا ہے لیکن یہی خوشی اس کے لئے ایک حجاب بن جاتی ہے۔

☆......فرماتے ہیں کہ عارف کا ادنےٰ سے ادنےٰ درجہ یہ ہے کہ اس میں اللہ تعالیٰ کی صفات پائی جاتی ہیں۔

☆......فرماتے ہیں کہ اگر مجھ کو خلقت کے گناہوں کے عوض آگ میں جلایا جائے اور میں صبر کروں۔ پھر بھی اس وجہ سے مجھ کو اس کی محبت کا دعویٰ ہے (میں کہوں گا) کہ میں نے کچھ کام نہیں کیا اور اگر میرے اور ساری خلقت کے گناہ بخش دیئے جائیں تو (یہ کام) اس کی رحمت کے مقابلے میں بالکل ہیچ ہے۔

☆......فرماتے ہیں کہ گناہ سے ایک دفعہ توبہ کی جاتی ہے۔ مگر معرفت سے ہزار مرتبہ توبہ کی جاتی ہے۔ مطلب یہ کہ اطاعت میں خود پسندی گناہ سے زیادہ بدتر ہے۔

☆......فرماتے ہیں کہ عارف کے کمال کا درجہ یہ ہے کہ وہ محبت میں جلتا ہو۔

☆......فرماتے ہیں کہ ازلی علم کا دعویٰ کرنا اس شخص کو زیبا ہے جو سب سے پہلے نور کا جلوہ اپنے آپ پر دکھا سکے۔

☆......فرماتے ہیں کہ ابتداء میں، میں نے دنیا کو دشمن سمجھا اور خدائے کریم کے حضور گیا۔ یعنی مخلوقات کو ترک کر کے خالق کو اختیار کیا۔ پھر اللہ تعالیٰ کی محبت نے مجھ پر غلبہ کرلیا تو میں اپنے آپ کو بھی دشمن سمجھنے لگا، مگر جب درمیانی رکاوٹوں کو دور کر دیا تو خدائے کریم کی مہربانی سے بقا کی محبت حاصل ہوئی۔

☆......فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے ایسے بندے بھی ہیں۔ اگر ان کے سامنے بہشت پیش کی جائے تو وہ اس قدر فریاد کریں، جتنی کہ دوزخ کے لوگ دوزخ سے کرینگے۔

Marfat.com

☆......فرماتے ہیں کہ سچا عابد اور سچا عامل وہ شخص ہے جو کوشش کی تلوار سے اپنی تمام مرادوں کو قتل کر دے اور تمام خواہشوں اور تمناؤں کو اللہ تعالیٰ کی محبت میں تباہ و برباد کر دے اور خداوند کریم کی رضا پر راضی رہے اور محض اس بات کی خواہش کرے، جس کا حق تعالیٰ شاہد ہو۔

☆......فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی محبت کا ایک ذرہ بھر بھی بہشت کے ہزاروں محلوں سے بدرجہا بہتر ہے۔لوگوں نے عرض کیا کہ اللہ تعالیٰ لوگوں کو اپنی رضا مندی سے بہشت میں نہیں لے جاتا۔فرمایا، ہاں جب وہ کسی کو اپنی رضا دیتا ہے تو بہشت کو لے کر وہ کیا کرے گا۔(اس کی رضا کے مقابلے میں بہشت بے معنیٰ ہے)۔

☆......فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی یگانگت بہت سے لوگوں کو عاجز کر دیتی ہے اور بہت سے عاجزوں کو مرد بنا دیتی ہے۔

☆......فرماتے ہیں کہ کوئی گناہ تم کو اس قدر نقصان نہیں پہنچا سکتا جس قدر ایک مسلم بھائی کو بے عزت کرنا۔

☆......فرماتے ہیں کہ دنیا اہل دنیا کے لئے سراسر غرور ہے۔مگر آخرت اہل آخرت کے لئے سراسر سرور ہے اور اللہ تعالیٰ کی دوستی اہل معرفت کے لئے سراسر نور ہے۔

☆......فرماتے ہیں کہ جب عارف چپ ہو جاتا ہے تو اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ سے بات کرے، جب وہ آنکھوں کو بند کرتا ہے، تو مطلب یہ ہوتا ہے کہ آنکھ کھولنے پر دیدارِ حق کا جلوہ دیکھے اور سر بزانو ہونے کے وقت اس کی خواہش یہ ہوتی ہے کہ اسرافیل علیہ السلام کے صور پھونکنے تک سر کو نہ اٹھائے۔کیونکہ اللہ تعالیٰ کی ذات سے اس کی امیدیں وابستہ ہوتی ہیں۔

Marfat.com

☆......فرماتے ہیں کہ معرفت حق تعالیٰ کی نشانی یہ ہے کہ عارف دنیا سے نفرت کرتا ہے اور اس کی معرفت میں خاموش ہو جاتا ہے اور جو شخص مبتلائے حق ہے وہ خود ہی ہر دو عالم سے بے نیاز ہو جاتا ہے۔ ورنہ اللہ تعالیٰ اس سے کچھ دریغ نہیں رکھتا۔

☆......فرماتے ہیں کہ عشق الٰہی نے ماسوا کو دور کر دیا اور اس کا نشان تک باقی نہ رہنے دیا۔ جب تک کہ اللہ تعالیٰ کی طرح یگانہ نہ ہو گیا۔

☆......فرماتے ہیں کہ قیامت کے دن جب بہشتی لوگوں کو زیارت الٰہی کے لئے لے جائینگے تو پہلے مختلف صورتیں ان کے پیش کی جائیں گی۔ اگر کسی نے کسی صورت کو اختیار کر لیا تو اس کو دیدار الٰہی نہ دکھایا جائیگا۔

☆......فرماتے ہیں کہ ایک بندے کے واسطے بجز اس کے کہ ہیچ ہو (یعنی زہد، علم، عمل وغیرہ کا کوئی غرور نہ ہو) اور کوئی بات بہتر نہیں ہے۔ بے ہمہ ہونے کی حالت میں باہمہ بن جائے گا۔

☆......فرماتے ہیں کہ علم اخبار کا حاصل کرنا اس شخص کو سودمند ہے جو علوم سے معلوم اور خبر سے مخبر تک پہنچ گیا ہو۔ لیکن وہ شخص جو حصول فخر و عزت، رفعت و مراتب کے لئے علم حاصل کرتا ہے۔ وہ ہر روز جوں جوں علم پڑھتا ہے۔ خدا سے دور اور مہجور ہوتا جاتا ہے

☆......فرماتے ہیں کہ دنیا چیز ہی کیا ہے۔ جس کے ترک کرنے کو ایک کام خیال کیا جائے۔

☆......فرماتے ہیں کہ یہ ناممکن بات ہے کہ خداشناس ہو کر خدا کو کوئی شخص دوست نہ رکھے، یعنی بغیر محبت کے معرفت کی قدر کچھ نہیں۔ کیا تو نہیں دیکھتا کہ ایک ندی کس زور شور سے آتی ہے، لیکن جب دریا میں مل جاتی ہے تو بالکل ساکن ہو جاتی ہے اور ندی

Marfat.com

کے شامل ہونے یا نہ ہونے سے دریا میں کسی قسم کی کمی یا بیشی نہیں ہوتی۔

☆......فرماتے ہیں کہ دنیا میں بعض، اللہ کے بندے ایسے بھی ہیں کہ اگر ان کو ایک گھڑی کے لئے دنیا میں خدا سے محجوب کردیا جائے تو نہ وہ اس کی اطاعت کریں اور نہ عبادت۔ مطلب یہ کہ محجوب ہونے کے ساتھ ہی اپنے آپ کو فنا کردیں اور جب فنا یعنی نابود ہو گئے تو عبادت واطاعت کیسی۔

☆......فرماتے ہیں کہ جو شخص اللہ تعالیٰ کا عارف ہے، وہ کسی ماسوا کے ذکر میں زبان نہیں کھول سکتا۔

☆......فرماتے ہیں کہ عارف کا ادنیٰ ترین فرض یہ ہے کہ جملہ ماسوا سے بیزار ہو جائے۔ اگر اس کی دوستی میں کائنات کو بھی ترک کردے تو تھوڑا ہے۔

☆......فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے عارف کا ثواب خود اللہ تعالیٰ ہی کی ذات ہے۔

☆......فرماتے ہیں کہ عارف لوگ عیاں میں مکان کو دیکھتے ہیں اور عین میں نشان نہیں بناتے، اگر عرش تا فرش لاکھوں آدمی ہوں اور ان کی اولاد کی اولاد، جن میں جبرائیل ومیکائیل جیسے مقرب فرشتوں کا سا درجہ رکھنے والے بھی ہوں، عارف کے دل میں رکھ دیئے جائیں تو معرفت الٰہی کے مقابلے میں ان سب کی موجودگی محض ہیچ ہو۔ اوران کے آنے جانے کی اطلاع تک بھی اس کو نہ ہو۔ اگر معاملہ اس کے برخلاف ہے۔ تو وہ صرف مدعی ہے، عارف نہیں ہے۔

☆......فرماتے ہیں کہ عارف کو معروف دیکھ سکتا ہے۔ جب عالم، عارف کے پاس بیٹھتا ہے تو کہتا ہے کہ میں کیا کروں، لیکن عارف کہتا ہے کہ وہ کیا کرتا ہے۔

Marfat.com

☆......فرماتے ہیں کہ دوستان الٰہی کے دل میں کبھی بہشت کا خیال تک نہیں آنے پاتا۔ باوجودیکہ اہل محبت محض محبت کی وجہ سے مہجور ہیں۔ پھر بھی وہ ان لوگوں کا سا کام کرتے ہیں، جو سوئے ہوئے ہوں یا جاگتے، مطلوب کے طالب نہیں اور دوستداری کی طلب سے قطعی فارغ ہیں اور مشاہدہ حق کے مغلوب ہیں۔ کیونکہ عاشق کے لئے عشق کو دیکھنا گناہ ہے۔ اور مطلوب کے مقابلے میں طلب گاری کا خیال سرکشی کے مترادف ہے۔

☆......فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ، اولیاء کے دلوں پر ظاہر ہوا تو بعض دلوں کی یہ کیفیت ہوگئی کہ وہ اس کی معرفت کے بوجھ کو اٹھا نہ سکے اور اس کی عبادت میں لگ گئے اور اللہ تعالیٰ کی معرفت کا بوجھ اس کے اہل جمال اٹھا سکتے ہیں۔ جو مشاہدہ کا مجاہدہ اور ریاضت کر چکے ہیں۔

☆......فرماتے ہیں کہ کاش خلقت اپنے آپ کو پہچان سکتی تاکہ ان کو اپنے آپ کی پہچان تو کامل ہو جاتی۔

☆......فرماتے ہیں کہ لوگو، ایسی کوشش کرو، کہ تم کو سوائے حق کے اور کچھ دکھائی ہی نہ دے اور حق کے ساتھ تمہاری ساری عمر بسر ہو جائے۔

☆......فرماتے ہیں کہ جس کسی کو اللہ تعالیٰ اپنا دوست بناتا ہے۔ اس کو تین خصلتیں عطا کر دیتا ہے۔ دریا جیسی سخاوت، زمین جیسی عاجزی یا تواضع۔ اور آفتاب کی طرح شفقت۔

☆......فرماتے ہیں کہ حاجی لوگ خانہ کعبہ کے گرد بدنی طواف کرتے ہیں اور بقاء الٰہی کے طالب ہوتے ہیں۔ لیکن اہل محبت عرش الٰہی کے گرد دلی طواف کرتے ہیں اور اس

Marfat.com

کی بقاء کے طالب ہوتے ہیں۔

☆......فرماتے ہیں کہ علوم میں ایک ایسا علم بھی ہے۔ جو عالم لوگوں کو معلوم نہیں۔ اسی طرح زہد میں ایک ایسا زہد ہے، جس کو زاہد لوگ نہیں جان سکتے۔

☆......فرماتے ہیں کہ جس کو اللہ تعالیٰ برگزیدہ کرتا ہے۔ اس پر ایک فرعون بھی مقرر کر دیتا ہے۔ تا کہ وہ اس برگزیدہ ہستی کو تکلیف پہنچائے۔

☆......فرماتے ہیں کہ نیک کام کرنے سے نیک لوگوں کی صحبت اچھی ہے۔ اسی طرح برے لوگوں کی صحبت برے کام کرنے سے بری ہے۔

☆......فرماتے ہیں کہ جس شخص نے اللہ تعالیٰ کو پہچان لیا۔ اس کو سوال کرنے کی ضرورت نہیں۔ لیکن جس نے اس کو نہیں پہچانا وہ عارف کی بات کو سمجھ نہیں سکتا۔

☆......فرماتے ہیں کہ عارف وہ ہے جس کو کسی قسم کا شور و شغف یا شغل یا کدورت مکدر نہ کر سکے۔ بلکہ کدورت خود صاف ہو جائے۔

☆......فرماتے ہیں کہ دوزخ اس شخص کے لئے عذاب ہے۔ جو اللہ تعالیٰ کو نہیں پہچانتا۔ اور خداشناس لوگ دوزخ کے لئے عذاب ہیں۔

☆......فرماتے ہیں کہ عارف وصال الٰہی کے سوا اور کسی بات سے خوش نہیں ہوتا۔

☆......فرماتے ہیں کہ جو شخص اپنے نفس کو برا نہیں جانتا وہ کسی کام کا نہیں۔

☆......فرماتے ہیں کہ یا تو تم اپنے آپ کو ایسا ظاہر کرو۔ جیسے کہ تم ہو۔ اور یا ایسا بن جاؤ۔ جیسا کہ تم ظاہر کرتے ہو۔

☆......فرماتے ہیں کہ معرفت اس بات کا نام ہے کہ عارف کو معلوم ہو جائے کہ خلقت کی تمام حرکات و سکنات اللہ تعالیٰ سے ہیں۔

Marfat.com

☆......فرماتے ہیں۔ کہ محبت کا مطلب یہ ہے کہ انسان دنیا سے آخرت کو عزیز سمجھے۔

☆......فرماتے ہیں کہ بھوک ایک ایسا بادل ہے۔ جس سے رحمت کی بارش کے سوا اور کچھ نہیں برستا۔

☆......فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک ترین وہ مخلوق ہے جو خوش خلق اور دوسروں کا بوجھ اٹھانے والا ہے۔ اور سب سے دور وہ ہے جو اشارات پیش کرتا ہے۔

☆......فرماتے ہیں کہ عارف کا دل ایسے چراغ کی مانند ہے جو بلور کی ایسی قندیل میں رکھا ہوا ہو، جس کی شعاعیں تمام عالم ملکوت کو منور کرتی رہتی ہوں۔ ایسے شخص کو تاریکی کا کیا خدشہ رہ سکتا ہے؟

☆......فرماتے ہیں کہ خلقت کی ہلاکت کے دو سبب ہیں۔ اول مخلوق کی عزت نہ کرنا۔ دوم خالق کا ناشکر گزار ہونا۔

ملفوظات مبارکہ: ۞---ایک دفعہ لوگوں نے سوال کیا کہ فرض کیا ہے اور سنت کیا ہے۔ فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی صحبت فرض اور دنیا کا ترک کرنا سنت ہے۔

☆......نقل ہے کہ ایک دفعہ ایک مرید نے رخت سفر باندھا اور روانگی کے وقت آپ سے وصیت طلب کی، فرمایا کہ تین خصلتوں کا خیال رکھنا۔ اول یہ کہ اگر تجھ کو کسی بداخلاق سے واسطہ پڑے تو اس کی بدخلقی کو اپنی خوش خلقی میں تبدیل کر لینا۔ دوم یہ کہ کوئی تجھ پر احسان کرے تو اول خدا کا شکریہ ادا کرنا اور پھر محسن کا، کیونکہ اللہ تعالیٰ ہی نے اس کے دل کو تجھ پر مہربان کیا ہے۔ سوم یہ کہ تجھ کو کوئی مصیبت پیش آجائے تو فوراً اپنی عاجزی کا اقرار کرنا اور فریاد کرنا کہ میں اس مصیبت کو برداشت نہیں کر سکتا۔

Marfat.com

☆......زہد کے متعلق آپ سے سوال کیا تو فرمایا کہ زہد کی کوئی قیمت نہیں ہوسکتی۔ کیونکہ میں صرف تین دن زاہد رہا۔ پہلے دن دنیا میں، دوسرے دن آخرت میں، اور تیسرے دن ماسوا میں۔ اس وقت فرشتے نے آواز دی اور کہا کہ بایزید تو ہمارے جیسی طاقت نہیں رکھتا۔ میں نے کہا کہ میری مراد بھی یہی ہے۔ پھر آواز آئی کہ تو نے پالیا، پالیا۔

☆......فرماتے ہیں کہ میں اللہ تبارک وتعالیٰ سے اس حد تک خوش ہوں کہ اگر کسی کو علیین تک اٹھالیا جائے اور مجھ کو اسفل کی طرف بھیج دیا جائے تو بھی میں اس بندے کی نسبت اللہ تعالیٰ سے زیادہ خوش رہوں گا۔

☆......آپ سے سوال کیا گیا کہ بندہ اپنے کمال کو کس وقت پہنچتا ہے۔ فرمایا جبکہ وہ اپنے عیبوں کو پہچان لے اور مخلوقات سے کسی قسم کا طمع نہ رکھے۔ تب جس قدر وہ اپنے نفس سے دور ہوگا۔ اسی قدر اللہ تعالیٰ سے نزدیک ہوگا۔

☆......سوال کیا گیا کہ ہم کس طرح حق تک پہنچ سکتے ہیں۔ فرمایا کہ گونگا، بہرہ اور اندھا بننے سے۔ پھر پوچھا کہ آپ کی باتیں دوسرے بزرگوں کی باتوں سے نہایت اعلیٰ ہیں۔ کیا وجہ ہے، فرمایا کہ وہ صفا اور معاملے کے متعلق باتیں بیان کرتے ہیں۔ لیکن میں صفا اور محبت کی باتیں بیان کرتا ہوں۔ وہ، تُو اور میں کہتے ہیں۔ لیکن میں صرف تو اور تو کہتا ہوں۔

☆......کسی نے عرض کیا کہ کچھ وصیت فرمائیں۔ فرمایا کہ آسمان کی طرف دیکھو۔ جب اس نے اوپر نظر اٹھائی، پوچھا کیا تو جانتا ہے کہ آسمان کو کس نے پیدا کیا۔ عرض کی کہ ہاں جانتا ہوں۔ فرمایا، جس نے آسمان کو پیدا کیا ہے۔ وہ ہر جگہ تمہارے حال سے واقف ہے بس اس سے ڈرتے رہو۔

Marfat.com

☆......پوچھا کہ عارف کی نشانی کیا ہے۔فرمایا کہ جو تیرے ساتھ کھانا کھائے۔لیکن تجھ سے بھاگے۔تجھ سے خرید لے اور تیرے پاس بیچ دے اور اس کا دل حظائر قدس پر تکیہ لگائے بیٹھا ہو۔اور عارف وہ شخص ہے۔جو اللہ تعالیٰ کے سوا خواب و بیداری میں اور کچھ نہ دیکھے اور نہ کسی سے کسی قسم کی موافقت کرے اور اپنا راز اس کے سوا اور کسی سے بیان نہ کرے۔کیونکہ جو اللہ تعالیٰ کو پہچان لیتا ہے۔اس کی زبان گونگی ہو جاتی ہے۔

☆......سوال کیا گیا کہ درویش کسے کہتے ہیں فرمایا کہ جو شخص دل کے کونے میں اپنے پاؤں کسی خزانے پر لگاتا ہے۔اس کو آخرت کی رسوائی کہتے ہیں۔اس خزانے میں ایک موتی ہے جس کو محبت کہتے ہیں جس کو وہ موتی مل گیا وہ درویش ہے، پھر پوچھا کہ انسان کس وقت خدارسیدہ ہوتا ہے۔فرمایا، کبھی نہیں ہوسکتا۔

☆......پھر پوچھا کہ آپ کو یہ رتبہ کس سبب سے ملا۔فرمایا کہ دنیا کے سارے اسباب کو قناعت کی زنجیر سے جکڑ کر صدق کے ساتھ ناامیدی کے دریا میں پھینک دینے سے حاصل ہوا۔

☆......لوگوں نے پوچھا کہ آپ بھوک کی اس قدر تعریف کیوں کرتے ہیں۔فرمایا کہ اگر فرعون بھوکا ہوتا تو انا ربکم الاعلی نہ کہتا۔متکبر کو معرفت الٰہی کبھی میسر نہیں ہوتی۔سوال کیا کہ متکبرین کون ہوتے ہیں۔فرمایا، جن کو تمام کائنات میں اپنا نفس زیادہ اچھا نظر آئے۔پوچھا کہ آپ پانی پر چلتے ہیں۔فرمایا کہ لکڑی کا ٹکڑا بھی پانی پر تیرتا ہے۔

پھر پوچھا کہ آپ ہوا میں اڑتے ہیں۔فرمایا کہ پرندے بھی ہوا میں اڑتے ہیں۔پھر پوچھا کہ آپ ایک رات میں کعبہ مکرمہ میں جا پہنچتے ہیں۔فرمایا کہ جادوگر بھی

Marfat.com

ایک رات میں ہند سے دماوند میں پہنچ جاتا ہے۔سوال کیا گیا کہ پھر مردوں کا آخر کونسا کام ہے۔فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے سوااور کسی سے دل نہ لگائیں۔

☆...... پوچھا کہ مجاہدہ میں آپ کی کیا حالت رہی فرمایا سولہ سال تک مجاہدہ کرتا رہا۔اس مدت میں اپنے آپ کو حیض والی عورت کی طرح جانتا تھا۔

☆......فرماتے ہیں کہ دنیا کو طلاق دے کر میں یگانے (خدا) کے ساتھ یگانہ ہو گیا۔اور درگاہ کے سامنے کھڑے ہو کر عرض کیا۔ابھی تیرا میرا کوئی نہیں ہے اور چونکہ تو میرا ہے، اس لیے سب کچھ میرا ہے۔اور چونکہ میں اس بات پر یقین رکھتا تھا۔اس لئے اس کی پہلی مہربانی مجھ پر یہ ہوئی کہ نفس کا تمام کوڑا کرکٹ میری راہ سے اٹھا دیا گیا۔

☆......فرماتے ہیں کہ ہر شخص عمل کے دربار میں غرق ہوتا ہے، یعنی لوگ ریاضت کا خیال کرتے ہیں۔لیکن میں مراد کے سمندر میں غرق ہوا۔یعنی عنایت الٰہی سے امیدوار ہوا۔

☆......فرماتے ہیں کہ قیامت کے اس سوال کے بجائے کہ کیوں نہ کیا۔میں اس اعتراض یا سوال کو زیادہ پسند کرتا ہوں کہ کیوں کیا۔فرماتے ہیں کہ میں نے خواب میں اللہ تعالیٰ کو دیکھ کر عرض کی کہ میرے عقیدہ توحید پر کچھ زیادتی کی جائے ،لیکن جب بیدار ہوا تو میں نے عرض کی کہ میں زیادتی کا خواہشمند نہیں ہوں۔

☆......پھر فرمایا کہ میں نے خواب میں دیکھ کر عرض کی کہ تیری راہ کیسی ہے۔فرمایا کہ اپنا آپ چھوڑ کر مجھ تک پہنچ جا۔

☆......نقل ہے کہ کسی نے آپ سے عرش کی نسبت سوال کیا۔فرمایا۔''میں ہوں'' پھر پوچھا کہ کرسی کیا ہے۔فرمایا''میں ہوں'' پھر پوچھا کہ لوح کیا ہے۔فرمایا'' میں

Marfat.com

ہوں''۔ پھر پوچھا قلم کیا ہے۔فرمایا''میں ہوں'' پھر پوچھا کہ کہتے ہیں، ابراہیم، موسیٰ اور محمد علیہم الصلوۃ والسلام اللہ تعالیٰ کے بندے ہیں، فرمایا''میں ہوں'' لوگوں نے عرض کی اللہ تعالیٰ کے بندے حضرت جبرائیل ؑ، اسرافیل ؑ، میکائیل علیہم السلام جیسے بھی ہیں۔فرمایا''میں ہوں''۔ چنانچہ وہ شخص یہ سن کر خاموش ہوگیا۔تب آپ نے فرمایا کہ جو شخص حق تعالیٰ میں محو ہو جاتا ہے۔وہ حق بن جاتا ہے۔اور جو کچھ حق ہے۔ایسی صورت میں وہ سب کچھ ہوتو کوئی تعجب کا مقام نہیں۔ (تذکرۃ الاولیاء ص ۱۱۷)

معراجِ بایزید: فرماتے ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ نے مجھ کو تمام موجودات سے مستغنی کر دیا اور اپنے نور سے منور کر کے اپنے عجائب اسرار کا محرم بنایا اور اپنی عظمت اور ہیبت مجھ پر ظاہر فرمائی، تو میں نے یقین کی آنکھوں سے حق تعالیٰ کو دیکھا اور حق سے اپنی طرف دیکھ کر اپنی صفات پر نظر کی تو معلوم ہوا کہ نورِ الٰہی کے مقابلے میں میرا نور سراسر تاریکی ہے۔اور میری عظمت اس کی عظمت کے مقابلے میں سراسر حقارت اور اس کی عزت کے مقابلے میں میری عزت بالکل نابود ہے۔وہاں ہر طرف صفائی ہی صفائی تھی۔اور مجھ میں کدورت ہی کدورت۔ پھر نگاہ کی تو اپنے نور کو اس کا نور دیکھا۔اور اس کی عزت وعظمت میں اپنی عزت وعظمت کو دیکھا اور معلوم ہوا کہ جو میں کرتا ہوں۔اسکی کی قدرت سے کرتا ہوں۔جب اس کا نور میرے دل میں چمکا تو انصاف وحقیقت کی نگاہ سے دیکھنے پر معلوم ہوا کہ ساری عبادت حق کی طرف سے ہی تھی نہ کہ میری طرف سے، میرا خیال تھا کہ میں اس کی عبادت کرتا ہوں، لیکن معاملہ برعکس نکلا۔میں نے عرض کیا۔خداوندا یہ کیا معاملہ ہے۔جواب ملا کہ سب کچھ میں ہی ہوں۔اگرچہ افعال تجھ

Marfat.com

سے سرزد ہوتے ہیں۔لیکن ان کی توفیق میں ہی دیتا ہوں۔پھر میں نے حق تعالیٰ کی طرف نگاہ کی تو حق تعالیٰ کو حقیقت میں دیکھ کر وہاں پر قیام اور کرام کیا۔اور کوشش کے کان بند کر لئے۔اور زبان کی زبان کو نامرادی کے منہ میں بند کر کے کسبی علم کو ترک کر دیا۔اور نفس امارہ کی زحمت کو درمیان سے اٹھا دیا۔تب میں نے تمام موجودات کو حق سے دیکھا۔اور جب میں نے زبان لطف سے اس کی مناجات کی اور علم حق حاصل ہوا اور اسی کے نور سے اس کو دیکھا تو اس نے مجھ کو فرمایا۔اے بایزید تو بغیر سب کے، سب کے ساتھ ہے۔میں نے عرض کی۔خداوندا میں اس پر مغرور نہیں ہوں اور اپنی ہستی پر تجھ سے بے پروا نہیں ہو سکتا۔ہاں تو بغیر میرے میرا ہو جا۔یہ میرے واسطے بہ نسبت اس کے کہ میں تیرے بغیر اپنا بن جاؤں، بہت بہتر ہے۔کیونکہ میں تیرے ذریعے سے باتیں کرتا ہوں۔اس لئے یہی دستور ہے کہ تیرے بغیر نفس کے ساتھ تیرے کوچہ میں آؤں۔فرمایا کہ اب شریعت کا خیال کر اور امر و نہی کی حد سے باہر ہرگز نہ نکل، تا کہ تیری کوششوں کو ہم منظور کر لیں۔میں نے عرض کی کہ میری مراد ہے اور دل کو یقین ہے۔اگر تو شکر کرے تو اپنے آپ سے کر۔کیونکہ وہ مجھ سے کرنے کی نسبت بہتر ہے۔اور اگر تو مذمت کرے تو تو عیب و نقصان سے پاک منزہ ہے۔مجھ سے فرمایا کہ یہ تو نے کس سے سیکھا۔عرض کی سائل مسئول کی نسبت بہتر جانتا ہے۔کیونکہ وہ مراد یہی ہے اور مرید بھی حجاب میں ہے اور مجیب بھی۔(تذکرۃ الاولیاء ص ۱۱۸)

☆……جب مجھ کو صفائی حاصل ہو گئی تو میرے دل نے رضائے حق کی ندا کو سنا اور مجھ سے خوش ہوا اور اپنے نور سے مجھ کو منور کیا اور نفس کی ظلمت اور بشریت کی کدورت کو نظر انداز کر دیا۔تب میں نے جانا کہ اس سے زندہ ہوں اور اس کے فضل و کرم سے خوشی کی

Marfat.com

یہ بساط بچھائی گئی ہے۔ فرمایا کہ مانگ جو کچھ تو چاہتا ہے۔ میں نے کہا کہ تجھ کو چاہتا ہوں۔ جو کہ فضل سے افضل تر اور کرم سے بزرگ تر ہے اور تجھ سے تجھی پر قناعت کرتا ہوں۔ جب تو میرا ہے تو میں فضل وکرم کی کتاب کو لپیٹ دیتا ہوں۔ تو ماسوا کو میرے سامنے نہ لا۔ اور اپنے آپ سے مجھ کو باز نہ رکھ۔ چنانچہ تھوڑی دیر تک مجھ کو اس عرض کا کوئی جواب نہ ملا۔ پھر کرامت کے تاج کو میرے سر پر رکھ کر فرمایا کہ تو سچا ہے اور سچ کا متلاشی ہے۔ تو نے حق دیکھ لیا اور سن لیا۔ میں نے عرض کی کہ سب دیکھا سنا تجھ سے ہی ہے۔ پھر میں نے ثناء کی اور مجھ کو کبریائی کے بازو دیئے گئے۔ جن کی مدد سے میں نے غرا کے میدان طے کر لئے اور اس کی کاریگری کے عجائبات کو دیکھا۔ جب اس نے میری کمزوری کو دیکھا اور نیاز مندی کو پہچان لیا تو اپنی قوت کے ساتھ مجھ کو قوی بنا دیا اور اپنی زینت سے آراستہ فرمایا اور تاج کرامت میرے سر پر رکھ کر توحید کا دروازہ مجھ پر کھول دیا۔ جب مجھ کو میری صفات کے اس کی صفات میں مل جانے کی اطلاع ہوئی تو اپنی خودی سے مشرف فرما کر اپنی بارگاہ سے میرا نام رکھا۔ دوئی اٹھ گئی اور یکتائی ظاہر ہوگئی۔ پھر فرمایا کہ جو تیری رضا وہی میری رضا ہے۔ تیری بات میں کسی قسم کی آلائش نہ ہونی چاہیے تا کہ کوئی مجھ کو مغرور نہ کہہ سکے۔ اس کے بعد غیرت کا زخم مجھ کو لگایا اور دوبارہ زندہ کر دیا۔ جب امتحان کی بھٹی سے نکلا تو زیادہ خالص بن کر نکلا۔

☆ ...... فرمایا لمن الملك یعنی کس کی بادشاہی ہے۔ میں نے عرض کی کہ تیری۔ پھر فرمایا کہ کس کا حکم ہے۔ عرض کیا کہ تیرا۔ پھر پوچھا کہ کس کا اختیار ہے۔ جواب دیا کہ تیرا۔ چونکہ یہ عہد و پیمان کی بات تھی جو اس نے شروع میں سننی چاہی تا کہ مجھ پر یہ حقیقت ظاہر کر دے کہ اگر میری رحمت بروئے کار نہ آتی تو مخلوقات کو بالکل آرام نہ

Marfat.com

ہوتا۔ اگر محبت نہ ہوتی تو نہ قدرت ظاہر ہوتی اور نہ میں ظاہر ہوتا۔ پھر جباری کے باعث قہر کی نگاہ سے میری طرف دیکھا تو میرا نام ونشان بھی نظر نہ آیا۔ پھر جب مستی میں سارے جنگل میں نے طے کر لئے اور آتش غیرت سے جسم کو ساری کٹھالیوں میں پگھلا کر رکھ دیا اور میدان قضا میں طلب کے گھوڑے کو دوڑایا تو نیاز سے بڑھ کر اور کوئی شکار نظر نہ آیا اور خاموشی سے بہتر اور کوئی چراغ نظر نہ آیا اور کوئی بات سوائے اس کے اچھی نظر نہ آئی۔ اس لئے ملکوت میں قیام کر لیا۔ صبر کا پیرہن پہن لیا۔ پھر مطلب اس حد تک پہنچ گیا کہ بشریت کا ظاہر و باطن خالی دیکھا۔ اس کے بعد قضائے خدا نے میرے تاریک سینے میں فراخی کر دی۔ توحید اور تجربہ کی زبان دی۔ اس لئے اب میری زبان لطف صمدانی سے ہے اور میرا دل نور ربانی سے ہے اور آنکھ صفت یزدانی سے ہے۔ میں اس کی مدد سے بولتا اور قوت حاصل کرتا ہوں، چونکہ میں اسی سے زندہ ہوں۔ اس لئے ہرگز نہیں مرتا اور چونکہ میں اس مقام پر پہنچ گیا ہوں۔ اس لئے میری زبان توحید کی زبان ہے۔ میری عبادت ابدی ہے اور اشارت ازلی۔ میری جان تجرید کی جان ہے۔ میں خود بخود نہیں کہتا تاکہ محدث نہ بن جاؤں اور نہ ہی خود کہتا ہوں تاکہ مذکر نہ بن جاؤں، جس طرح چاہتا ہے زبان کو وہی حرکت دیتا ہے۔ میں تو درمیان میں صرف ترجمان ہوں، حقیقت میں گفتگو کرنے والا وہی ہے، میں نہیں ہوں۔ چونکہ اس نے مجھ کو بزدلی دی ہے۔ اس نے فرمایا کہ خلقت تجھ کو دیکھنا چاہتی ہے۔ میں نے عرض کی کہ میں خلقت کو دیکھنا نہیں چاہتا۔ اگر تو مجھ کو خلقت پر ظاہر کرنا چاہتا ہے تو میں تیرے حکم کے خلاف کچھ نہیں کر سکتا۔ مجھ کو اپنی وحدانیت سے آراستہ کر، تاکہ خلقت جب مجھ کو دیکھے تو تیری صفت کو دیکھے۔ میرے درمیان کوئی تعلق نہ رہے۔

Marfat.com

چنانچہ میری یہ مراد پوری ہوگئی اور کرامت کا تاج میرے سر پر رکھا اور حد بشریت سے مجھ کو پار کر دیا۔ بعد ازاں حکم دیا کہ میری خلقت کے پاس جاؤ۔ ابھی میں نے ایک ہی قدم بارگاہ سے باہر رکھا تھا کہ دوسرے قدم پر گر پڑا۔ اسی وقت آواز سنی کہ میرے دوست کو واپس لے آؤ۔ کیونکہ وہ میری بے ادبی نہیں کر سکتا۔ اور میرے سوا اور کسی کی راہ نہیں جانتا۔ جب میں وحدانیت کو پہنچا تو وہ پہلا ہی لمحہ تھا، جب میں نے توحید کو دیکھا، کئی سال تک فہم کے قدموں سے اس وادی میں چلتا رہا۔ پھر ایک پرندہ بن گیا۔ جس کی آنکھ یگانگی کی تھی جب میں مخلوقات سے خائب ہوا تو میں نے کہا کہ میں خالق تک پہنچ گیا ہوں۔ بعد ازاں وادی ربوبیت سے میں نے سر نکالا اور ایک پیالہ پیا جس کی وجہ سے ابد تک ذکر کی پیاس نہ بجھی۔ اس کے بعد وحدانیت کے میدان میں اترا اور تیس ۳۰ ہزار سال تک وہاں اڑتا رہا اور پھر تیس ہزار سال تک الوہیت کے میدان میں اڑتا رہا اور تیس ۳۰ ہزار سال تک فردانیت کے میدان میں اڑتا رہا۔ نوے ۹۰ ہزار سال گذر جانے کے بعد میں نے بایزید کو دیکھا۔ جو کچھ دیکھا وہ میں ہی تھا۔ اس کے بعد چار ہزار وادیاں طے کیں اور اولیاء کے آخری درجے کو پہنچا۔ غور کرنے پر معلوم ہوا کہ انبیاء کے ابتدائی درجے میں ہوں۔ انبیاء کے انتہائی درجے کی کوئی حد نہیں۔ میری روح ملکوت کے تمام ملک پھری۔ بہشت و دوزخ اس کو دکھایا گیا۔ لیکن اس نے کسی طرف بھی کوئی توجہ نہ کی۔ جو کچھ اس کے سامنے آیا، کسی کی بھی اس میں طاقت نہ تھی، جناب رسالت مآب ﷺ کی جان تک پہنچ نہ سکی مگر سلام کیا۔ جب حضرت مصطفےٰ ﷺ کی جان تک میری روح پہنچی تو اس کو لاکھوں آتشی دریاؤں کی طرح دیکھا۔ جس میں ہزاروں نور کے حجاب تھے۔ اگر میں پہلے ہی دریا میں قدم رکھتا تو جل جاتا اور تباہ و برباد

Marfat.com

ہوجاتا۔ چنانچہ اس خوف ودہشت سے میں اس قدر بدہوش ہوگیا کہ میں کچھ بھی نہ رہا۔ اگرچہ میں نے بہت چاہا کہ جناب رسول خدا ﷺ کے خیمے کی رسی ہی کو دیکھ سکوں، لیکن میری جرات نہ ہوسکتی تھی۔ حالانکہ میں اللہ تعالیٰ تک پہنچ گیا تھا۔ جب تک کوئی شخص لا الہ الا اللہ کی وادی کو طے نہ کرلے گا، محمد رسول اللہ تک نہیں پہنچ سکے گا، اگرچہ یہ دونوں وادیاں ایک ہی ہیں۔

اطاعت مصطفٰے: اس کے بعد بایزید نے عرض کی۔ خداوندا جو کچھ میں نے دیکھا وہ میں ہی تھا۔ اب میں اپنا آپ لے کر تیری راہ تک نہیں پہنچ سکتا اور خودی کے باعث نہیں گزرسکتا۔ اب مجھ کو کیا کرنا چاہیے۔ فرمایا کہ ہمارے محبوب محمد ﷺ کی تابعداری کے سوا تو اپنی خودی سے نجات نہیں پاسکتا۔ اس لئے اپنی آنکھوں میں اس کی خاک قدم کو سرمہ بنا کرڈال اور اسی کی تابعداری پر قائم رہ۔ (ایضاص ۱۲۱)

☆......فرمایا کہ مجھ کو اس شخص پر تعجب آتا ہے جو باوجود معنی نہ جاننے کے اس قدر عظیم الشان صاحب نبوت کے خلاف زبان کھولتا ہے۔ لوگوں نے جب آپ سے کہا کہ قیامت کے دن ساری خلقت محمد ﷺ کے جھنڈے تلے ہوگی تو فرمایا کہ ان کی شان اس سے کہیں ارفع واعلیٰ ہے۔ بلکہ خلقت میرے جھنڈے تلے ہوگی۔ میری صفات پردہ غیب میں چھپی ہوئی ہیں۔ مطلب اس کا یہ ہے۔ بایزید بمصداق لی ینطق ولی یسمع ولی یبصر ہے۔ وہ خدا ہی بولتا سنتا اور دیکھتا ہے۔ اس لحاظ سے محمد ﷺ کے جھنڈے سے اللہ تعالیٰ کا جھنڈا بڑا ہے۔ جس طرح "انی انا اللہ" کی آواز کا ایک درخت سے نکلنا جائز ہے۔ اسی طرح لوائی اعظم من لواء

Marfat.com

محمد و سبحانی ما اعظم شانی بایزید کے وجود سے نکلنا جائز سمجھ لو.

مناجات قدسیہ: ☆......عرض کی خداوندا، میرے اور تیرے درمیان کب تک دوئی رہے گی۔اس کو درمیان سے نکال دے تا کہ میں تو ہو جائے اور میں کچھ نہ رہوں۔خداوندا جب تک تو میرے ساتھ ہے۔میں سب سے بڑا ہوں اور جب تک میں اپنے ساتھ ہوں۔سب سے ادنیٰ ہوں۔الٰہی ،فقر و فاقہ نے مجھ کو تجھ تک پہنچایا ہے۔الٰہی مجھکو زہد و عبادت درکار نہیں۔اگر تو مجھ کو نیک بنانا چاہتا ہے تو اپنے اسرار کا ایک ذرہ مجھ کو عنایت کر اور اپنے دوستوں کے درجے تک پہنچا۔یہ کوئی تعجب کا مقام نہیں کہ میں باوجود عاجز کمزور اور ضعیف بندہ ہونے کے تجھ کو دوست رکھتا ہوں۔بلکہ تعجب کی بات یہ ہے کہ تو مالک و خالق اور قادر و بے پروا ہونیکے مجھ سے محبت کرتا ہے۔ خداوندا، جب خوف کی حالت میں تجھ سے اس قدر خوش ہوں تو بے خوف ہونے پر میں کس قدر خوشی نہ کرونگا۔خداوندا، میں عمر بھر کی ریاضت کو فروخت نہیں کرتا۔رات کی نمازیں پیش نہیں کرتا۔روزوں پر بھروسا نہیں کرتا۔قرآن کریم کے ختم شمار نہیں کرتا۔تجھ کو بخوبی معلوم ہے کہ ان باتوں پر مجھ کو ذرہ بھر بھروسا نہیں اور جو کچھ عرض کر رہا ہوں، فخر کے طور پر نہیں ، بلکہ میرا مدعا ہے کہ جو کچھ میں نے آج تک کیا، اس پر شرمندہ ہوں۔جب کہ تو نے مجھ کو اس قدر شرف عطا کیا ہے۔تیرا کام علت سے نہیں ، تیری قبولیت اطاعت پر موقوف نہیں ، مجھ سے گناہ کی گرد کو جھاڑ دے، کیونکہ اطاعت کے گمان کی گرد کو میں نے صاف کر دیا ہے۔

Marfat.com

وصال باکمال: روایت ہے کہ شروع میں آپ اللہ اللہ بہت کیا کرتے تھے۔ حالت نزع میں بھی آپ اللہ اللہ کرتے رہے۔ اور عرض کی خداوندا، میں نے تجھ کو ہرگز یاد نہیں کیا، لیکن غفلت سے۔ اب بھی جب کہ جسم سے جان رخصت ہو رہی ہے، تیری یاد سے غافل ہوں۔ نہیں معلوم، تیری حضوری کب حاصل ہوگی۔ اسی حالت میں آپ کی روح قفس جسدی سے پرواز کر گئی جس رات آپ نے انتقال فرمایا۔ اس رات ابو موسیٰ رحمۃ اللہ علیہ غائب تھے۔ وہ فرماتے ہیں کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ میں عرش کو سر پر اٹھائے ہوئے لا رہا ہوں۔ اس خواب سے بہت حیران ہوا۔ صبح اس خیال سے کہ خواب کا ذکر شیخ صاحب سے کروں۔ آپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ لیکن آپ انتقال فرما چکے تھے۔ بہت سے لوگوں نے جب آپ کے جنازے کو اٹھایا، تو میں نے کوشش کی کہ کسی طرح مجھ کو ایک گوشہ جنازے کا مل جائے۔ مگر موقع نہ ملا۔ آخر میں جنازے کے نیچے ہو گیا۔ خواب مجھ کو بھول چکا تھا، اس وقت میں نے دیکھا تو شیخ صاحب نے فرمایا کہ یہ تمہارے رات کے خواب کی تعبیر ہے۔

عالم برزخ میں: نقل ہے کہ کسی مرید نے آپ کو خواب میں دیکھ کر پوچھا کہ منکر نکیر سے آپ نے کس طرح نجات پائی۔ فرمایا کہ ان کے سوال پر کہا کہ اس سوال سے آپ کا مقصد پورا نہ ہوگا۔ تم واپس جا کر اسی سے پوچھو، جس نے تجھ کو بھیجا ہے، میں اس کا کیا ہوں۔ جو کچھ وہ کہے وہی میں ہونگا۔ میرے کہنے سے وہ میرا رب نہ بنے گا۔ جب تک کہ وہ نہ کہے یہ میرا بندہ ہے۔

☆...... کسی بزرگ نے خواب میں آپ سے پوچھا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ سے کیا سلوک

Marfat.com

کیا۔فرمایا کہ مجھ سے اس نے پوچھا۔کیالائے۔میں نے کہا،ایسی کوئی چیز نہیں جو درگاہ کے لائق ہو۔لیکن میں نے شرک نہیں کیا۔خداوند کریم نے فرمایا کہ اس رات جوتو نے دودھ پیا،کیا وہ شرک نہ تھا۔میں نے عرض کی۔کس طرح سے شرک تھا،فرمایا،ایک رات تو نے دودھ پیا۔رات کو پیٹ میں درد ہوئی،تو نے کہا کہ دودھ پینے سے پیٹ میں درد ہوئی ہے،تم نے دودھ کو میرا شریک بنایا۔

☆......نقل ہے کہ جب آپ کو دفن کیا گیا تو احمد خضرویہ رحمۃ اللہ علیہ کی بیوی آپ کی زیارت کے لئے آئیں اور زیارت سے فارغ ہوکر پوچھا،کہ کیا تم جانتے ہو بایزید کون تھا۔لوگوں نے کہا۔آپ کو بہتر معلوم ہے۔فرمایا کہ ایک رات میں خانہ کعبہ کا طواف کررہی تھی۔ایک گھڑی آرام کے بعد آنکھ لگ گئی تو کیا دیکھا کہ مجھ کو آسمان پر لے گئے ہیں۔عرش کے نیچے ایک بے پایاں جنگل دیکھا۔جس میں ہر درخت کے پتے پر بایزید ولی اللہ لکھا ہوا تھا۔

☆......بعض بزرگوں نے آپ کو خواب میں دیکھ کر پوچھا کہ تصوف کیا ہے۔فرمایا کہ آرام کے دروازے اپنے اوپر بند کرنا۔جب ابوسعید ابوالخیر آپ کی زیارت کے لئے آئے،ایک دو گھڑی کے بعد جانے لگے تو فرمایا یہ ایک ایسی جگہ ہے کہ اگر کسی کی کوئی چیز کہیں گم ہو جائے تو یہاں آکر تلاش کرلے۔(ایضاً ص۱۲۲)

☆......☆......☆

Marfat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حضرت
جنید بغدادی
قدس سرہ

Marfat.com

ابتدائی حالات: آپ قطب وقت، منبع اسرار، مرقع انوار، سلطان طریقت، بادشاہ حقیقت تھے۔ انواع علوم وفنون میں کامل دستگاہ اور معاملت وریاضت میں مفتی کامل تھے۔ کلمات لطیف اور ارشادات عالی میں سب پر سبقت رکھتے تھے۔ تمام فرقوں کے مقبول تھے، سب کا آپ کی امامت پر اتفاق ہے۔ سید الطائفہ آپ کا لقب ہے مقتدائے اہل تصوف ہیں، شریعت، طریقت اور حقیقت میں انتہا پر پہنچے ہوئے تھے۔ عشق وزہد میں بے نظیر تھے۔ اور مجتہد کا درجہ رکھتے تھے، اپنے وقت کے تمام مشائخ کے مرجع تھے۔ آپ کی تصانیف بے شمار ہیں، اشارات کا علم سب سے پہلے آپ ہی نے پھیلایا، اگرچہ بار بار دشمنوں اور حاسد لوگوں نے آپ پر کفر اور زندقہ کا فتویٰ لگایا، سری سقطی علیہ الرحمہ کے خواہرزادہ اور مرید تھے۔ آپ کا درجہ اپنے مرشد سے بھی بڑھ کر تھا، جس کا اعتراف حضرت سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ نے بارہا فرمایا۔ آپ ہمہ تن درد وعشق تھے۔

آپ کا ابتدائی حال یہ ہے کہ بچپن ہی سے آپ کی طبیعت میں درد اور طلب تھی۔ ادب اور فراست کمال کی رکھتے تھے، ایک دن مکتب سے گھر آئے تو دیکھا کہ آپ کے والد رو رہے ہیں۔ سبب پوچھا تو معلوم ہوا کہ انہوں نے آپ کے ماموں کو زکوٰۃ کا روپیہ بھیجا تھا۔ مگر انہوں نے قبول نہ کیا، آپ نے کہا کہ وہ روپیہ مجھ کو دیں، میں ان کو دے آتا ہوں۔ چنانچہ آپ نے ماموں کے گھر جا کر کہا کہ اس خدا کے واسطے جس نے آپ کو فضل اور میرے باپ کو عدل دیا، یہ زکوٰۃ وصول کر لیں۔ پوچھا کہ مجھ کو کون سا فضل اور تمہارے باپ کو کون سا عدل دیا۔ فرمایا کہ ماموں جان، اللہ تعالیٰ نے آپ کو درویشی دی، یہ فضل ہے، میرے باپ نے زکوٰۃ کا روپیہ مستحق تک پہنچایا۔ یہ عدل

Marfat.com

ہے۔ حضرت سری سقطی علیہ الرحمہ کو یہ بات پسند آئی۔ اور زکوٰۃ لے لی، اور آپ کو اپنے دل میں جگہ دی۔ (تذکرۃ الاولیاء ص ۱۹۸)

ابھی آپ کی عمر صرف سات سال کی تھی، کہ حضرت سری رحمۃ اللہ علیہ آپ کو حج کے لئے اپنے ہمراہ لے گئے، مسجد حرام میں کئی سو مشائخ کرام کی مجلس میں مسئلہ شکر پر بحث ہو رہی تھی۔ ہر شخص نے اپنے اپنے خیال کا اظہار کیا۔ آپ کے ماموں یعنی حضرت سری رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کو کہا، کہ تم بھی کچھ کہو، آپ نے دو لمحے کے لئے تفکر کرنے کے بعد فرمایا۔ شکر یہ ہے کہ جو نعمت اللہ تعالیٰ نے تم کو دی ہے، اس سے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی نہ کرو اور نعمت کو معصیت کا ذریعہ نہ بناؤ، یہ سن کر سب مشائخ کرام نے اس سے اتفاق کیا، اور اس کلام کی داد دی۔

شیشہ فروشی کی دکان: حج سے واپس آکر آپ نے شیشہ فروشی کی دکان شروع کی، روز دکان پر پردہ چھوڑ کر چار سو رکعت نماز ادا کرتے۔ ایک عرصہ اسی حال میں گزر گیا۔ چالیس سال کے بعد آپ نے گمان کیا کہ میں منزل مقصود پر پہنچ گیا ہوں، اسی وقت ہاتف نے آواز دی کہ تمہارے زنار کا کنارا تم کو دکھانے کا وقت آ گیا ہے۔ آپ نے کہا، الٰہی، جنید کا گناہ۔ آواز آئی، اس سے پہلے کہ تم گناہ پوچھو...... ابھی بات ختم ہونے نہ پائی تھی کہ آپ نے ایک آہ بھر کر کہا جو وصال کا اہل نہیں، اس کی تمام نیکیاں بھی حقیقت میں گناہ ہیں۔

خلیفہ نے آزمایا: پھر بدستور اسی جگہ پر بیٹھ کر ریاضت کرنے لگے۔ مخالف لوگوں نے آپ کے خلاف زبان درازی کی اور خلیفہ تک شکایت پہنچی۔ خلیفہ نے کہا

Marfat.com

کہ جب تک حجت قائم نہ ہو، سزا کیسے دی جاسکتی ہے۔ لوگوں نے کہا کہ اس کی باتوں سے لوگوں میں فتنہ پیدا ہونے کا احتمال ہے۔ چنانچہ حجت قائم کرنے کے لئے خلیفہ نے اپنی حسین وجمیل معشوقہ کو آراستہ و پیراستہ کر کے کہا، تم جنید کے پاس جا کر نقاب کو اٹھا دینا، اور کہنا کہ میں بہت مال دار ہوں۔ اور میرا جی دنیا سے بیزار ہو گیا ہے، میں آپ کی صحبت میں رہنے کیلئے آپ کی خدمت میں حاضر ہوئی ہوں اور اپنے آپ کو پیش کرتی ہوں جس قدر ہو سکے چاپلوسی اور خوش آمد کرنا۔ ساتھ ہی ایک خادم کو پیچھے بھیج دیا کہ وہ حالت دیکھے، چنانچہ کنیز نے ایسا ہی کیا جب آپ کی نظر کنیز پر پڑی، تو فوراً نیچا سر کر لیا، کنیز نے جو کچھ اس کو سکھایا گیا تھا، بیان کیا۔ منت سماجت کر کے اپنے آپ کو پیش کیا، آپ نے کچھ خیال نہ کیا، اور آسمان کی طرف منہ کر کے آہ آہ کہہ کر کنیز پر پھونک ماری۔ چنانچہ معاً کنیز مر گئی، جب خلیفہ آپ کے پاس گیا، اور کہا، یا شیخ آپ کے دل نے کس طرح کنیز ایسی حسین وجمیل محبوبہ کو ایسی سخت سزا بے گناہ دے دی، آپ نے فرمایا کہ امیر المومنین، آپ کو مسلمانوں پر ایسی ہی شفقت کرنی چاہئے تھی کہ مجھ غریب کی چالیس سال کی کمائی کو برباد کرنے کے درپے ہوئے۔

ارشاداتِ عالیہ: فرماتے ہیں کہ جب تک تیس ابدال نے مجھے حکم نہ دیا کہ تم لوگوں کو ہدایت کی طرف بلاؤ، میں نے کسی سے کلام نہ کیا۔

☆......فرماتے ہیں کہ میں نے بہت سے پیروں کی خدمت کی، مگر ان میں سے صرف سات شخصوں کو اقتدا کے لائق پایا۔

☆......فرماتے ہیں کہ جب تک ایک ہاتھ میں کتاب خدا اور دوسرے ہاتھ میں سنت

Marfat.com

مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم کو نہ پکڑلو، اس راستہ پر نہ چلو تا کہ نہ شبہات کے گڑھوں میں گرو اور نہ بدعت کی تاریکی میں مبتلا ہوسکو۔

☆......فرماتے ہیں کہ قیل وقال اور جنگ و پیکار سے یہ درجہ مجھ کو نہیں ملا۔ بلکہ بھوک، پیاس، نیند سے اور ترک دنیا سے ملا ہے۔

☆......آپ سے پوچھا کہ آپ نے خدا کو کیسے پہچانا، تو فرمایا کہ اس نے مجھ کو اپنا شناسا کیا۔ اس کی مانند کوئی اور نہیں ہے۔ کسی مخلوق پر اس کا قیاس نہیں کیا جاسکتا۔

☆......فرماتے ہیں کہ ایک زمانہ تک میں ایسا رہا، کہ تمام آسمان اور زمین والے مجھ پر روتے رہے۔ پھر میں ان کی حالت پر رونے لگا۔ اور اب یہ حال ہے، کہ نہ مجھ کو اپنی خبر ہے اور نہ ان کی۔

☆......فرماتے ہیں کہ دس سال تک میں اپنے دل کی نگہبانی کرتا رہا۔ پھر دس سال تک دل نے میری نگہبانی کی۔ اب بیس ۲۰ سال سے نہ دل کو میری خبر ہے اور نہ مجھ کو دل کی

☆......فرماتے ہیں کہ خوف مجھ کو تخفیض کر دیتا ہے۔ اور رجا سے انبساط ہوتا ہے۔ جب خوف طاری ہوتا ہے۔ تو "میں کو" مجھ سے فنا کر دیتے ہیں۔ اور جب انبساط کا غلبہ ہوتا ہے۔ تو مجھ کو میری طرف واپس کر دیتے ہیں۔

☆......فرماتے ہیں کہ کل اگر خداوند کریم مجھ کو کہے کہ میری طرف دیکھو تو میں ہرگز نہ دیکھوں گا۔ کیونکہ دوستی میں آنکھ غیر اور بیگانہ ہے۔ اور غیر کی غیریت مجھے دیدار سے منع کرتی ہے۔ دنیا میں تو میں اس کو آنکھ کے واسطہ کے بغیر دیکھتا تھا۔ (تذکرۃ الاولیاء ص ۲۰۰)

Marfat.com

جمال نبوت کی زیارت: آپ ہمیشہ روزہ رکھتے تھے۔لیکن جب آپ کے ہم صحبت لوگ آجاتے تو روزہ نہ رکھتے۔جب آپ کی حالت ترقی پر ہوگئی تو حضرت سری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ جنید، اب تم کو وعظ کرنا چاہیے۔مگر آپ نے نہ مانا۔اور خلاف ادب سمجھا۔آخر ایک دن جمال نبوی ﷺ سے مشرف ہوئے۔اور خواب میں آپ کو کہا گیا کہ خلقت کو ہدایت کرو۔صبح کو اٹھ کر شیخ کی طرف چلے تاکہ ان کو خواب سنائیں۔لیکن جب گھر سے باہر نکلے تو شیخ سری رحمۃ اللہ علیہ کو دروازے پر کھڑا پایا۔انہوں نے کہا کہ جنید، اب تم کو خلقت کی نجات کا موجب بنایا گیا ہے۔تم کو ضرور ہدایت کرنی چاہیے۔اگر تم مشائخ بغداد اور میری سفارش کو نہیں مانتے تو رسول خدا ﷺ کے ارشاد کی تعمیل میں وعظ کرنا شروع کرو۔

آپ نے شیخ سے پوچھا کہ آپ کو کیسے معلوم ہوا کہ جناب رسول خدا ﷺ نے ارشاد فرمایا۔فرمایا کہ میں نے خدوند تعالیٰ کو خواب میں دیکھا۔انہوں نے فرمایا کہ ہم نے اپنے رسول کو جنید رحمۃ اللہ علیہ کے پاس بھیجا ہے۔چنانچہ آپ نے قبول کرلیا۔اور وعظ شروع کردیا۔چنانچہ آپ کے وعظ کے اثر سے کئی ہزار آدمیوں نے اسلام قبول کیا۔

کچھ عرصے کے بعد آپ نے خود بخود خاموشی اختیار کرلی۔اور وعظ بند کردیا۔اگرچہ لوگوں نے بار بار التجا کی۔مگر آپ نے کوئی توجہ نہ دی۔آخر تقریباً دو سال کے بعد بغیر کسی کی التجا کے خود بخود پھر وعظ فرمانا شروع کیا۔لوگوں نے اس کا سبب پوچھا تو فرمایا میں نے ایک حدیث پڑھی ہے۔جس میں جناب رسالت مآب ﷺ فرماتے ہیں کہ زمانہ آخر میں مخلوق کا نیک گمان اس شخص کے متعلق ہوگا۔جو سب سے بدتر ہوگا اور وعظ

Marfat.com

کرے گا۔ چنانچہ میں نے اپنے آپ کو سب سے بدترین دیکھا۔ اس لئے آنحضرت ﷺ کا ارشاد سچا ہونے کی وجہ سے وعظ کرتا ہوں۔ (ایضاً ص ۲۰۰)

تم ہمارے ساتھ ہو: فرماتے ہیں، ایک دفعہ میرا دل گم ہو گیا۔ میں نے خدا سے درخواست کی کہ میرا دل مجھ کو مل جائے۔ آواز آئی کہ اے جنید ہم نے تمہارا دل اس لئے لے لیا ہے کہ تم غیر کی طرف التفات کرنا چاہتے ہو مگر ہم چاہتے ہیں کہ تم ہمارے ساتھ رہو۔

حضرت شبلی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔ اگر قیامت کے دن اللہ تعالیٰ جنت و دوزخ کو میرے اختیار میں دیدے تو میں دوزخ کو پسند کروں۔ کیونکہ بہشت میری پسند ہے اور دوزخ دوست کی پسند۔ جو کوئی اپنی پسند کو ترجیح دیتا ہے۔ وہ محب نہیں کہلا سکتا۔ جب آپ کو اس بات کی خبر ملی تو فرمایا کہ شبلی بچپن کی سی باتیں کرتے ہیں۔ اگر مجھے اختیار دیا جائے تو میں جنت دوزخ کسی کو بھی قبول نہ کروں اور کہوں بندے کو اختیار سے کیا کام، جو تیری رضا وہ میری رضا اور جہاں تو چاہے رکھ۔

(ایضاً ص ۲۰۰)

شانِ محبوبیت: ایک بزرگ بیان فرماتے ہیں کہ میں نے خواب میں جمال آرا سرور عالم ﷺ کو دیکھا۔ جنید رحمۃ اللہ علیہ بھی موجود تھے۔ اتنے میں کوئی شخص ایک فتویٰ لایا۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا۔ کہ جنید رحمۃ اللہ علیہ کو دکھاؤ۔ لیکن جنید رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ یارسول اللہ ﷺ۔ جب آپ موجود ہوں تو میری کیا مجال۔ مگر آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ جس قدر انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام کو تمام امت پر فخر ہوگا۔ مجھ کو جنید پر فخر ہے۔

Marfat.com

ایک دفعہ آپ بیمار ہو گئے۔تو آپ نے دعا کی کہ خدایا مجھ کو شفا دے۔اسی وقت آواز آئی۔کہ جنید! خدا اور بندے میں تم کون ہو جو درمیان آؤ۔حکم میں مامور ہو۔جس بات میں تمہیں مبتلا کیا گیا ہے۔اس پر صبر کرو۔

ایک بار آپ کا پاؤں دکھتا تھا۔آپ نے فاتحہ پڑھ کر پھونک ماری تو آواز آئی کیا تم کو شرم نہیں آتی کہ میرے کلام کو اپنے نفس پر صرف کرتے ہو۔(ایضاً ص ۲۰۱)

تیری رضا کیا ہے: ایک دفعہ آپ کی آنکھ بیمار ہوئی۔ایک آتش پرست طبیب نے کہا کہ اگر آنکھ کی صحت درکار ہے تو آنکھ پر پانی نہ ڈالو آپ نے کہا کہ وضو کیسے کروں۔ طبیب نے پھر وہی کہا اور چلا گیا۔جب نماز کا وقت آیا تو آپ نے وضو کیا۔نماز سے فارغ ہوئے تو آنکھ اچھی ہو گئی تھی۔اسی وقت آواز آئی۔جنید تم نے میری رضا کے لئے آنکھ کا نقصان گوارا کیا۔اگر اس کے اجر میں تمام اہل دوزخ کی بخشش چاہتے ہو تو ہم تیار ہیں۔جب دوسری دفعہ طبیب آیا تو آنکھ کو تندرست پایا۔دیکھ کر قصہ پوچھا تو آپ نے سب کچھ بیان کر دیا۔وہ طبیب اسی وقت مسلمان ہو گیا۔اور کہا، یہاں انسان کا کیا کام۔یہ خالق کا علاج ہے۔

شیطان بھاگ گیا: ایک بزرگ بیان کرتے ہیں کہ ایک دن میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔دیکھا کہ ابلیس لعین بھاگا ہوا جا رہا ہے اور آپ نہایت غصہ کی حالت میں ہیں۔میں نے عرض کیا کہ یا شیخ، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ غصے کی حالت میں ابلیس انسان پر زیادہ دسترس رکھتا ہے۔مگر یہاں معاملہ کیوں برعکس ہے۔آپ غصے میں ہیں اور شیطان بھاگا جا رہا ہے۔فرمایا اگر اس کے خلاف ہوتا تو تعجب تھا۔ہم لوگ

Marfat.com

محض حق کی خاطر غصہ میں ہوتے ہیں۔اس لئے ابلیس ہم لوگوں سے اسی وقت بھاگتا ہے، جب کہ ہم غصہ میں ہوتے ہیں۔ برخلاف عام لوگوں کے کہ وہ اپنے نفس کی وجہ سے غصہ کرتے ہیں۔اس لئے شیطان ان پر دسترس رکھتا ہے۔

فرماتے ہیں کہ ایک دن میں نے ابلیس کو دیکھنے کی خواہش کی۔اس وقت میں نے دیکھا کہ ایک بوڑھا میری طرف آرہا ہے۔جب میرے نزدیک پہنچا تو میں نے پوچھا کہ تم کون ہو۔کہا کہ جس کی تم خواہش کرتے تھے۔میں نے اس سے پوچھا کہ ملعون تو نے آدم علیہ السلام کو سجدہ کیوں نہ کیا۔ابلیس نے جواب دیا۔کہ اے جنید کیا تم پسند کرتے ہو کہ میں سوائے اس (خدا) کے غیر کو سجدہ کرتا۔میں اس بات سے بہت حیران ہوا۔اسی وقت میرے دل میں آواز آئی کہ اس ملعون سے کہہ دو کہ تو جھوٹ بکتا ہے۔اگر تو بندہ ہوتا تو اس کے حکم سے سرتابی نہ کرتا۔جب میں نے یہ الفاظ ابلیس کو کہے۔تو وہ یہ کہہ کر غائب ہو گیا کہ تم نے مجھ کو جلا ڈالا ہے۔

حکمت افروز باتیں: ایک دفعہ ایک شخص نے آپ کے سامنے کہا کہ آج کل برادران دین نایاب ہیں۔آپ نے فرمایا کہ اگر تو ایسا بھائی چاہتا ہے۔جو تمہارا بوجھ اٹھائے تو واقعی نایاب ہے۔لیکن اگر ایسا چاہتا ہے کہ جس کا بوجھ تو اٹھائے تو ایسے آدمی میرے پاس بہت ہیں۔

☆......ایک رات کسی مرید کے ہمراہ جارہے تھے کہ ایک طرف سے کتے کی آواز آئی۔ آپ نے فرمایا۔لبیک لبیک۔مرید نے دریافت کیا تو فرمایا کہ اس کی قوت، حق تعالے کے قہر سے میں نے دیکھی۔اور کتے کو درمیان نہ دیکھا۔

Marfat.com

☆......ایک دن آپ زار و زار رو رہے تھے۔لوگوں نے وجہ پوچھی تو فرمایا کہ اگر بلا ایک اژدہا ہو تو سب سے پہلے میں اس کو لقمہ بناؤں۔اس قدر عمر میں نے طلب بلا میں گذاری۔مگر ابھی تک یہی جواب ملتا تھا کہ تمہاری ابھی عبادت ہماری بلا کے قابل نہیں ہوئی۔

☆......فرماتے ہیں کہ ایک رات میں نے خواب دیکھا کہ دربارِ الٰہی میں کھڑا ہوں۔ اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ یہ باتیں تم کہاں سے کہتے ہو۔میں نے عرض کیا کہ جو کچھ کہتا ہوں، حق سے کہتا ہوں۔جواب ملا ٹھیک کہتے ہو۔

☆......ابن شریح فرماتے ہیں کہ لوگوں نے آپ کے کلام کے متعلق مجھ سے پوچھا۔ میں نے لوگوں کو جواب دیا کہ ان کے کلام میں ایک عظمت اور صورت پائی جاتی ہے۔ پھر مجھ سے پوچھا کہ کیا جو کچھ وہ کہتے ہیں علم سے کہتے ہیں؟ میں نے جواب دیا۔یہ میں نہیں جانتا۔مگر اتنا کہہ سکتا ہوں کہ مجھے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ حق تعالیٰ ان کی زبان پر کلام فرما رہا ہے۔

☆......روایت ہے کہ آپ کبھی توحید کے متعلق کچھ فرماتے تو ہر بار نئی عبارت سے شروع فرماتے، ایک دن شبلی رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کے سامنے ''اللہ جل جلالہٗ'' کہا۔آپ نے فرمایا۔اے شبلیؒ اگر اللہ غائب ہے تو غائب کا ذکر غیبت میں داخل ہے۔اگر حاضر ہے تو حاضر کے سامنے اس کا نام لینا بے ادبی ہے۔

☆......ایک دن کچھ ذکر فرما رہے تھے۔ایک شخص نے عرض کیا کہ میری سمجھ میں آپ کی بات نہیں آئی۔فرمایا، ستر سال کی عبادت قدم کے نیچے رکھو تب سمجھ میں آئے۔اس نے عرض کیا کہ میں نے ایسا ہی کیا۔مگر پھر بھی نہ سمجھ سکا۔فرمایا، تب سر کو پاؤں کے نیچے

Marfat.com

رکھو۔ اگر پھر بھی سمجھ میں نہ آئے تب میرا قصور ہوگا۔

☆...... کسی شخص نے پوچھا کہ دل کس وقت خوش ہوتا ہے۔ فرمایا، جس وقت وہ دل میں ہو۔

☆...... ایک شخص ایک دفعہ پانچ سو دینار لے کر آیا۔ پوچھا اس کے سوا تمہارے پاس کچھ اور بھی ہے۔ کہا کہ بہت ہے۔ فرمایا کچھ اور چاہتا ہے۔ کہا ہاں۔ فرمایا، یہ اٹھا لے۔ اس کا مستحق تو ہی ہے۔ کیونکہ میں باوجود کچھ بھی نہ رکھنے کے کچھ نہیں چاہتا۔ (ایضاً ص ۲۰۲)

غیبت کیا ہے: فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے ایک دفعہ مسجد میں سوال کیا۔ میں نے خیال کیا کہ یہ شخص ہٹا کٹا اور مضبوط ہے، یہ سوال کرنے کی ذلت کیوں گوارا کرتا ہے اور مزدوری کیوں نہیں کرتا۔ رات کو خواب میں دیکھا کہ میرے سامنے دستر خوان لایا گیا۔ جب میں نے سر پوش اٹھایا تو دیکھا کہ ایک آدمی کی نعش رکھی ہے۔ میں نے کہا۔ خداوندا، میں مردم خور نہیں ہوں۔ ارشاد ہوا۔ اگر ایسا نہیں تو مسجد میں اس کو کیوں کھاتے تھے۔ میں فوراً سمجھ گیا کہ غیبت کی ہے۔ اور میرے دل کے اس خطرے پر مواخذہ کیا گیا۔ فوراً خواب سے بیدار ہوا۔ وضو کر کے دو رکعت نماز ادا کی اور اس درویش کی تلاش میں نکلا۔ تھوڑی دیر کے بعد دجلہ کے کنارے اس کو دیکھا۔ اس نے گردن پھیر کر مجھ کو دیکھا اور کہا، کیا تم نے اس بات سے توبہ کر لی۔ میں نے کہا ہاں۔ تب اس نے کہا جاؤ وھو الذی یقبل التوبة عن عبادہٖ آئندہ خیال کی بھی حفاظت کرنا۔ (ایضاً ص ۲۰۲)

Marfat.com

اخلاص کیا ہے: فرماتے ہیں کہ اخلاص میں نے حجام سے سیکھا۔ مکہ میں ایک حجام ایک شخص کے بال درست کر رہا تھا۔ میں نے کہا خدا کی راہ پر میرے بال بھی درست کردو۔ حجام نے اس آدمی کو جس کی حجامت بنا رہا تھا۔ کہا کہ تم ذرا علیحدہ ہو جاؤ۔ جب خدا کا نام آ گیا تو پھر سب سے پہلے خدا کا کام کرنا چاہیے۔ پھر مجھ کو بٹھا کر پہلے میرے سر کو بوسہ دیا۔ پھر میری حجامت کر کے ایک کاغذ دیا۔ جس میں چاندی کے ٹکڑے تھے اور کہا کہ اس کو اپنی حاجتوں میں صرف کرو۔ میں نے اس دن سے عہد کر لیا کہ اول فتوح جو مجھ کو ہو گی تو اس کے ساتھ مروت کروں گا۔ چنانچہ کچھ عرصہ کے بعد بصرہ سے اشرفیوں کی ایک تھیلی میرے پاس آئی۔ میں اس حجام کے پاس لے گیا۔ اس نے پوچھا یہ کیا ہے۔ میں نے اپنی نیت اور عہد کرنے کا ذکر کیا۔ اس نے کہا۔ مرد خدا، تم کو شرم نہیں آتی۔ خدا کے نام پر کام کرنے کے عوض مجھ کو دیتے ہو۔ (تذکرۃ الاولیاء ص ۲۰۳)

جنید اور ایک اجنبی: فرماتے ہیں کہ ایک رات میں نماز میں تھا۔ ہر چند میں نے کوشش کی لیکن نفس نے ایک سجدہ میں بھی میری موافقت نہ کی۔ آخر دل تنگ ہو کر میں نے گھر سے نکل جانا چاہا۔ جب دروازہ کھولا تو دیکھا کہ ایک نوجوان کمبل اوڑھ کر بیٹھا ہوا ہے۔ مجھ کو دیکھ کر کہنے لگا، میں اتنی دیر سے آپ کا انتظار کر رہا تھا۔ میں نے پوچھا کہ تم نے ساری رات مجھ کو بیقرار رکھا؟ کہا ہاں۔ میرے ایک سوال کا جواب دیں کہ کبھی نفس کا درد اس کی دوا ہو سکتا ہے یا نہیں۔ میں نے کہا ہاں، اس کی مخالفت کرو گے تو اس کا درد ہی اس کی دوا بن جائے گا۔ یہ لفظ سن کر اس نے گریبان میں منہ ڈال کر کہا کہ اے نفس، اتنی مرتبہ تو نے مجھ سے بھی جواب سنا۔ اب جنید کی زبان

Marfat.com

سے بھی سن لے۔ یہ کہا اور اٹھ کر چلا گیا۔نہیں معلوم وہ کدھر سے آیا تھا۔اور کدھر کو چلا گیا۔ (ایضاً ص ۲۰۳)

دعا کی تاثیر: ایک دفعہ ایک بوڑھی عورت نے آپ کو کہا کہ میرا لڑکا غائب ہو گیا ہے۔دعا کریں کہ لوٹ آئے۔آپ نے فرمایا صبر کرو۔تھوڑی دیر کے بعد وہ پھر آئی۔ لیکن آپ نے اب بھی یہی جواب دیا کہ صبر کرو۔عورت نے کہا۔ میں صبر کی طاقت نہیں رکھتی۔خدا کے لئے کچھ تدبیر کریں۔فرمایا اگر تو سچ کہتی ہے تو تیرا لڑکا آ جائے گا۔کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ ام من یجیب المضطر اذا دعاہ و یکشف السوء کہا اور دعا کر دی۔جب وہ عورت گھر پہنچی تو لڑکا گھر پر موجود تھا۔

☆......ایک رات آپ کے گھر ایک چور آیا۔مگر ایک کرتے کے سوا کچھ نہ ملا۔دوسرے دن آپ نے اپنا کرتہ بازار میں دلال کے پاس دیکھا۔خریدار کہہ رہا تھا کہ اگر کوئی یہ گواہی دے کہ یہ کرتہ تیرا ہی ہے تو میں خرید لوں گا۔آپ نے کہا کہ ہاں میں گواہی دیتا ہوں کہ یہ کرتہ اسی کا ہے۔تب اس شخص نے خرید لیا۔

☆......کسی شخص نے مفلسی کی شکایت کی۔آپ نے فرمایا جا اور اطمینان رکھ۔خداوند تعالیٰ اس شخص کو بھوکا اور مفلس نہیں کرتا جو شکوہ منہ کرے۔ (ایضاً ص ۲۰۳)

کچھ واقعات: ایک دن آپ اپنے مریدوں میں بیٹھے تھے کہ ایک آدمی آیا اور ایک درویش کو ہمراہ لے گیا۔تھوڑی دیر کے بعد وہ درویش سر پر طرح طرح کے کھانے اٹھائے ہوئے آیا۔وہ شخص بھی پیچھے پیچھے تھا۔آپ کو یہ حال دیکھ کر غیرت آئی اور فرمایا کہ یہ سب چیزیں اس شخص کے منہ پر پٹخ دو کہ درویش اس کی حمالی کرے۔پھر فرمایا، اگر

Marfat.com

درویشوں کے پاس نعمت نہیں تو کیا ہوا۔ ہمت تو ہے۔ دنیا نہیں، آخرت تو ہے۔

☆......ایک دفعہ آپ کے ایک مرید نے خیال کیا کہ میں مرتبہ کمال پر پہنچ گیا ہوں۔ اب صحبت کی نسبت تنہائی میرے لئے بہتر ہے۔ یہ سوچ کر وہ علیحدہ بیٹھ گیا۔ ہر روز رات کے وقت کوئی اس کے پاس آتا اور کہتا۔ کہ آؤ میں تمہیں اونٹ پر بٹھا کر بہشت میں لے چلوں۔ چنانچہ وہ اس پر بیٹھ جاتا اور ایک پر فضا مقام میں پہنچ جاتا۔ جو ہو بہو بہشت کی مانند ہوا کرتا تھا۔ وہاں جا کر سو جاتا اور صبح اپنے آپ کو پھر اپنے عبادت خانہ میں پاتا۔ اس طرح سے اس کے دل میں غرور پیدا ہو گیا۔ جب یہ بات آپ کے کانوں تک پہنچی تو فرمایا کہ جب آج تم اس جگہ پہنچو تو ایک دفعہ لاحول پڑھنا۔ چنانچہ حسب معمول جب مرید بہشت میں پہنچا تو شیخ کے ارشاد کی تعمیل کے خیال سے نہیں بلکہ آزمائش کے طور پر لاحول پڑھا۔ چنانچہ اسی وقت سب لوگ چیختے ہوئے بھاگ گئے۔ اور اس کو تنہا چھوڑ گئے۔ اور اس نے اپنے آپ کو ایک گندی جگہ پڑا ہوا پایا۔ اسی وقت اپنی خطا پر نادم ہوا اور توبہ کر کے شیخ کی خدمت میں آ گیا۔ (ایضاً ص ۲۰۴)

☆......بصرہ میں آپ کا ایک مرید خلوت میں بیٹھا تھا۔ کسی دن اس کے دل میں ایک گناہ کا خیال آ گیا۔ جب اس نے شیشے میں اپنا منہ دیکھا تو سیاہ نظر آیا۔ تین دنوں کے بعد وہ سیاہی سفیدی میں تبدیل ہونے لگی۔ یہاں تک کہ سارا چہرہ سفید ہو گیا۔ ناگاہ کسی نے دروازے پر دستک کی۔ پوچھا کون ہے۔ کہا کہ شیخ کا قاصد۔ مرید نے خط لے کر پڑھا۔ تو اس میں لکھا تھا۔ تم دربار عزت میں ادب کے ساتھ مقام عبودیت پر کیوں نہیں رہتے ہو۔ آج تین دن رات سے مجھ کو دھوبی بننا پڑا ہے تاکہ تمہارے چہرے کی سیاہی کو سفیدی میں تبدیل کروں۔ (ایضاً ص ۲۰۴)

Marfat.com

☆......ایک مرید پر آپ ہمیشہ زیادہ شفقت فرمایا کرتے تھے۔دوسرے مریدوں نے شکایت کی،تو فرمایا تمہاری نسبت اس کی فہم وفراست زیادہ ہے۔چنانچہ امتحان کے طور پر آپ نے ہر ایک مرید کو ایک ایک جانور اور چھری دے کر فرمایا کہ ان کو ایسی جگہ جا کر ذبح کرو۔جہاں کوئی نہ دیکھے۔چنانچہ سب مرید ذبح کر کے لے آئے۔مگر وہ مرید جانور کو زندہ واپس لے آیا۔پوچھا تم نے کیوں ذبح نہ کیا عرض کیا جہاں جاتا ہوں،وہ خدا حاضر وناظر ہے،یہ سن کر آپ نے دوسرے مریدوں کی طرف دیکھا اور فرمایا کہ اس کی فراست کو دیکھو۔یہ سن کر سب نے توبہ کی۔(ایضاً ص ۲۰۴)

☆......نقل ہے کہ ایک دفعہ آپ نے جہاد کا ارادہ کیا اور اپنے خاص آٹھ مریدوں کو ہمراہ لے کر روم چلے گئے اور جہاد میں شامل ہوگئے۔آپ کے آٹھوں مرید شہید ہوگئے۔فرماتے ہیں کہ میں نے ہوا میں نو ہودج معلق دیکھے،میرا جو مرید شہید ہوتا تھا۔اس کی روح ایک ہودج میں ڈال کر آسمان پر لے جاتے تھے۔جب آٹھ ہودج چلے گئے اور صرف ایک ہی باقی رہ گیا تو میں نے خیال کیا کہ یہ ہودج میرے لئے ہے۔مگر اسی وقت ایک کافر شخص آیا اور کہنے لگا کہ جنید آپ بغداد میں جا کر لوگوں کو راہ راست پر لائیں۔یہ نواں ہودج میرے لئے ہے۔یہ کہا اور میرے ہاتھ پر مسلمان ہوا،پھر اپنی فوج کی طرف الٹا اور آٹھ کافروں کو قتل کر کے شہید ہوگیا۔اس کی روح اس ہودج میں رکھ دی گئی۔(ایضاً ص ۲۰۴)

☆......نقل ہے کہ ایک دفعہ ایک سید صاحب نے جن کو ناصری کہا کرتے تھے حج کا ارادہ کیا۔جب بغداد پہنچا تو آپ کی زیارت کے لئے آیا۔آپ نے پوچھا تم کون ہو۔کس کی اولاد ہو۔اور کہاں کے رہنے والے ہو۔اس نے جواب دیا۔سید ہوں۔

Marfat.com

گیلان کا رہنے والا ہوں ۔آپ نے فرمایا تمہارے دادا حضرت علی کرم اللہ وجہہ دو تلواریں چلایا کرتے تھے۔ایک کفر پر اور دوسری اپنے نفس پر۔تم ان کی اولاد ہو، کونسی تلوار چلاتے ہو۔ یہ سن کر وہ بچارا بے تاب ہو کر گر پڑا۔اور رو کر کہنے لگا کہ میرا جی نہیں ہوگا۔ مجھ کو خدا کی راہ بتائیں ۔آپ نے فرمایا کہ تمہارا سینہ خدا تعالیٰ کا حرم خاص ہے۔ اس میں اس کے غیر کو جگہ نہ دو۔ (ایضاً ص ۲۰۵)

کلمات طیبہ: فرماتے ہیں کہ جو شخص اپنے نفس کو پہچان لے ،اس پر عبودیت آسان ہو جاتی ہے۔اور جس نے خدا کو نہ پہچانا وہ کبھی خوش نہ ہوگا۔

☆......فرماتے ہیں کہ جو شخص چاہے کہ اس کا دین سلامت رہے۔اور بدن آرام سے اور دل عافیت میں رہے۔اس کو لازم ہے کہ وہ لوگوں سے علیحدہ رہے۔ کیونکہ عقلمند وہی ہے، جو تنہائی اختیار کرے۔

☆......فرماتے ہیں کہ اگر تمام دنیا کسی شخص کے پاس ہو تو اس کو کوئی نقصان نہیں ۔لیکن اگر اس کے دل میں ذرہ بھر بھی حرص ہوگی تو نقصان ہوگا۔

☆......فرماتے ہیں کہ بندہ وہ ہے۔ جو کسی سے شکایت نہ کرے اور نہ ہی مذمت کرنے میں کوتاہی کرے۔

☆......فرماتے ہیں کہ عالم لوگوں کا علم دو حرفوں میں ہے۔تصحیح ملت اور تجرید خدمت

☆......فرماتے ہیں کہ جس کی زندگی نفس سے ہے۔اس کی موت جان نکلنے سے ہوتی ہے۔مگر جس کی زندگی خدا تعالیٰ سے ہے۔وہ طبعی زندگی سے اصلی زندگی کی طرف انتقال کرتا ہے۔

Marfat.com

☆......فرماتے ہیں کہ جو آنکھ حق تعالیٰ کی قدرت اور حکمت کو نہ دیکھے، اس کا اندھا ہونا بہتر ہے۔ اور جو زبان ذکر حق میں مصروف نہ ہو، اس کا گونگا ہونا اچھا ہے۔ اور جو کان حق بات نہ سنے، اس کا بہرہ ہونا اچھا ہے اور جو بدن اس کی خدمت نہ کرے، اس کا مر جانا بہتر ہے۔

☆......فرماتے ہیں کہ جس شخص نے اپنے عمل پر اعتبار کیا، اس کا پاؤں ڈگمگا جاتا ہے۔ جس نے اپنے مال پر بھروسا کیا وہ نقصان میں پڑ گیا۔ جس نے خدا پر بھروسا کیا وہ عزت اور بزرگی والا بن گیا۔

☆......فرماتے ہیں کہ صوفی وہ ہے۔ جس کا دل حضرت ابراہیم علیہ السلام کی طرح دنیا کی دوستی سے سلامت اور فرمان الٰہی کو ماننے والا ہو۔ اور تسلیم حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی طرح ہو شوق حضرت موسیٰ علیہ السلام کی مانند اور اخلاص جناب رسول خدا ﷺ کی مانند ہو۔

☆......فرماتے ہیں کہ تصوف ایک نعمت ہے۔ جس میں بندے کی اقامت ہے اور تصوف یہ ہے کہ بغیر علائق کے خدا کے ساتھ ہو اور تصوف یہ ہے کہ تجھ کو تجھ سے مار دیا جائے اور آپ زندہ کرے۔

☆......پھر فرمایا کہ تصوف ذکر ہے پھر وجد ہے. پھر نہ یہ ہے نہ وہ ہے اور کچھ باقی نہیں رہتا ہے۔

☆......ذات تصوف کے متعلق آپ سے پوچھا گیا تو فرمایا کہ تم اس کا ظاہر ہی لئے رہو۔ ذات کی بابت کچھ نہ پوچھو۔ کیونکہ صوفی وہ لوگ ہیں۔ جن کا قیام اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہے۔ اور وہی جانتا ہے۔ (ایضاً ص ۲۰۰۰)

Marfat.com

عمدہ جانور: نقل ہے کہ ایک شخص ایک دفعہ آپ کے مریدوں میں داخل ہوا۔ چند روز تک رہا۔ نماز کے سوا کسی وقت سر نہ اٹھایا۔ پھر اٹھ کر چلا گیا۔ آپ نے ایک مرید کو اس کے پیچھے پیچھے جانے کا اشارہ کیا اور کہا کہ اس سے پوچھو کہ صوفی جو صفا سے موصوف ہے۔ اس کو کس طرح پاتا ہے جس کا وصف نہیں۔ جب مرید نے حسب الارشاد جا کر اس سے دریافت کیا تو اس نے کہا کہ بے وصف ہو جاؤ تا کہ بے وصف کو پاؤ۔ یہ سن کر آپ اس کی عظمت میں محو ہو گئے اور فرمایا کہ نہایت عمدہ جانور تھا۔ مگر ہم نے اس کی قدر نہ پہچانی۔ (تذکرۃ الاولیاء ص ۲۰۵)

ملفوظات مبارکہ: فرماتے ہیں کہ عارف وہ ہے جس کے دل سے حق تعالیٰ کلام کرے۔ مگر عارف خاموش رہے۔ پھر فرمایا کہ عارف وہ ہے، جو درجات میں اس طرح پھرے کہ کوئی چیز اس کی حجاب نہ ہو۔

☆......فرماتے ہیں کہ معرفت دو قسم کی ہوتی ہے۔ اول، معرفت تعرف اور دوم، معرفت تعریف۔ چنانچہ معرفت تعرف وہ ہے کہ جس میں اپنے آپ کو ان کا آشنا کرے۔ اور معرفت تعریف یہ ہے کہ ان کو اپنا آشنا کرے۔

☆......معرفت، خدا کی طرف مشغول ہونے کو کہتے ہیں اور معرفت ایک قسم کا امتحان ہے۔ یعنی جو شخص یہ سمجھتا ہے کہ وہ عارف ہے۔ وہ دھوکہ میں ہوتا ہے۔

☆......پھر فرمایا کہ عارف و معروف وہی ہے۔

☆......فرمایا کہ علم ایک محیط چیز ہے اور معرفت بھی محیط ہے۔ پھر خدا کہاں اور بندہ کہاں۔ یعنی علم خدا کو ہے اور معرفت بندے کو اور دونوں ہی محیط۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ

Marfat.com

ایک چیز دوسری کا عکس ہے۔ جب ایک محیط دوسرے محیط میں محو ہو جاتا ہے تو شرک نہیں رہتا اور جب تک خدا اور بندہ کہا جاتا ہے' شرک ہوتا ہے، پس عارف و معروف ایک ہی ہے۔

☆......فرماتے ہیں کہ ابتدا سے لوگ توحید کو لکھ رہے ہیں۔ لیکن ابھی تک کنارہ ہی کی باتیں بیان کرتے ہیں اور کہ توحید خدا کو جاننا اور اس کی قدامت کو حدوث سے تمیز دینا ہے اور غایت توحید انکار توحید ہے۔ مطلب یہ کہ جو شخص توحید کو سمجھے گا۔ وہ خدا کا انکار کر دے گا اور یہ توحید نہیں۔

☆......فرماتے ہیں کہ محبت خدا کی امانت ہے۔ جو محنت عوض سے ہوگی وہ عوض کے بعد جاتی رہے گی۔ محبت صرف دو ہی چیزوں میں ہو سکتی ہے ۔مگر چیزیں ایسی ہونی چاہییں جو ایک دوسری کو اپنا دین سمجھیں .اور جب محبت ٹھیک ہو جائے گی تو شرط بھی اٹھ جائے گی۔

☆......فرماتے ہیں کہ حق تعالیٰ نے صاحب علائق کی محبت کو حرام کر دیا ہے اور خدا کی محبت یہ ہے کہ حق تعالیٰ کی طرف رغبت حد سے بڑھ جائے۔ یہاں تک کہ اپنا آپ فنا ہو جائے۔

☆......فرماتے ہیں کہ مشاہدہ غرق کا نام ہے اور وجد ہلاکت کا۔ لیکن مشاہدہ سب کو مار ڈالتا ہے .اور وجد سب کو زندہ کر دیتا ہے۔ مشاہدہ الوہیت کے قیام اور عبودیت کے زوال کا نام ہے۔ بشرطیکہ تم اپنے آپ کو درمیان میں کچھ نہ سمجھو۔ کسی چیز کا معائنہ اس کی ذات کو پالینے کے ساتھ مشاہدہ ہے اور ہلاکت وجد ہے اور وجد ظہور ذات میں اوصاف کے انقطاع کا نام ہے۔

Marfat.com

☆......فرمایا کہ قرب، وجد میں شامل ہے۔

☆......فرماتے ہیں کہ مراقبہ یہ ہے کہ قضا پر ڈرتا رہے۔

☆......لوگوں نے سوال کیا کہ مراقبہ اور حیا میں کیا فرق ہے۔ فرمایا کہ مراقبہ غائب کا انتظار ہے اور حیا حاضر سے ندامت کا نام ہے۔

☆......فرماتے ہیں کہ عبودیت کی دو خصلتیں ہیں۔ ظاہر و باطن میں ہر طرح خدا کی رضا پر راضی رہنا اور رسول کریم ﷺ کی پوری محبت کے ساتھ اقتدا کرنا۔

☆......عبودیت کے معنی تمام اشغال کو ترک کر کے ایسے کام میں مشغول ہونے کا نام ہے جو اصل فراغت ہے اور لذت میں سکون اور حرکت اور اعتماد کے ترک کر دینے کا نام عبودیت ہے۔ جب یہ دونوں باتیں تم ترک کر دو گے تو حق عبودیت ادا ہو جائے گا

☆......فرماتے ہیں کہ شکر یہ ہے کہ اپنے نفس کو صاحب نعمت نہ سمجھا جائے۔ پھر فرمایا کہ شکر کی ایک علت یہ ہے کہ اس سے اپنے نفس کی ترقی چاہی جائے اور حظ نفس میں خدا کے ساتھ ٹھہرا رہے۔

☆......فرماتے ہیں کہ زہد کی حد مفلس ہونا ہے۔

☆......پھر فرمایا کہ صدق کی حقیقت یہ ہے کہ ایسے کام میں بھی ہمیشہ سچ کہے، جس میں جھوٹ کے بغیر مخلصی کی کوئی راہ نہ ہو۔ مگر ایسا کوئی نہیں جو صدق طلب کرے، مگر نہ پائے۔ اگر مکمل صدق حاصل نہ ہوگا تو کچھ کچھ تو پا ہی لے گا۔

☆......فرماتے ہیں کہ صادق ایک دن میں چالیس مرتبہ ایک حالت سے دوسری حالت میں ہو جاتا ہے مگر ریاکار چالیس سال میں بھی ایک ہی حالت پر رہتا ہے۔

☆......فرماتے ہیں کہ صادق لوگوں کی یہ علامت ہے کہ وہ سوال اور جھگڑا نہیں

Marfat.com

کرتے۔ اگر کوئی ان سے جھگڑا کرے تو وہ خاموش ہو جاتے ہیں۔

☆ ...... فرماتے ہیں کہ تصدیق زیادہ ہوتی ہے، کم نہیں ہوا کرتی۔ مگر زبان کا اقرار نہ کم ہوتا ہے، نہ زیادہ اور عمل ارکان کم بھی ہو سکتا ہے اور زیادہ بھی۔

☆ ...... فرماتے ہیں کہ غایت صبر، توکل ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ الـذيـن صبروا وعلى ربهم يتوكلون اور صبر نفس کو خدا کے ساتھ رکھتا ہے۔ فرماتے ہیں کہ صبر کے معنی یہ ہیں کہ کڑوی چیزوں کو کھا کر منہ نہ بگاڑیں اور توکل بغیر کھانے کے کھانے کا نام ہے اور توکل یہ ہے کہ خدا کے ہو جاؤ۔ جس طرح کہ پیدا ہونے سے پہلے تھے۔ پھر آپ نے فرمایا کہ اس سے پہلے توکل حقیقت تھا، اب علم ہے۔ اور توکل نہ کسب کرنے کا نام ہے نہ ترک کسب کا۔ بلکہ اللہ تعالیٰ کے وعدہ پر دل کو مطمئن رکھنے کا نام ہے۔

☆ ...... فرماتے ہیں کہ یقین کے معنی دل میں ایسے علم کا اقرار پکڑنا ہے جو کسی حال میں بھی دل سے علیحدہ نہ ہو اور اصل یقین یہ ہے کہ نہ رزق کا قصد کرو نہ اس کا غم کرو۔ بلکہ جو کچھ تمہارے ذمہ کیا گیا ہے اس میں مشغول رہو۔ وہ یقیناً تمہارا رزق تم کو بھیج دے گا۔

☆ ...... فرماتے ہیں کہ فتوت یہ ہے کہ درویشوں کا امتحان نہ لیا جائے اور امیروں سے جھگڑا نہ کیا جائے۔

☆ ...... جوانمردی یہ ہے کہ اپنا بوجھ دوسرے پر نہ رکھو اور جو کچھ پاس ہو۔ اس کو خرچ کردو۔

☆ ...... تواضع یہ ہے کہ دونوں جہان والوں پر تکبر نہ کرو اور حق تعالیٰ پر مطمئن رہ کر سب سے مستغنی ہو جاؤ۔

☆ ...... فرماتے ہیں کہ خلق چار چیزوں کا نام ہے۔ سخاوت، الفت، نصیحت اور شفقت

Marfat.com

☆......فرماتے ہیں کہ نیک عادت فاسق کی صحبت، بدخو عالم کی صحبت سے اچھی ہے۔

☆......فرماتے ہیں کہ حیا کے معنی خدا اور دینی تقصیر کو دیکھنے کا نام ہے۔ ان دونوں کو مدنظر رکھنے سے جو حالت ہوتی ہے۔ اس کو حیا کہتے ہیں۔

☆......فرماتے ہیں کہ رضا کے معنی اختیار کو اٹھا دینے کے ہیں اور رضا یہ ہے کہ بلا کو نعمت سمجھو۔

☆......فرماتے ہیں کہ روزہ نصف طریقت ہے۔

☆......فرمایا کہ توبہ کے تین معنی ہیں۔ اول ندامت۔ دوم عادت کو ترک کرنے کا پکا ارادہ اور سوم اپنے کو مظالم اور خصومت سے پاک کرنا۔

☆......فرمایا کہ ذکر کی حقیقت یہ ہے کہ ذکر ذکر میں اور ذکر مذکور میں فنا ہو جائے۔

☆......فرمایا کہ مکر یہ ہے کہ اگر ایک شخص پانی پر چلتا ہو، ہوا میں اڑتا ہو اور سب لوگ اس کی تصدیق کرتے ہوں، یہ باتیں اس کے لئے مکر ہیں۔

☆......فرماتے ہیں کہ مرید کا مکر سے بے خوف ہونا اس کے لئے گناہ کبیرہ ہے۔ واصل کا بے خوف ہونا کفر ہے۔

☆......لوگوں نے پوچھا کہ آدمی کو سماع سے اضطراب کیوں ہو جاتا ہے۔ فرمایا کہ جب اللہ تعالیٰ نے اولاد آدم سے ازل کے دن الست بربکم کا خطاب فرمایا تو تمام ارواح لذت خطاب میں مستغرق ہو گئی تھیں۔ جب آدمی سماع سنتا ہے تو وہی خیال ان کے دل میں آجاتا ہے۔ اور اضطراب کا موجب بنتا ہے۔

☆......آپ سے تصوف کے معنی پوچھے گئے تو فرمایا کہ دل کو رجوع خلق سے صاف کرنا اور صفات بشریت کو دل سے محو کرنا۔ خواہشات نفسانی کو ترک کرنا اور صفات

Marfat.com

روحانی پر پہنچ جانا۔تمام امت کو نصیحت کرنا اور شریعت میں جناب رسالت مآب ﷺ کی پوری اور سچی متابعت کرنا۔

☆......پھر فرمایا کہ تصوف ایک غیرت ہے، جس میں کسی کی گنجائش نہیں۔ کسی نے پوچھا کہ صوفی کے لیے سب سے بڑی برائی کونسی ہے تو فرمایا کہ بخل۔

☆......توحید کے معنی دریافت کرنے پر فرمایا کہ اس میں ناچیز ہو جانا اور علوم کا اس میں ناامید ہو جانا، جس طرح کہ خدا تعالیٰ ہمیشہ تھا، وہی رہے۔ پھر فرمایا کہ بندگی کی صفات، ذلت، عجز اور ضعف ہیں۔ مگر اللہ تعالیٰ کی صفات، عزت اور قدرت ہیں۔ جو شخص صفات میں گم ہو جائے یا ان کو جدا کر دے وہ موحد ہے۔ پھر فرمایا کہ یقین کا نام توحید ہے۔

☆......تجرید کے متعلق سوال کیا تو فرمایا کہ ظاہر خرابیوں سے باطن پاک و صاف ہو۔

☆......محبت کے متعلق فرمایا کہ صفات محبت کی صفات محبوب ہو جائیں۔

☆......تفکر کے معنی پوچھے تو فرمایا کہ تفکر چند قسموں کا ہوتا ہے۔

اول۔آیات خدا میں تفکر کرنا، اس سے معرفت الٰہی حاصل ہوتی ہے۔

دوم۔نعمائے الٰہی میں تفکر کرنا، جس سے محبت الٰہی پیدا ہوتی ہے۔

سوم۔حق تعالیٰ کے وعدے میں تفکر کرنا، جس سے اللہ تعالیٰ کی ہیبت ظاہر ہوتی ہے۔

چہارم۔صفات نفس اور نفس کے ساتھ احسان الٰہی کے بارہ میں تفکر کرنا، جن میں حق تعالیٰ سے حیا پیدا ہوتی ہے۔

☆......آپ سے حقیقت مراقبت کے متعلق پوچھا گیا تو فرمایا کہ وہ حالت ہے کہ مراقبہ کا انتظار کرے اور اس کے وقوع سے نہ ڈرے۔

Marfat.com

☆......لوگوں نے صادق۔صدیق اور صدق کے متعلق پوچھا تو فرمایا کہ صدق صادق کی صفت ہے۔اور صادق وہ ہے کہ جب تم اس کو دیکھو تو اس کو ویسا ہی پاؤ جیسا کہ تم نے سنا اور ہمیشہ اس کو ویسا ہی پاؤ

☆......صدیق وہ ہے جو کہ افعال، اقوال اور احوال میں ہمیشہ صدق رکھے۔

☆......اخلاص کے متعلق پوچھا، تو فرمایا کہ اخلاص فرض میں فرض، نفل میں نفل ہے۔ اپنے فعل کو بالکل فنا کر دینا۔ اور سب کچھ اسی کی طرف سے سمجھنا۔ اور خلق کو خدا اور نفس کے معاملہ میں بالکل الگ کر دینا۔

☆......خوف کے معنی آپ سے پوچھے، تو فرمایا کہ ہر وقت عذاب وعقوبت کا منتظر رہنا۔شفقت کے معنی پوچھے تو فرمایا کہ یہ ایک خوشی ہے۔جو لوگ اس کو طلب کریں۔ان کو دو۔اور ایسا بوجھ ان پر نہ ڈالو، جس کو وہ نہ اٹھا سکیں۔نہ ہی ایسی بات ان سے کہو، جس کو وہ نہ سمجھ سکیں۔

☆......پوچھا کہ تنہائی کب ٹھیک ہے۔فرمایا کہ جب تم اپنے نفس سے تنہائی اختیار کر لو۔

☆......پوچھا گیا کہ ہم کس کی صحبت میں رہیں تو فرمایا کہ اس کی صحبت میں رہو۔جو تمہارے ساتھ نیکی کر کے بھول جائے اور اگر تم اس کے ساتھ برائی کرو تو معاف کر دے۔

☆......پوچھا کہ بندہ کون ہے۔فرمایا کہ وہ جو دوسروں کی بندگی سے آزاد ہو۔

☆......پوچھا کہ تواضع کیا ہے۔فرمایا کہ سر اور پہلو نیچے رکھنا۔

☆......پوچھا گیا کہ حجاب کتنے ہیں۔فرمایا کہ تین حجاب یعنی نفس۔خلق۔اور دنیا عام حجاب ہیں۔اور خاص حجاب بھی تین ہیں۔طاقت۔ثواب اور کرامت کا خیال۔

Marfat.com

☆...... پوچھا کہ مومن اور منافق کے دل میں کیا فرق ہے۔ فرمایا کہ ایک ساعت میں مومن کا دل ستر ۷۰ درجے طے کر لیتا ہے۔ مگر منافق کا دل ستر ۷۰ سال میں بھی ایک درجہ طے نہیں کر سکتا۔ (ایضاً ص ۲۰۹)

کمالِ وصال: آپ کی وفات کا وقت قریب آیا تو فرمایا کہ مجھے وضو کرا دو۔ چنانچہ ایسا ہی کیا گیا۔ لیکن وضو میں انگلیوں کا خلال کرانا بھول گئے۔ آپ کی یاد دہانی پر خلال کرایا گیا۔ پھر آپ سجدہ میں پڑ کر رونے لگے۔ لوگوں نے آپ کی بزرگی اور اطاعت کا ذکر کرتے ہوئے رونے کی وجہ پوچھی تو فرمایا کہ جنیدؒ اس وقت سے زیادہ کسی وقت محتاج نہ تھا۔ پھر قرآن کی تلاوت شروع کی۔ ایک مرید نے پوچھا تو فرمایا کہ اس سے بہتر میرے لئے کیا ہوگا۔ جب کہ میرا نامہ اعمال ختم کیا جا رہا ہے۔

(تذکرۃ الاولیاء ص ۲۰۹)

جب آپ کی نزع کا وقت آیا۔ تو لوگوں نے کہا کہ اللہ اللہ کہیں فرمایا کہ میں بھولا نہیں ہوں کہ تم یاد کراتے ہو۔ پھر تسبیح پڑھنا شروع کی اور آخر بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کہہ کر جاں بحق تسلیم ہو گئے۔ ﴿انا للہ وانا الیہ راجعون﴾

ہاتف کی آواز: آپ کے غسل دینے کے وقت جب غسال نے آپ کی آنکھوں میں پانی پہنچانا چاہا تو ہاتف نے آواز دی کہ ہمارے دوست کی آنکھ سے ہاتھ اٹھا لے۔ کیونکہ جو آنکھ ہمارے ذکر میں بند ہوتی ہے۔ وہ ہمارے دیدار کے لئے کھلی رہے گی۔ جب آپ کا جنازہ اٹھایا گیا تو ایک سفید کبوتر کو دیکھا۔ جو آپ کے جنازے کے ایک گوشہ پر بیٹھ گیا۔ لوگوں نے کبوتر کو اڑانے کی بہت کوشش کی۔ مگر بے سود۔ آخر کبوتر

Marfat.com

نے آواز دی کہ تم لوگ شور وغوغا نہ کرو۔ آج جنید رحمۃ اللہ علیہ کا جسم فرشتوں کے نصیب میں ہے۔ اگر تم لوگ نہ ہوتے تو ان کا جسم سفید باز کی طرح ہوا میں اڑ گیا ہوتا۔ (ایضاً ص۲۱۰)

عالم برزخ میں: ایک شخص نے آپ کو خواب میں دیکھا اور پوچھا کہ نکیرین کے سوال کا جواب آپ نے کیوں کر دیا۔ فرمایا جب انہوں نے ''من ربک'' کا سوال کیا تو میں ہنسا اور کہا۔ جس نے بادشاہ کو ''الست بربکم'' کے جواب میں ''بلیٰ'' کہا ہو۔ وہ تمہاری ہیبت سے نہیں ڈرتا۔ اب تم پوچھنے آئے ہو کہ تیرا خدا کون ہے۔

☆...... کسی اور بزرگ نے آپ کو خواب میں دیکھ کر پوچھا کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے ساتھ کیا سلوک کیا۔ فرمایا کہ اس نے محض رحمت کی۔ میری تمام اطاعات کو بیکار کر دیا۔

☆...... ایک اور بزرگ فرماتے ہیں کہ میں نے آپ کو خواب میں دیکھ کر پوچھا تو فرمایا کہ سوائے ان دو رکعتوں کے جو میں آدھی رات کو اٹھ کر پڑھا کرتا تھا کسی طاعت نے فائدہ نہ دیا۔

☆...... حضرت شبلی رحمۃ اللہ علیہ سے ایک دفعہ کسی نے اس وقت کوئی مسئلہ پوچھا جب حضرت شبلی رحمۃ اللہ علیہ آپ کی قبر کے پاس کھڑے تھے۔ چنانچہ حضرت شبلی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ بزرگوں کی حالت حیات ووفات میں یکساں ہوتی ہے۔ مجھے ان کی قبر کے سامنے جواب دیتے ہوئے شرم آتی ہے۔ کیونکہ میں ان کی حالت حیات میں ان سے شرم کرتا تھا۔ (ایضاً ص۲۱۰)

☆......☆......☆

Marfat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حضرت خواجہ

ابوالحسن خرقانی

رحمۃ اللہ علیہ

Marfat.com

ابتدائی حالات: آپ کی ذات بابرکات مجمع الصفات تھی۔ آپ سلطان المشائخ اور قطب وقت تھے۔ معرفت توحید اور تحقیق میں کامل تھے۔ ہر وقت آپ مشاہدہ الٰہی میں رہا کرتے تھے۔ نہایت عالی ہمت اور بلند پایہ بزرگ تھے۔ درگاہ باری تعالیٰ کے نہایت ناز پروردہ تھے۔ آپ کا اصلی نام علی اور کنیت ابوالحسن تھی۔

شیخ بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ ہر سال دھنسان میں تشریف لے جاتے۔ کیونکہ وہاں شہید لوگوں کے مزار تھے۔ جب خرقان پہنچتے تو کھڑے ہو کر سانس بھرتے۔ مریدوں نے عرض کیا کہ یہ کیا ماجرا ہے۔ فرمایا کہ میں اس جگہ میں ایک مرد خدا کی خوشبو پاتا ہوں۔ جو تین درجہ مجھ سے آگے ہوگا۔ وہ عیال کا بار اٹھائے گا اور کھیتی باڑی کرے گا

ابتدا میں آپ بارہ سال تک ہر روز خرقان میں عشاء کی نماز با جماعت پڑھ کر حضرت بایزید رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت کو تشریف لے جاتے۔ وہاں پہنچ کر فرماتے کہ خداوندا، اس نعمت میں سے ابوالحسن کو بھی حصہ عطا فرما جو تو نے بایزید رحمۃ اللہ علیہ کو بخشی ہے، پھر وہاں سے لوٹ کر آتے اور صبح کی نماز خرقان میں جماعت کے ساتھ ادا کرتے۔ واپسی کے وقت پچھلے قدموں پر آتے تا کہ حضرت بایزید رحمۃ اللہ علیہ کے مزار کی طرف پشت نہ ہو۔ بارہ سال کے بعد حضرت بایزید رحمۃ اللہ علیہ کے مزار مبارک سے آواز آئی کہ ابوالحسن تمہارے بیٹھنے کا وقت آگیا ہے۔ آپ نے جواب دیا کہ میں امی ہوں۔ آپ ہمت کریں۔ میں رموز شریعت زیادہ نہیں جانتا۔ جواب ملا کہ ابوالحسن جو کچھ مجھ کو ملا وہ تمہاری برکت سے عطا ہوا ہے۔ آپ نے جواب دیا کہ یہ کیسے، جب کہ آپ مجھ سے تقریباً چالیس سال پہلے ہوئے ہیں۔ جواب ملا کہ مجھ کو خرقان میں ایک نور نظر آیا کرتا تھا۔ جو

Marfat.com

آسمان تک پہنچتا تھا۔ میں تیس سال تک ایک حاجت لے کر درگاہ الٰہی میں کھڑا رہا۔ آخر آواز آئی کہ اس نور کو شفیع لاؤ تاکہ تمہاری حاجت پوری کی جائے۔

نقل ہے کہ ایک دفعہ آپ کا ایک باغ دریا کے سیلاب سے بہہ گیا۔ لیکن جب دریا کا سیلاب کم ہوا تو وہ سب چاندی ہی چاندی کا بنا ہوا تھا۔ آپ نے توجہ نہ کی۔ دوسرے سال پھر ایسا ہی ہوا اور اب کی دفعہ سیلاب میں سب کچھ سونا نظر آیا۔ مگر پروانہ کی۔ تیسرے سال پھر ایسا ہی ظہور میں آیا۔ مگر اب کی دفعہ لعل و جواہر پائے۔ آپ نے دیکھ کر کہا کہ خداوندا، بوالحسن ان چیزوں پر فریفتہ نہ ہوگا۔ (تذکرۃ الاولیاص ۲۶۹)

کرامت دست مبارک: ایک دن شیخ المشائخ آپ کے پاس آئے۔ پانی کا بھرا ہوا طاس آپ کے سامنے رکھا ہوا تھا۔ شیخ المشائخ نے اس طاس میں ہاتھ ڈال کر ایک زندہ مچھلی باہر نکالی اور آپ کے سامنے رکھ دی۔ آپ نے اس مچھلی کو اٹھا کر ایک گرم تنور میں مع اپنے ہاتھ کے ڈال دیا اور کچھ دیر کے بعد مچھلی کو زندہ نکال لیا۔ آپ کے ہاتھ کو ذرا بھی آنچ نہ آئی۔ پھر فرمایا کہ پانی سے زندہ مچھلی نکالنا آسان ہے یا تنور سے۔ اس کے بعد شیخ المشائخ سے کہا کہ آؤ۔ اس گرم تنور میں کود پڑیں اور دیکھیں کہ کون زندہ نکلتا ہے۔ آخر شیخ المشائخ چپ ہو گئے۔ (ایضاً ص ۲۶۹)

ابوالحسن کا نام لے لینا: ایک بار کچھ لوگ سفر کو چلے تو انہوں نے عرض کیا کہ حضرت ہم سفر پر جاتے ہیں۔ کوئی ایسی دعا بتا دیں کہ پیش آنے والی بلا سے محفوظ رہیں۔ آپ نے فرمایا کہ ایسی بلا کے موقع پر ابوالحسن کا نام لے لینا۔ مگر ان لوگوں کو یہ بات پسند نہ آئی اور چلے گئے۔ اتفاقاً راہ میں ڈاکوؤں سے مقابلہ ہو گیا۔ سب لوگ خدا کا

Marfat.com

نام لینے اور بچاؤ کی دعا مانگنے لگے۔صرف ایک شخص نے آپ کا نام لیا۔خداوند کریم نے چوروں کی نظر سے اس کو چھپا دیا اور اس کا تمام سامان بھی محفوظ رہا اور دوسرے لوگ لٹ گئے۔چوروں کے چلے جانے کے بعد ان لوگوں نے افسوس کیا کہ ہم نے کیوں ابوالحسن رحمۃ اللہ علیہ کا نام نہ لیا۔سفر سے آکر آپ سے وجہ پوچھی کہ باوجود اللہ کا نام لینے کے ہمیں نجات کیوں نہ ملی۔مگر آپ کا نام لینے والا محفوظ رہا۔فرمایا کہ تم لوگ اللہ تعالیٰ کو مجازاً پکارتے ہو۔مگر ابوالحسن کو حقیقی طور پر یاد کیا گیا تھا۔(ایضاً ص ۲۷۰)

قطب عالم کی زیارت: نقل ہے کہ آپ کے ایک مرید نے آپ سے اجازت چاہی کہ میں کوہ لبنان میں جا کر قطب عالم کی زیارت کا شرف حاصل کروں۔آپ نے اجازت دیدی۔جب وہ شخص منزل مقصود پر پہنچا تو دیکھا کہ کچھ لوگ قبلہ کی طرف منہ کئے بیٹھے ہیں۔سامنے ایک جنازہ رکھا ہے۔اس نے پوچھا کہ جنازہ کیوں نہیں پڑھتے۔ان لوگوں نے کہا کہ قطب عالم کا انتظار ہے۔مرید خوش ہوگیا۔تھوڑی دیر کے بعد مرید نے دیکھا کہ اس کے شیخ یعنی ابوالحسن خرقانی تشریف لا رہے ہیں۔جن کو دیکھتے ہی اس پر دہشت طاری ہوگئی اور اس وقت تک بے ہوش رہا۔جب تک کہ میت کو دفن کرنے کے بعد شیخ چلے نہ گئے۔ہوش آنے پر اس نے پوچھا کہ یہ کون شخص تھا۔لوگوں نے کہا کہ شیخ ابوالحسن خرقانی تھے۔پوچھا کہ پھر آئیں گے۔انہوں نے کہا کہ پانچوں وقت کی نماز جماعت کے ساتھ یہیں ادا کرتے ہیں۔چنانچہ اس نے کہا کہ میں ان کا مرید ہوں۔مجھ سے قطب عالم کی زیارت کی اجازت طلب کرنے کا گناہ ہوگیا ہے۔جب شیخ آئیں تو میری سفارش کرنا کہ مجھ کو خرقان میں لے جائیں، چنانچہ نماز کے

Marfat.com

وقت پر شیخ تشریف لائے۔ نماز کے بعد میں نے ان کا دامن پکڑ لیا۔ اور معذرت طلب کی، فرمایا۔ شرط یہ ہے کہ جو کچھ تو نے دیکھا، اس کا اظہار نہ کرنا۔ (ایضاً ص ۲۷۰)

حدیث کی پہچان: فرماتے ہیں کہ جب کوئی شخص حدیث بیان کرتا ہے تو میری آنکھیں اس وقت آنحضرت ﷺ کے ابرو مبارک پر لگی رہتی ہیں۔ جس حدیث پر آپ ابرو کھینچ لیتے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ وہ حدیث صحیح نہیں ہے۔ (ایضاً ص ۲۷۰)

آپ کبھی سماع نہ سنا کرتے تھے۔ ایک دفعہ شیخ ابو سعید ابو الخیر رحمۃ اللہ علیہ کی مجلس میں تشریف فرماتھے کہ ابو سعید رحمۃ اللہ علیہ نے کہا۔ اگر اجازت ہو تو کچھ پڑھیں۔ آپ نے فرمایا کہ اگرچہ میں سماع نہیں سنتا۔ لیکن خیر تمہاری مرضی ہے تو ایسے ہی سہی۔ غرض قوال نے ایک شعر پڑھا۔ شیخ ابو سعید رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ اٹھنے کا وقت ہے۔ آپ فوراً کھڑے ہوئے۔ تین بار آستین کو ہلایا اور زمین پر پاؤں مارا۔ اسی وقت تمام درو دیوار اور مکان رقص میں آ گئے۔ شیخ ابو سعید نے کہا کہ بس کیجیے۔ ورنہ تمام بنیاد خراب ہو جائے گی۔ اور پھر کہا کہ خدا کی قسم بس کیجیے۔ آسمان و زمین آپ کے ساتھ رقص کرنے لگیں گے۔ شیخ نے فرمایا کہ سماع اسی کے لئے درست ہے۔ جو اوپر کی طرف عرش تک اور نیچے تحت الثریٰ تک جگہ کشادہ دیکھے۔

بوعلی سینا سے ملاقات: شیخ بوعلی سینا آپ کا شہرہ سن کر خرقان پہنچے۔ مگر آپ کہیں باہر تشریف لے گئے ہوئے تھے۔ آپ کی بیوی سے پوچھا کہ شیخ کہاں ہیں۔ اس نے کہا کہ اس ملحد و زندیق کا کیا پوچھتے ہو۔ ان الفاظ سے بوعلی سینا کا اعتقاد کچھ سست ہو گیا۔ کہ جب بیوی ہی ان کی منکر ہے تو اوروں کا کیا ذکر۔ غرض باہر چلے گئے۔ دیکھا

Marfat.com

کہ جنگل میں ایک شیر پر سوار اور کچھ بوجھ رکھے ہوئے تشریف لا رہے ہیں۔ بوعلی سینا نے پوچھا کہ یہ کیا حالت ہے۔ فرمایا کہ اگر ہم عورت کا بار نہ اٹھائیں تو شیر ہمارا بوجھ کب اٹھا سکتے ہیں۔ اس قول کو سن کر آپ کا اعتقاد پھر بحال ہو گیا۔ (تذکرۃ الاولیاص ۱۷۲)

ایمان افروز واقعات: نقل ہے کہ وزیر بغداد عضد الدولہ کے پیٹ میں سخت درد پیدا ہوا۔ ہر چند علاج کیا مگر کوئی فائدہ نہ ہوا۔ آخر کار آپ کی جوتیوں سے اس کے پیٹ کو دبایا گیا تو آرام ہو گیا۔

☆......نقل ہے کہ محمود غزنوی شیخ کی زیارت کے لئے خرقان پہنچا اور شہر کے باہر سے شیخ کی طرف پیغام بھیجا کہ سلطان، غزنی سے یہاں تک پہنچ گیا ہے۔ تم گھر سے نکل کر اس کا استقبال کرو۔ اور اگر وہ انکار کریں تو اطیعو اللہ واطیعو الرسول واولی الامر پڑھنا۔ چنانچہ قاصد نے ایسا ہی کیا۔ مگر آپ نے پھر بھی انکار کیا۔ اور کہا کہ اطیعو الله میں ہی اس قدر گم ہوں کہ اطیعو الرسول تک نہیں پہنچ سکا۔

اندریں حالات اولی الامر کا کیا ذکر۔ یہ بات سنکر محمود غزنوی نے کہا کہ خدا کی قسم یہ شخص ان لوگوں میں سے ہرگز نہیں۔ جن کا ہم گمان کرتے تھے۔ پھر اپنا لباس اور سواری ایاز کو دے دی اور ایاز کا لباس خود پہن کر اپنے آپ کو جناب شیخ کے در دولت پر پہنچایا اور سلام کیا۔ شیخ نے جواب دیا۔ مگر تعظیم کو کھڑے نہ ہوئے۔ اور نہ اس سے کلام کیا۔ پوچھا، کیا وجہ ہے۔ فرمایا یہ سب تمہارا جال ہے۔ اور میں اس میں نہیں پھنس سکتا۔ پھر محمود کا ہاتھ پکڑ کر بٹھایا۔ اور باقی سب کو باہر نکال دیا۔ محمود نے کہا کہ حضرت خواجہ بایزید رحمۃ اللہ علیہ کی نسبت کچھ فرمائیں۔ آپ نے فرمایا کہ حضرت خواجہ بایزید نے فرمایا

Marfat.com

ہے کہ جس نے مجھ کو دیکھا وہ شفاعت سے بے خوف ہو گیا۔ محمود نے کہا کہ کیا حضرت خواجہ بایزید، پیغمبر خداﷺ سے بھی بڑھ کر ہیں۔ ابو جہل اور ابولہب نے ان کو دیکھا۔ مگر انکی شفاعت نہ کی گئی۔ فرمایا کہ ادب کرو۔ پیغمبر خداﷺ کو سوائے ان کے صحابہ کرام کے اور کسی نے نہ دیکھا۔ اس کی دلیل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ تراھم ینظرون الیك وھم لا یبصرون محمود کو یہ بات پسند آئی اور عرض کیا کہ مجھ کو کچھ نصیحت فرمائیں۔ فرمایا کہ چار باتوں کا خیال رکھو۔ ممنوعات سے پرہیز کرو۔ جماعت کے ساتھ نماز پڑھو۔ سخاوت کو شیوہ بناؤ اور خلق خدا پر شفقت رکھو۔ پھر فرمایا کہ اللہ تعالیٰ تمہاری عاقبت کو محمود کرے۔ اس کے بعد محمود نے اشرفیوں کی تھیلی نذر کی اور کہا کہ قبول کریں۔ آپ نے فوراً جو کی روٹی جو خشک تھی سامنے رکھ دی اور کھانے کا حکم دیا۔ محمود جب کھانے لگا تو روٹی حلق میں اٹکنے لگی۔ آپ نے فرمایا کہ روٹی حلق میں اٹکتی ہے؟ محمود نے کہا کہ ہاں۔ فرمایا کہ تم چاہتے ہو کہ تمہاری طرح یہ اشرفیوں کی تھیلی ہمارے حلق میں اٹکتی رہے؟ بس ان کو اٹھا لو۔ ہم اس کے خواہشمند نہیں ہیں۔ پھر محمود نے کہا کہ مجھ کو اپنی کوئی یادگار عنایت فرمائیں، آپ نے ایک پیراہن دے دیا۔ پھر رخصت کے وقت شیخ نے اٹھ کر تعظیم دی۔ محمود نے پوچھا کہ میرے آنے کے وقت آپ نے تعظیم نہیں کی۔ اب کیا سبب ہے۔ فرمایا کہ اس وقت تم غرور شاہی کے ساتھ آئے تھے۔ مگر اب انکسار اور درویشی کے ساتھ جاتے ہو۔ جس کی تعظیم میرے لئے ضروری ہے۔

(ایضاً ص ۱۷۲)

☆...... کہتے ہیں کہ جب محمود نے سومنات کے میدان میں اپنی افواج کو بزدل دیکھا اور اسے خوف ہوا کہ شاید شکست نہ ہو جائے تو زمین پر سر بسجدہ گر پڑا اور وہی

Marfat.com

پیراہن جو ہر وقت ساتھ رکھتا تھا۔ نکال کر رکھ لیا۔ اور دعا کی خداوندا، اسی پیراہن والے کے طفیل فتح ونصرت عطا کر۔ چنانچہ تاریخ شاہد ہے کہ دعا کے بعد محمود اٹھا تو اس کی فوج کی حالت کچھ سے کچھ ہو چکی تھی۔ دفعتہً حملہ کیا اور میدان کو فتح کر لیا۔ رات کو خواب میں دیکھا کہ شیخ فرما رہے ہیں۔ محمود، تم نے ہمارے پیراہن کی آبرو درگاہ الٰہی میں کھودی۔ اگر تم چاہتے تو تمام کافر اس کی بدولت مسلمان ہو جاتے۔ (ایضاً ص ۲۷۲)

☆...... ایک رات آپ نماز پڑھ رہے تھے۔ آواز سنی کہ اے ابوالحسن، تمہارا جو حال ہے وہ ہم خوب جانتے ہیں۔ ہم وہ خلق کو کہہ دیں گے۔ آپ نے جواب دیا۔ خداوندا، تیری مرضی ایسی ہے تو ایسی ہی سہی۔ میں بھی تیرے کرم اور تیری رحمت کے متعلق جو کچھ جانتا ہوں، خلقت کو کہہ دوں گا تا کہ تجھ کو کوئی سجدہ ہی نہ کرے۔ آواز آئی کہ نہ تم ہمارا راز کہو اور نہ ہم تمہارا راز بیان کریں گے۔ فرماتے ہیں کہ اگر وہ حالت جو میری اس کے ساتھ ہے خلقت سے بیان کر دوں تو وہ عمل سے ہاتھ اٹھا لیں اور اگر وہ حالت بیان کروں۔ جو اس کی میرے ساتھ ہے تو اس کی مثل ایسی ہو گی، جیسے کہ روئی کے ڈھیر میں آگ کی چنگاری۔ مگر میں پسند نہیں کرتا کہ اپنے آپ میں ہو کر اس کی بات کو زبان سے کہوں اور شرم آتی ہے کہ اس کے سامنے کھڑا ہو کر اس کی بات بیان کروں۔ میں اس قافلے میں سے نہیں ہوں، جس کے سردار سرور کائنات ﷺ نہیں ہیں۔ (ایضاً ص ۲۷۳)

نازونیاز: فرماتے ہیں کہ میرے دل میں ندا آئی کہ اے ابوالحسن، خداوندی کے سوا باقی سب کچھ تجھ کو دیدونگا، میں نے عرض کیا کہ الٰہی اس لینے دینے کے جھگڑے میں بیگانوں کی باتیں ہیں۔ درمیان سے اڑا دے۔ فرمایا کہ لوگ وہ حال بیان کرتے

Marfat.com

ہیں جوان کو حق تعالیٰ کے ساتھ ہوتا ہے۔ مگر ابوالحسن وہ باتیں بیان کرتا ہے جو حق تعالیٰ کی اسکے ساتھ ہیں۔ تیس سال ہوئے لوگ سمجھتے ہیں کہ میں ان سے باتیں کر رہا ہوں۔ حالانکہ میں نے ان سے کوئی بات نہیں کی۔ بلکہ باطن میں حق تعالیٰ سے متوجہ تھا۔ فرماتے ہیں کہ چت لیٹا ہوا تھا کہ میرے منہ میں کوئی چیز قطرہ قطرہ ٹپکنے لگی اور اس کی حلاوت میرے باطن میں ظاہر ہوئی۔ فرماتے ہیں کہ میرا مواخذہ حق تعالیٰ کے مواخذہ سے زیادہ سخت ہے۔ وہ عالم کو پکڑتا ہے، لیکن میں اس کے دامن کبریائی کو پکڑتا ہوں۔ فرماتے ہیں کہ میرے دل پر عشق کا ایک ایسا نشان ہے کہ میں جہان میں کوئی ایسا محرم نہیں پاتا ہوں، جس سے بیان کروں۔ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ قیامت میں فرمائے گا کہ ابوالحسن، میرے پاس جو کچھ چاہو مانگو۔ میں کہوں گا کہ خداوندا، تو اعلم ہے۔ پھر کہے گا کہ ہم نے تمہاری ہمت تم کو دے دی۔ پس جو چاہو مانگو۔ میں کہوں گا کہ الٰہی ان لوگوں کو جو میرے وقت میں تھے اور میرے بعد قیامت تک میری زیارت کو آئے۔ یا انہوں نے میرا نام سن لیا۔ میں ان لوگوں کو چاہتا ہوں۔ حق تعالیٰ فرمائے گا کہ تم نے دنیا میں وہ کیا، اس لئے اب ہم بھی وہی کریں گے۔ پس حق تعالیٰ میری خواہش کے مطابق سب کو میرے سامنے کرے گا۔ اور جناب سرور کائنات ﷺ فرمائیں گے کہ آگے جاؤ۔ مگر میں عرض کروں گا کہ یا رسول اللہ ﷺ، میں دنیا میں آپ کے تابع فرمان تھا۔ اب بھی تابع فرمان ہوں۔ آپ کے درجے کی انتہا کسی نے نہیں دیکھی۔ پھر نورانی فرش بچھا دیا جائے گا۔ جس پر وہ سب لوگ جن کو میں نے چاہا، بیٹھیں گے۔ (ایضاً ص ۲۷۳)

☆......فرماتے ہیں کہ حق تعالیٰ قیامت کے دن ندا کرے گا کہ ابوالحسن، ہمارا مہمان عزیز ہے۔ اور پھر فرمایا کہ جس کسی نے میرے حوض کا پانی پی لیا۔ یا میری زیارت زندگی

Marfat.com

میں کی: جس نے میری باتیں سنیں، اس کا ادنیٰ درجہ یہ ہے کہ قیامت میں اس سے حساب کتاب نہیں لیا جائے گا۔ فرماتے ہیں کہ خداوندا، تو نے مجھ کو اپنے لئے پیدا کیا۔ اور میں بھی تیرے لئے پیدا ہوا۔ پس تو مجھ کو کسی مخلوق کا شکار نہ کر۔ تیرے بعض بندے نماز اور اطاعت کو دوست رکھتے ہیں۔ بعض حج اور جہاد کو بعض علم اور سجادہ کو۔ مگر مجھ کو صرف یہ عطا کر کہ میری زندگی اور دوستی محض تیرے ہی لئے ہو۔

مردانِ حق کا مقام: فرماتے ہیں کہ حق تعالیٰ نے جوان مردوں کے دل پر ایک ایسا بوجھ رکھ دیا ہے کہ اگر اس کا ایک ذرہ تمام مخلوق پر ڈال دیا جائے۔ تو تمام خلقت اسی بوجھ کے نیچے فنا ہو جائے۔ اور زمین پر اللہ تعالیٰ کے ایسے بندے بھی ہیں کہ وہ اس کو یاد کرتے ہیں تو کائنات میں ایک تہلکہ برپا ہو جاتا ہے۔ فرماتے ہیں کہ علم کی صورتیں دو ہیں۔ ایک علم ظاہر اور دوسرا علم باطن۔ علمائے باطن کا حق تعالیٰ کے ساتھ ایک راز ہے۔ جہاں تک خلق کی رسائی نہیں ہوتی۔ جب تک کہ علم ظاہر کو ترک کر کے علم باطن کو اختیار نہ کیا جائے۔ فرماتے ہیں کہ فقیر وہ ہے جس کی رغبت دنیا و آخرت کسی طرف بھی نہ ہو۔ کیونکہ یہ دونوں فقر سے کم تر درجہ کی ہیں۔ دل کو ان سے کوئی تعلق اور واسطہ نہیں ہوتا ہے۔ فرماتے ہیں کہ جوانمردی ایک دریا کی مانند ہے۔ جس سے تین چشمے ہر وقت جاری رہتے ہیں۔ اول سخاوت۔ دوم خلق اللہ پر شفقت۔ اور سوم خلقت سے بے نیازی اور خدا کی طرف نیاز مندی۔ جناب سرور کائنات ﷺ فقیر تھے۔ فقر کو اپنے اوپر لازم کر لیا تھا۔ ہم نے بھی فقر ہی کو لازم کیا ہے۔ عالم لوگوں کا یہ کہنا کہ ہم نائب رسول اللہ ﷺ ہیں۔ بالکل غلط ہے۔ بلکہ رسول اللہ ﷺ کے نائب ہم ہیں۔ آپ نہایت سخی۔ نیک

Marfat.com

خلق۔ بے خیانت اور بے طمع، ملجائے خلق تھے۔ خیر و شر کو حق تعالیٰ کی طرف سے سمجھتے تھے۔ اپنے وقت کے اسیر نہ تھے۔ جس بات سے خلقت ڈرتی تھی اس سے نہ ڈرتے تھے۔ جس بات کی خلقت امید رکھتی ہے۔ اس کی بھی امید نہ رکھتے تھے۔ اور نہ کسی بات پر غرہ کرتے تھے۔ یہی صفات جوانمردوں کی ہیں۔ (تذکرہ الاولیاء ص ۲۷۴)

مبارک قافلہ: پھر فرمایا کہ جناب رسالت مآب ﷺ ایک دریائے بے نہایت ہیں۔ اگر اس دریا کا ایک قطرہ بھی باہر نکل آئے تو عالم غرق ہو جائے۔ فرماتے ہیں کہ جس قافلے میں ہم ہیں۔ اس قافلے کے آگے خود ذات باری تعالیٰ ہے اور آخر میں جناب رسالت مآب ﷺ۔ اور درمیان میں کتاب و سنت۔ پس نہایت مبارک ہیں وہ لوگ جو اس قافلے میں ہیں۔ (ایضاً ص ۲۷۴)

غریبی اور نیستی: فرماتے ہیں کہ خلق کہتی ہے کہ یہاں سے عاقبت میں وہ چیز لے جاؤ جو وہاں کے لائق ہو۔ اور حال یہ ہے کہ کوئی چیز ایسی نہیں جو وہاں لے جائی جا سکتی ہو۔ یہاں سے صرف غریبی اور نیستی ہی لے جائی جا سکتی ہے۔ اہل آسمان و زمین کی اطاعت سے وہاں کیا زیادتی ہوگئی ہے۔ جو تمہاری اطاعت سے ہو جائے گی۔ پس کس لئے اپنی اطاعت کی گردن بلند کرتے ہو۔ تم کو صرف اس قدر معاملہ درکار ہے کہ شریعت تمہاری دامن گیر نہ ہو۔ اور صرف اس قدر علم درکار ہے کہ امر و نہی کو پہچان لو۔ یقین صرف اس قدر درکار ہے کہ سمجھ لو کہ تمہاری روزی تم تک بہر حال پہنچ جائے گی۔ زہد صرف اس قدر کافی ہے کہ سمجھ لو جس قدر میں کھاتا ہوں، یہی میری روزی ہے۔ اگر تم چاہو کہ زمین و آسمان اور اس کے رہنے والوں کو جان کر خدا کو جانو۔ تو راستہ بہت لمبا

Marfat.com

ہو جائے گا۔ جس کا طے کرنا تم پر دشوار ہو جائے گا۔ اس لئے نور یقین کو رہبر بناؤ تا کہ راستہ چھوٹا ہو جائے۔ فرماتے ہیں کہ صوفی کے لیے ننانوے عالم ہیں۔ ان میں سے ایک عالم عرش سے لے کر تحت الثریٰ تک ہے اور مشرق سے لے کر مغرب تک ہے۔ پس باقی اٹھانوے عالموں کا کیا ذکر ہو سکتا ہے۔ پھر فرمایا کہ صوفی بمنزلہ دن کے ہیں۔ جن کو آفتاب کی ضرورت نہیں۔ چاندنی رات کی مانند ہیں مگر چاند اور ستاروں سے بے نیاز ہیں۔ فرماتے ہیں کہ راستے دو ہیں۔ ایک گمراہی کا اور دوسرا ہدایت کا۔ گمراہی کا راستہ بندے سے لے کر خدا تک ہے۔ اور ہدایت کا راستہ خدا سے لے کر بندے تک ہے۔ جو شخص کہتا ہے کہ میں اس تک پہنچ گیا، وہ نہیں پہنچا اور گمراہ ہے۔ لیکن جو یہ کہتا ہے کہ میں وہاں تک پہنچایا گیا ہوں۔ وہ ہدایت پر ہے۔ اور ممکن ہے کہ وہ پہنچ گیا ہو۔

(ایضاً ص ۲۷۲)

فتنے کے دو ماخذ: فرماتے ہیں کہ جس نے اس کو پالیا وہ نیست ہو گیا۔ مگر نہیں مرا۔ فرماتے ہیں کہ عشق کا ایک ذرہ عالم غیب سے آیا اور تمام اہل محبت کے سینوں میں دوڑا۔ مگر کسی کو محرم نہ پایا تو پھر غیب کی طرف واپس چلا گیا۔ فرماتے ہیں کہ ہر سو سو سال کے بعد ایک بندہ رحم مادر سے نکلتا ہے۔ جو حق تعالیٰ کی یگانگت پہچانتا ہے۔ فرماتے ہیں کہ اگر کسی کے دل میں ماسویٰ اللہ کے کوئی اور چیز ہے، اگر وہ سراپا اطاعت ہو، پھر بھی مردہ دل ہے۔ فرماتے ہیں کہ دین میں شیطان سے اتنا فتنہ پیدا نہیں ہوتا ہے جتنا کہ دو شخصوں سے۔ اول، عالم حریص سے، اور دوم، زاہد بے علم سے۔ لوگوں نے پوچھا کہ آپ نے خدا تعالیٰ کو کہاں دیکھا۔ فرمایا کہ جہاں میں نے اپنے آپ کو نہ

Marfat.com

دیکھا۔فرمایا کہ معرفت تین قسم کی ہوتی ہے۔اول معرفت، شریعت آمیختہ۔دوسری معرفت، برابر شریعت۔اور تیسری معرفت، شریعت سے بلند تر، پس مرد عارف ایسا ہونا چاہیے جس نے تینوں قسم کی شرعیت کی راہیں دیکھی ہوں تا کہ ہر شخص کو خاطر خواہ جواب دے سکے۔(تذکرۃ الاولیاء ص ۲۷۵)

کلمات طیبہ: فرماتے ہیں کہ رؤو زیادہ، ہنسو کم۔خاموش زیادہ رہو۔بات کم کرو۔فرماتے ہیں کہ کوشش کرو، تاکہ اس جہان سے کوچ کرنے کے وقت اپنے اوپر تین حالتیں دیکھو۔اول، محبت الٰہی میں اپنے آنسو خون کی مانند دیکھو۔دوم، اس کی ہیبت سے اپنے پیشاب کو خون کی مانند دیکھو۔سوم، یہ کہ اس کی اطاعت میں تمہاری ہڈیاں اور جسم بالکل گداختہ ہو جائیں۔اور اس طرح اس کو یاد کرو کہ دوبارہ یاد نہ کرنا پڑے۔مطلب یہ کہ کسی وقت بھی فراموش نہ کرو تا کہ استغفار سے کام لینا پڑے۔فرماتے ہیں کہ مریدوں کی غایت کمال تین باتیں ہیں۔اول، یہ کہ اپنے آپ کو ایسا سمجھے کہ حق تعالیٰ اس کو جانتا ہے اور کسی کو ایسا نہ سمجھے، جیسے کہ وہ اپنے آپ کو جانتا ہے۔دوم، یہ کہ تم حق تعالیٰ کے ساتھ ہو اور وہ تمہارے ساتھ ہو۔سوم، یہ کہ تم کچھ نہ ہو۔سب کچھ وہی ہو۔اور کوئی بات منہ سے نہ کہو۔ جب تک کہ مخاطب اللہ تعالیٰ کو نہ سمجھو اور کوئی بات نہ سنو۔جب تک کہ کہنے والا خدا کو نہ دیکھے۔فرماتے ہیں کہ اگر تمہارا دل خدا کی طرف متوجہ ہے اور تمام دنیا تمہارے پاس ہو تو کچھ حرج واقع نہ ہو، اس طرح متوجہ ہو۔فرماتے ہیں کہ جب اپنے آپ کو خدا کے پاس دیکھو تو یہ وفا ہے۔اگر خدا کو اپنے پاس رکھو تو یہ فنا ہے۔اور جب خدا ہی خدا کو دیکھو۔اپنا آپ نظر نہ آئے تو یہ بقا ہے۔

Marfat.com

فرماتے ہیں کہ حق تعالیٰ نے خلقت کو اپنے فعل سے آگاہ کیا۔ اگر اپنی ذات سے واقف کر دیتا تو لا الہ الا اللہ کہنے والا کوئی نہ رہتا۔ سب کی سب خلقت حیرت وہیبت میں غرق ہو جاتی۔ (ایضاً ص ۲۷۵)

☆......فرماتے ہیں کہ درویش وہ ہے، جس کے دل میں اندیشہ ہو۔ مگر گفتار نہ ہو۔ سنے، مگر شناسائی نہ ہو۔ کھائے مگر کھانے میں مزہ نہ ہو۔ حرکت وسکون، غم وشادی اس کو لائق نہ ہو۔ فرمایا کہ لوگ رات دن اس کی عبادت میں مصروف رہیں اور کہتے رہیں کہ اس کو ڈھونڈتے ہیں، مگر ڈھونڈنے والا وہ ہے جس کو وہ ڈھونڈے، وہی اس کی عبادت میں ہے

☆......فرمایا کہ منہ پر خاموشی کی مہر لگاؤ۔ خدا کے سوا کسی کی بات نہ کرو۔ اسی طرح دل پر مہر لگاؤ۔ اس کے خیال کے بغیر اور کوئی خیال دل میں نہ آئے۔ اسی طرح تمام اعضاء پر مہر لگاؤ تا کہ تمہارے اعمال اخلاص سے ہوں۔ فرماتے ہیں کہ صوفی وہ ہے جس کا دل اس سے چھین لیا گیا ہے۔ اس کا تن ایسا ہے۔ جو اس سے لے لیا گیا ہے۔ اور سوختہ جاں رکھتا ہے۔ فرمایا کہ جو کچھ خدا کے لئے کرو گے وہ اخلاص ہے۔ جو خلقت کے لئے کرو گے وہ ریا ہے۔ فرماتے ہیں کہ عمل ایک شیر ہے۔ جب اس کی گردن پر پاؤں رکھ دو گے۔ تو لومڑی کی مانند ہو جائے گا۔ فرمایا کہ رسول خدا ﷺ فرماتے ہیں کہ اطلبو العلم ولو کان بالصین مگر یہ نہ فرمایا کہ ایک جگہ سے دوسری جگہ جا کر طلب خدا کرو۔ فرماتے ہیں کہ تین شخصوں کو اللہ تعالیٰ تک راہ ہے۔ صاحب علم وقلم۔ صاحب خرقہ وسجادہ۔ صاحب کسب۔ فرماتے ہیں کہ سستی آدمی کو تباہ کر دیتی ہے، فرمایا کہ خرقہ اور کمبل پہننے والے تو بہت ہیں۔ مگر دل کا ٹھیک ہونا۔ عمل میں اخلاص ہونا کارے دارد کا مصداق ہے۔ فرماتے ہیں، کہ خرقہ پہننے اور جو کی روٹی کھانے سے مرد بن جاتے تو تمام حیوان

Marfat.com

مرد ہوتے۔ کیونکہ ان کو بوری پہنائی جاتی ہے ۔اور جو کھلائے جاتے ہیں۔

☆......فرماتے ہیں کہ خلقت کی اطاعت تین چیزوں سے ہوتی ہے ۔نفس ۔دل۔ زبان۔اس لئے ان تینوں کو ہمیشہ خدا کی طرف مشغول رکھو۔فرماتے ہیں کہ بہت سے لوگ ایسے ہیں ۔جو زمین پر چلتے پھرتے ہیں،مگر مردہ ہیں ۔اور بہت سے لوگ ایسے ہیں، جو اگرچہ قبر میں دفن ہیں مگر زندہ ہیں ۔فرماتے ہیں کہ جو عاشق ہوا۔اس نے خدا کو پالیا ۔اور اپنے آپ کو فراموش کر دیا ۔اور جو کچھ لوح محفوظ میں ہے وہ خلائق کا نصیب ہے ۔جوانمردوں کا نصیب وہ نہیں ہے جو لوح محفوظ میں ہے۔ بلکہ حق تعالیٰ ان سے ایسی باتیں بیان کرتا ہے، جو لوح محفوظ میں نہیں ہیں۔

☆......فرماتے ہیں کہ بعض لوگ قرآن کی تفسیر میں محو ہیں ۔لیکن جوانمرد اپنی تفسیر میں محو ہوتے ہیں ۔اور عالم وہ ہے جو اپنا عالم ہو۔نہ کہ علم کا۔لوگوں نے مکر کے معنی پوچھے، فرمایا کہ مکر اس کا لطف ہے ۔کیونکہ حق تعالیٰ کا فعل اپنے دوستوں کے ساتھ مکر نہیں ہوتا ہے ۔فرماتے ہیں کہ جوانمرد وہ ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ اس کے بھائی کو ہزار نعمت عطا کرے اور دوسرے کو ایک نعمت دے ۔تو وہ اس ایک نعمت کو بھی اپنے بھائی پر نثار کر دے ۔لوگوں نے پوچھا کہ آپ کو موت کا خوف ہے ۔فرمایا کہ مردہ کو موت سے کیا خوف ہوسکتا ہے ۔مریدوں سے فرمایا کہ اگر لوگ تم سے سوال کریں کہ ابوالحسن کی صحبت سے تم کس بات کے خواہشمند ہو تو کیا جواب دو گے ۔سب مریدوں نے اپنی اپنی دانست کے مطابق جواب دیا۔ آخر آپ نے فرمایا کہ اگر کوئی مجھ سے پوچھے کہ جوانمرد لوگوں کی صحبت سے تم کیا چاہتے ہو تو میں کہوں گا کہ میں انہی جوانمردوں کو چاہتا ہوں ۔آپ نے کسی سے پوچھا کہ تم خدا کو دوست رکھتے ہو یا خدا تم کو دوست رکھتا

Marfat.com

ہے۔ جواب دیا کہ میں دوست رکھتا ہوں۔ فرمایا اگر دوست ہے تو جا کر اس کے گرد طواف کرو۔ کیونکہ جو شخص کسی کو دوست رکھتا ہے۔ وہ ہر وقت اسی کے در پر رہتا ہے۔

☆......فرماتے ہیں کہ سب سے بہتر دل وہ ہے، جسمیں کوئی بدی نہ ہو۔ لوگوں نے پوچھا کہ معراج میں حق تعالیٰ نے آنحضرت ﷺ سے کیا باتیں کہیں۔ فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے کہا۔ اے محمد (ﷺ) میں اس سے برتر ہوں کہ میں نے تم سے کہا کہ مجھ کو پہچانو۔ اور تم اس سے برتر ہو کہ میں نے کہا خلقت کو میری طرف دعوت دو۔

☆......لوگوں نے پوچھا کہ اس کا نام کیسے لیتے ہو۔ فرمایا بعض لوگ فرمانبرداری سے نام لیتے ہیں۔ بعض نفس سے، بعض دوستی سے، بعض خوف ورجا سے۔ کیونکہ وہ سلطان ہے۔ لوگوں نے پوچھا کہ بندگی کیا ہے۔ فرمایا، عین ناکامی میں زندگی بسر کرنا۔ پوچھا کہ بندگی کی علامت کیا ہے۔ فرمایا کہ جہاں میں ہوں۔ خداوندی کا نشان ہے، بندگی کا کوئی پتہ نہیں۔ پوچھا، فقر کی علامت کیا ہے۔ فرمایا کہ دل سیاہ ہو۔ کیونکہ سیاہی کے اوپر کوئی دوسرا رنگ نہیں چڑھ سکتا۔

☆......توکل کے متعلق پوچھا تو فرمایا کہ شیر و اژدہا، آتش و دریا اور تکیہ پانچوں چیزیں یکساں نہ ہوں۔ کیونکہ عالم توحید میں سب ایک ہیں۔ حتی الامکان توحید میں کوشش کرو۔ فرماتے ہیں کہ چالیس سال سے میں نے اپنے لئے کھانا تیار نہیں کیا، ہمیشہ مہمانوں کے لئے تیار کرتا ہوں۔ اور اپنے آپ کو ان کا طفیلی سمجھتا ہوں۔ کیونکہ اگر تمام جہان کی نعمت کا لقمہ بنا کر مہمان کے منہ میں رکھ دیں تو بھی اس کے حق سے کم ہے۔ نقل ہے کہ آپ کو بارنجاں کھانے کی بہت خواہش تھی۔ مگر نہ کھاتے تھے۔ آخر ایک دن والد کے اصرار کرنے پر کھالی۔ اس دن آپ کے صاحبزادے کو کسی نے قتل کر دیا۔ اور اس کا

Marfat.com

سر آستانہ پر لٹکا دیا۔ جب آپ نے یہ حال دیکھا تو بلند آواز میں فرمایا کہ ہاں ہم نے جو دیگ رکھی ہے اس میں اس سر کی بھی ضرورت ہے۔ پھر والد کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا۔ کیوں، میں نہ کہتا تھا کہ میرا معاملہ خدا کے ساتھ ایسا آسان نہیں ہے اور آپ کہتے ہو کہ بارنجاں کھالو۔ لوگوں نے پوچھا کہ آپ کی مسجد اور دوسری مسجدوں میں کیا فرق ہے۔ فرمایا، بروئے شریعت سب یکساں ہیں۔ مگر بروئے معرفت اس مسجد کی حالت بہت طول ہے۔ میں دیکھتا ہوں کہ دوسری مسجدوں میں سے ایک نور نکل کر آسمان کی طرف جاتا ہے۔ مگر اس مسجد پر ایک نور کا قبہ بنا ہوا ہے اور آسمان سے نور الٰہی اس طرف آتا ہے۔

☆......فرماتے ہیں کہ ایک روز ندا سنی کہ حق تعالیٰ فرماتا ہے۔ جو شخص تمہاری مسجد میں آئے گا۔ اس پر دوزخ کو حرام کر دیا جائے گا۔ (ایضاً ص ۲۷۷)

وصال باکمال: جب آپ کی وفات کا وقت قریب آیا تو کہنے لگے۔ کاش میرا یہ خون دل لوگوں کو چیر کر دکھا دیا جاتا، تاکہ وہ جان لیتے کہ اللہ کے ساتھ بت پرستی ٹھیک نہیں ہے۔ رحلت کے وقت وصیت فرمائی کہ میری قبر تیس گز نیچے کھودنا، کیونکہ یہ زمین بسطام کی زمین سے اونچی ہے تاکہ حضرت خواجہ بایزید رحمۃ اللہ علیہ کی قبر سے میری قبر اونچی نہ ہو۔ اور بے ادبی نہ سمجھی جائے۔

☆......بعض لوگوں نے حضرت شیخ کو خواب میں دیکھ کر پوچھا کہ حق تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا سلوک کیا۔ فرمایا کہ میرا اعمالنامہ میرے ہاتھ میں دیدیا۔ میں نے کہا کہ خداوندا، مجھ کو اعمالنامہ میں مشغول کرتا ہے۔ حالانکہ عمل سے پیشتر تو جانتا ہے کہ میں کیا کروں

Marfat.com

گا۔میرا اعمالنامہ کراماً کاتبین کو دیدے۔وہ پڑھیں اور مجھ کو چھوڑ دیں۔ تا کہ تیرے ساتھ عیش کروں۔

☆......محمد بن الحسین فرماتے ہیں کہ میں بہت اندوہگین ہوا تو آپ نے فرمایا کہ بالکل نہ ڈرو۔اگر میں تم سے پہلے مرجاؤنگا تو تمہارے مرنے کے وقت تمہارے پاس آؤں گا۔چنانچہ محمد بن الحسین علیہ الرحمہ کے صاحبزادے فرماتے ہیں کہ ہمارے والد نے وفات کے وقت وعلیکم السلام کہا۔ہم نے پوچھا،کس سے کلام کرتے ہو تو کہا کہ شیخ ابوالحسن خرقانی اپنے وعدہ کے مطابق تشریف لائے ہیں اور چند جوانمردوں کے ہمراہ ہیں۔یہ کہہ کر رحلت فرمائی۔انا للہ وانا الیہ راجعون (ایضاً ص ۲۷۷)

☆......☆......☆

Marfat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حضرت خواجہ

داتا گنج بخش علی ہجویری

رحمۃ اللہ علیہ

Marfat.com

نام ونسب: حضرت کا اسم گرامی علی ہے اور آپ کی کنیت ابوالحسن ہے۔آپ کی ولادت باسعادت افغانستان کے ایک مردم خیز خطہ غزنی میں ہوئی جو غازی سلطان محمود بت شکن کا وطن ہے۔غزنی کے دو محلے تھے۔ایک کا نام جلاب اور دوسرے کا نام ہجویر تھا۔ کہتے ہیں کہ ایک محلّہ میں آپ کے دودھال اور دوسرے محلّہ میں آپ کے ننھال سکونت پذیر تھے۔آپ کی ابتدائی زندگی کا کچھ عرصہ محلّہ جلاب میں بسر ہوا اور کچھ عرصہ محلّہ ہجویر میں سکونت رہی۔اسی لئے آپ کے اسم گرامی کے ساتھ یہ دونوں نسبتیں مذکور ہوتی ہیں۔کشف المحجوب میں آپ نے خود اپنا اسم مبارک یوں رقم فرمایا ہے: علی بن عثمان بن علی الجلابی الغزنوی ثم الہجویری۔

آپ کے سوانح نگاروں نے آپ کا سلسلہ نسب یوں بیان کیا ہے: حضرت علی ہجویری بن عثمان بن علی بن عبدالرحمٰن بن شجاع بن ابوالحسن علی بن حسن اصغر بن زید بن حضرت امام حسن بن امام الاولیاء والاصفیاء سیدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم ورضی اللہ تعالیٰ عنہ عن آلہ الکریم۔اس سے معلوم ہوا آپ ہاشمی سید ہیں اور حسنی ہیں۔

(مقدمہ کشف المحجوب ص ۳۳ از پیر محمد کرم شاہ الازہری)

آپ کا خاندان: غزنی میں آپ کا خاندان وہاں کے عوام وخواص کی عقیدت کا مرکز تھا۔آپ کی والدہ ماجدہ بڑی عابدہ، زاہدہ، خدارسیدہ خاتون تھیں۔آپ حسینی سادات سے تھیں۔گویا حسنی جمال اور حسینی جلال کی جملہ رعنائیاں اور دلفریبیاں سمٹ کر آپ کی ذات بابرکات میں مجتمع ہوگئی تھیں۔آپ کے ماموں تاج الاولیاء کے معزز لقب سے مشہور تھے۔دارا شکوہ جب اپنے والد شاہجہان کے ہمراہ افغانستان کی

Marfat.com

سیر کے لئے گیا تو اس نے تاج الاولیاء کے مزار پرانوار پر بھی حاضری دی اور روحانی فیوض وبرکات سے اپنا دامن معمور کیا۔ حضرت تاج الاولیاء کے مزار پرانوار کے ساتھ ہی ان کی ہمشیرہ یعنی حضرت داتا گنج بخش رحمتہ اللہ علیہ کی والدہ ماجدہ کی مرقد مبارک بھی ہے۔ تذکرہ نگاروں نے آپ کے ذاتی اور خاندانی حالات کے بارے میں بڑے اختصار سے کام لیا ہے۔ اس لئے تفصیلات کی جستجو کرنے والوں کی تشنگی برقرار رہتی ہے۔ یہاں تک کہ آپ کے سال ولادت کے بارے میں بھی آپ کے تذکرہ نگاروں میں اتفاق رائے نہیں۔ اندازہ کے طور پر ہی کہا جا سکتا ہے کہ آپ کا سال ولادت ۴۰۰ ہجری ہے۔ یہ دور سلطنت غزنی کے عروج کا دور تھا۔ سلطان محمود غزنوی کی حکومت کے آخری ایام تھے یا سلطان مسعود غزنوی کے عہد حکومت کا ابتدائی زمانہ تھا۔ حضرت داتا صاحب رحمتہ اللہ علیہ نے بھی اپنی تاریخ ولادت کے بارے میں کچھ نہیں لکھا۔ آپ تحریر فرما دیتے تو پھر بحث وتکرار کی گنجائش نہ رہتی۔ عجز وانکسار اولیاء اللہ کا شعار ہے۔ آپ نے بھی شاید ازراہ تواضع اپنی تاریخ پیدائش کو کوئی اہم تاریخی واقعہ قرار نہ دیتے ہوئے اس کی تصریح کی ضرورت نہیں سمجھی۔ (ایضاً ص ۳۴)

حالات زندگی: ہمارے نزدیک آپ کے حالات زندگی کا سب سے باوثوق مرجع آپ کی تصنیف کشف المحجوب ہے۔ اسی کے مطالعہ سے آپ کے حالات زندگی پر روشنی پڑتی ہے۔ اس میں آپ نے جگہ جگہ اشارے کئے ہیں کہ آپ کو بچپن سے ہی حصول علم کا شوق بے چین رکھتا تھا اور آپ نے اپنے زمانہ کے جلیل القدر علماء کی خدمت میں حاضر ہو کر ان سے اکتساب فیض کیا۔ آپ نے صرف اپنے علاقہ کے علماء

Marfat.com

ہی سے تحصیل پر اکتفا نہیں کیا ، بلکہ شام ،عراق ، بغداد ، مدائن ، فارس ،کوھستان آذر بائیجان ،طبرستان ،خورسان اور ماوراء النہر کے اسلامی صوبوں میں مشہور علماء وفضلاء سے شرف تلمذ حاصل کیا۔حصول علم کے لئے سفر کی صعوبتیں بڑی خندہ پیشانی سے برداشت کیں ۔علوم و معارف کے سمندر پی جانے کے باوجود شوق علم کی بے تابیاں کم نہ ہوئیں ۔آپ خود تحریر فرماتے ہیں:''فقط خراسان میں تین سو مشائخ کی خدمت میں حاضری دی اوران کے علم وحکمت کے پر بہار گلستانوں سے گل چینی کر کے اپنا دامن بھرتے رہے۔آپ کے بیشمار اساتذہ میں سے دو اساتذہ کا ذکر آپ نے کشف المحجوب میں انتہائی ادب واحترام سے کیا ہے۔ایک کا اسم گرامی شیخ ابو العباس احمد بن محمد الاشقانی ،دوسرے کا نام نامی شیخ ابو القاسم علی گرگانی رحمتہ اللہ علیہما ہے۔ پروفیسر نکلسن جو کیمبرج یونیورسٹی میں عربی اور فارسی کے استاد رہے ہیں اور جنہیں کشف المحجوب کا انگریزی ترجمہ کرنے کا شرف حاصل ہوا ہے،وہ آپ کے شوق علم کے بارے میں لکھتے ہیں:

آپ نے اسلامی مملکت کے دور دراز علاقوں میں سفر اختیار کیا۔شام سے ترکستان تک، سندھ سے بحر کیسپین تک کا علاقہ چھان مارا (مقدمہ انگریزی ترجمہ کشف المحجوب)

تحصیل علم کے بعد مرشد کامل کی تلاش میں آپ نے بڑے طویل سفر کیئے ۔ آپ کی طلب صادق پر اللہ تعالیٰ نے رحم فرمایا اور آپ کی رسائی اس شیخ کامل تک ہوئی ۔ جن کے حسن تربیت اور فیض نظر کے باعث آپ سپہر معرفت پر آفتاب عالمتاب بن کر طلوع ہوئے اور اب تک دنیا ان کی ضوفشانیوں سے فیض یاب ہو رہی ہے۔

ہم جب اولیاء کاملین کی سیرتوں کا مطالعہ کرتے ہیں،تو ایک قدر مشترک ہمیں ہر جگہ نظر آتی ہے کہ یہ نفوس قدسیہ پہلے ظاہری علوم میں مہارت وکمال حاصل کرتے اور

Marfat.com

اس کے بعد جادۂ عشق و محبت الٰہی پر قدم رکھتے اور اس وقت تک مصروف جہاد رہتے جب تک شاہد حقیقی ان کے شوق کی بے تابیوں پر رحم فرماتے ہوئے حریم ذات کے دروازے ان کے لئے نہ کھول دیتا۔ (ایضاً ص ۳۵)

یا جاں رسد بجاناں یا جاں زتن برآید

شیخ کامل: آپ کے شیخ کامل کا اسم گرامی شیخ ابوالفضل بن حسن ختلی رحمتہ اللہ علیہ ہے جو سلسلہ جنیدیہ کے شیخ کامل تھے۔ سلسلہ بیعت یوں ہے: حضرت شیخ ابوالفضل بن حسن ختلی، ان کے شیخ کا اسم گرامی شیخ ابوالحسن حصری ہے، ان کے شیخ کا اسم گرامی شیخ ابوبکر شبلی ہے جو مرید تھے حضرت جنید بغدادی کے وہ مرید تھے حضرت شیخ سری سقطی کے۔ ان کی بیعت حضرت معروف کرخی سے تھی وہ حضرت داؤد طائی کے مرید اور خلیفہ مجاز تھے۔ حضرت داؤد طائی کی بیعت حضرت حبیب عجمی سے تھی اور وہ مرید تھے حضرت خواجہ حسن بصری کے رحمتہ اللہ علیہم اجمعین۔ جنہیں فیضان طریقت ارزانی ہوا تھا، حضرت امیر المومنین علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ سے جن کی پرورش آغوش نبوت میں ہوئی اور جو فیضان رسالت سے فیضیاب ہوئے۔

شیخ ابوالفضل ختلی رحمتہ اللہ علیہ کے علاوہ جن بزرگوں سے آپ نے فیضان حاصل کیا۔ ان میں سے حضرت ابوسعید ابوالخیر رحمتہ اللہ علیہ اور رسالہ قشیریہ کے منصف امام ابولقاسم قشیری رحمتہ اللہ علیہ خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ اپنے شیخ ختلی کے بارے میں حضرت داتا صاحب قدس سرہ لکھتے ہیں: ''وہ صوفیاء متاخرین میں زینت اوتاد اور شیخ عباد ہیں۔ طریقت میں میری بیعت انہیں سے ہے، تصوف میں حضرت جنید کا مذہب رکھتے

Marfat.com

ہیں اور حضرت شیخ حصری کے راز دار مرید تھے۔"

آپ سال ہا سال مرشد کامل کی خدمت میں شب و روز مصروف رہے، حتیٰ کہ حضرت ابوالفضل ختلی رحمتہ اللہ علیہ کا وصال ہوا تو ان کا سر مبارک حضرت علی ہجویری قدس سرہ کی گود میں تھا۔ اس سے قرب اور محبت کا پتہ چلتا ہے جو مرشد کامل کو اپنے نور نظر اور روحانی شاگرد سے تھی۔ (ایضاً ص ۳۶)

فقہی مذہب: حضرت داتا گنج بخش علی ہجویری رحمتہ اللہ علیہ، حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمتہ اللہ علیہ کے مقلد تھے اور ان سے بے پناہ عقیدت رکھتے تھے۔ کشف المحجوب میں جہاں بھی حضرت امام اعظم کا ذکر خیر آیا ہے۔ آپ نے بڑے معزز القاب سے ان کا ذکر کیا ہے، جس سے اس احترام و عقیدت کا پتہ چلتا ہے جو حضرت امام ابوحنیفہ کے بارے میں آپ کے دل میں تھا۔ کہیں ان کو امام اماماں، مقتدائے سنیاں کہا ہے اور کہیں اشرف فقہاء اور اعز علماء کے الفاظ سے خراج عقیدت پیش کیا ہے۔

آپ کی ازدواجی زندگی: آپ کی ازدواجی زندگی کے بارے میں بھی کسی تذکرہ میں تفصیلات دستیاب نہیں، البتہ کشف المحجوب کے ایک حوالہ سے اس قدر پتہ چلتا ہے کہ آپ نے شادی کی لیکن کچھ مدت کے بعد مفارقت ہوگئی۔ پھر آپ نے تازیست دوسری شادی نہیں کی۔ (ایضاً ص ۳۷)

لاہور میں ورود مسعود: اپنے مرشد کامل کے وصال کے بعد آپ نے اپنے وطن غزنی کو خیر باد کہا اور تبلیغ اسلام کا شوق آپ کو کشاں کشاں بت کدۂ ہند میں لے آیا۔

Marfat.com

آپ کے ہمراہ آپ کے دو دوست شیخ احمد سرخسی رحمتہ اللہ علیہ اور شیخ ابوسعید ہجویری رحمتہ اللہ علیہ بھی تھے۔ اسلام کے یہ پرجوش مبلغ اگرچہ تعداد میں قلیل تھے۔ لیکن ماحول کی اجنبیت ساز و سامان کے فقدان اور مخالفین کے تشدد و تعصب کو خاطر میں نہ لاتے ہوئے تبلیغ اسلام کا فریضہ ادا کرنے کے لئے لاہور کی طرف روانہ ہوئے۔ اور یہ راستہ میں جہاں جہاں ٹھہرے کفر و ظلمت کے اندھیروں میں توحید کی شمعیں فروزاں کرتے آئے۔ جب سرزمین لاہور ان نفوس قدسیہ کی قدم بوسی سے مشرف ہوئی، اس وقت لاہور میں سلطان محمود غزنوی کا لڑکا سلطان مسعود غزنوی سریر آرائے مملکت تھا۔ (ایضاً ص ۳۷)

اس کا عہد حکومت ۴۲۱ھ تا ۴۳۲ ہجری ہے۔ لیکن لاہور میں آپ کی آمد کے سال کا تعین مشکل ہے۔ اگر آپ کا سال وصال ۴۶۵ھ تسلیم کیا جائے، تو لاہور میں آپ کے قیام کی مدت ۳۰ سال سے زائد بنتی ہے۔ اس عرصہ میں آپ شب و روز اسلام کی تبلیغ میں مصروف رہے۔ آپ کی بے داغ اور دلکش سیرت، پرنور شخصیت، آپ کے پرخلوص دل سے نکلے ہوئے اور دلوں میں اتر جانے والے مواعظ حسنہ لوگوں کو کفر و ضلالت کی دلدل سے نکال کر صراط مستقیم پر گامزن کرتے رہے۔

جن خوش نصیب لوگوں نے آپ کے دست ہدایت پر اسلام کی بیعت کی اور آپ کے فیض نگاہ کی برکت سے ان کے لوح قلب پر کلمۂ توحید یوں نقش ہوا کہ صرف وہی تادم واپسیں اس کی لذت سے سرشار نہیں رہے بلکہ ساڑھے نو صدیاں گزرنے کے باوجود ان کی نسلیں بھی اسی ذوق و شوق کے ساتھ اسی کلمۂ توحید کا ورد کر رہی ہیں۔ اور جب بھی وقت آتا ہے تو پرچم توحید کو بلند کرنے کے لئے بلا تامل بصد مسرت اپنے سروں کے نذرانے پیش کر دیتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے بندوں کی یہی خصوصیت ہے کہ ان کا پڑھایا

Marfat.com

ہوا سبق فراموش نہیں ہوتا بلکہ گردش لیل ونہار اور حوادثات دہر کے باوجود اس کی سر مستیاں بڑھتی رہتی ہیں، اس کی آب وتاب میں اضافہ ہی ہوتا رہتا ہے۔ ایک درویش جس کے پاس نہ خزانہ ہے، نہ لشکر۔ اور دنیوی وسائل ہیں اور نہ جاہ وحشمت، اپنے مصلے پر بیٹھا ہے۔ اپنے معبود برحق کی یاد میں ہمہ وقت مصروف ہے۔ اللہ تعالیٰ کے انوار و تجلیات کے نزول کے باعث اسے وہ شان دلربائی عطا کردی جاتی ہے کہ لوگ اس کے رخ زیبا کو دیکھتے ہی اپنے زنار توڑ دیتے ہیں۔ اپنے آبائی عقیدوں کو ہمیشہ ہمیشہ کے لئے ترک کر دیتے ہیں۔ کل تک جن بتوں کی وہ پرستش کر رہے تھے، آج اپنے ہاتھوں سے انہیں ٹکڑے ٹکڑے کر دیتے ہیں۔ اور اس خداوند قدوس کی بارگاہ بیکس پناہ میں سجدہ ریز ہو جاتے ہیں اور ان سجدہ ریزیوں میں انہیں جو لطف، جو سرور، جو کیف میسر ہوتا ہے اس پر وہ اپنا سب کچھ نثار کرنے کے لئے تیار ہو جاتے ہیں۔

غزنوی خاندان کے باہمت فاتحین نے ممالک فتح کئے، قلعے سر کئے اور شاہی محلات پر اپنے پرچم لہرائے، لیکن ہجویر سے آئے ہوئے غریب الدیار درویش نے قلوب کی اقالیم کو مسخر کیا اور تعصب اور ہٹ دھرمی کے قلعوں کو پیوند خاک کیا اور جہالت وگمراہی کے پردوں کو سرکا کر حقیقت کے رخ زیبا کو یوں بے نقاب کیا کہ ہر صاحب قلب سلیم دیوانہ وار اس پر سو جان سے نثار ہونے لگا۔ (ایضاً ص ۴۸)

آپ کا وصال: آپ کی تاریخ وصال کے بارے میں متعدد اقوال ہیں۔ پروفیسر نکلسن نے آپ کے وصال کے بارے میں لکھا ہے کہ ۴۵۶ تا ۴۶۵ھ کا کوئی درمیانی سال آپ کا سال وفات ہے لیکن جامی لاہوری کا جو کتبہ پہلے آستانہ عالیہ

Marfat.com

کے دروازہ پر نصب تھا اس میں وفات کی تاریخ لفظ ''سردار'' سے نکالی گئی ہے، اس طرح سال وصال ۴۶۵ھ بنتا ہے۔ (ایضاً ص ۳۹)

خانقاہ علی ہجویری ست
خاک جاروب از درش بردار
طوطیا کن بدیدہ حق معنی ہیں
تا شوی واقف در اسرار
چونکہ سردار ملک معنی بود
سال وصلش بر آید از سردار

آپ کی تصانیف: آپ ایک بلند پایہ عالم، بالغ نظر محقق اور معقول و منقول کے جامع تھے اور اس کے ساتھ آپ کا باطن نورِ عرفان سے جگمگا رہا تھا۔ آپ نے مختلف اہم موضوعات پر متعدد کتب تصنیف کیں جن کے نام یہ ہیں:

۱...... دیوان (جو آپ کے اشعار کا مجموعہ تھا)

۲...... کتاب فنا و بقا

۳...... اسرار الخلق والمؤنات

۴...... کتاب البیان لاہل العیان

۵...... بحر القلوب

۶...... الرعایہ لحقوق اللہ

۷...... منہاج الدین

Marfat.com

۸......شرح کلام منصور الحلاج

لیکن بصد افسوس یہ کہنا پڑتا ہے کہ ان گراں مایہ تصنیفات میں سے کوئی کتاب بھی اس وقت موجود نہیں۔ بعض کتابیں لوگوں نے سرقہ کرلیں اور انہیں اپنی طرف منسوب کردیا۔ اس کا ذکر حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ نے بڑی حسرت وتاسف کے ساتھ کشف المحجوب میں کیا ہے اور دوسری کتب ویسے ناپید ہوگئیں۔ اس وقت آپ کی تصنیفات میں سے صرف ایک نادر روزگار کتاب موجود ہے جس کا نام ''کشف المحجوب'' ہے۔ (ایضاً ص۳۹)

اب کچھ کشف المحجوب کے بارے میں: یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ تصنیف کی قدر و قیمت کا اندازہ اس کے مصنف سے لگایا جاتا ہے۔ جس کتاب کا مصنف اللہ تعالیٰ کا برگزیدہ بندہ، عارف کامل، عالم ربانی حضرت ابوالحسن علی بن عثمان ہجویری الجلابی رحمۃ اللہ علیہ جیسی فقید المثال ہستی ہو، اس کتاب کے بارے میں کچھ کہنا سورج کو چراغ دکھانے کے مترادف ہے۔ ہر زمانہ کے اہل علم اور ارباب طریقت و حقیقت نے اس کتاب کی عظمت اور افادیت کا اعتراف کیا ہے، انہیں میں سے چند ایک کے ذکر پر اکتفا کرتا ہوں۔

ا......حضرت مولانا جامی قدس سرہ' اپنی مشہور عالم کتاب ''نفحات الانس'' میں حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں رقم طراز ہیں۔

''عالم وعارف بود وصحبت بسیارے از مشائخ دیگر رسیدہ است،
صاحب کتاب کشف المحجوب است کہ از کتب معتبرہ مشہورہ دریں

Marfat.com

فن است ولطائف وحقائق بسیار درآں کتاب جمع کردہ است"

ترجمہ: "یعنی آپ عالم بھی تھے اور رموز وحقائق کے عارف بھی تھے۔ کثیر التعداد مشائخ کی صحبت سے فیض یاب ہوئے اور آپ کشف المحجوب کے مصنف ہیں اور یہ کتاب فن تصوف کی معتبر اور مشہور کتب میں سے ہے۔ آپ نے اس کتاب میں بے شمار لطائف وحقائق کو جمع کر دیا ہے۔"

۲......مفتی غلام سرور لاہوری رحمتہ اللہ علیہ جو ایک بلند پایہ مصنف ہیں اور اپنے عصر میں ان کا شمار محققین میں ہوتا تھا، تصوف اور صوفیاء کے بارے میں ان کی ذات ایک گراں قدر منبع و مآخذ تھی۔ آپ "خزینۃ الاصفیاء" میں لکھتے ہیں۔

"شیخ علی ہجویری را تصانیف بسیار است۔ اما کشف المحجوب از مشہور معروف ترین کتب وے است و ہیچ کس را بروئے سخن نے بلکہ پیش ازیں کتب تصوف، ہیچ کتابے بزبان فارسی تصنیف شدہ بود۔"

ترجمہ: حضرت شیخ علی ہجویری رحمتہ اللہ علیہ کی کافی تصانیف ہیں اور ان میں سب سے زیادہ مشہور و معروف کتاب کشف المحجوب ہے۔ اور کسی کی مجال نہیں کہ اس پر کوئی اعتراض کر سکے۔ علم تصوف میں یہ پہلی تصنیف ہے جو فارسی زبان میں لکھی گئی ہے۔

۳......سب سے زیادہ گرانقدر اور صحیح رائے وہ ہے جو سلطان المشائخ نظام الحق والدین حضرت محبوب الٰہی رحمتہ اللہ علیہ نے اس کتاب کے بارے میں ارشاد فرمائی ہے۔ فوائد

Marfat.com

الفواد میں لکھا ہے۔ آپ نے فرمایا:

''جس کا کوئی مرشد نہ ہو اسے اس کتاب کے مطالعہ کی برکت سے مرشد مل جائے گا۔'' کشف المحجوب کے زندہ جاوید ہونے کی ایک بڑی دلیل یہ ہے کہ اس زمانہ میں جبکہ لوگوں کا رجحان مادہ پرستی کی طرف ہے، اپنے اور بیگانے آج بھی اس کتاب کی تحقیق اور اس کی معیاری طباعت میں ایک دوسرے پر سبقت لے جانے میں کوشاں ہیں۔ مسلمانوں کے علاوہ غیر مسلم مستشرقین اس کا ترجمہ دوسری زبانوں میں کر رہے ہیں۔ انگریز مستشرقین میں سے پروفیسر نکلسن جو کیمبرج یونیورسٹی میں عربی اور فارسی کے پروفیسر تھے، نے اس کا ترجمہ انگریزی زبان میں کیا ہے اور ترجمہ کرنے کا حق ادا کر دیا ہے۔ اسی طرح اشتراکی روس کے مستشرق پروفیسر ''زوکوفسکی'' نے اس کتاب کی اہمیت اور افادیت کو تسلیم کرتے ہوئے کشف المحجوب کے ایک قدیم نسخہ کی تصحیح کے لئے اپنی زندگی کے کئی قیمتی سال صرف کئے۔ اور فارسی زبان میں ایک محققانہ مقدمہ لکھ کر اسے لینن گراڈ سے شائع کیا۔ وہ خطہ جو خدا کے وجود کا ہی منکر ہے دین اور روحانیت کو لغو اور فضول سمجھتا ہے، اس کے ایک فاضل نے بھی اس کتاب کی تحقیق تصحیح اور تشریح میں اپنا قیمتی وقت صرف کیا اور ایک محققانہ مقدمہ کا اضافہ کر کے اس کتاب کی افادیت اور اہمیت کو خراج عقیدت پیش کرنے پر مجبور

Marfat.com

ہوا۔ (ایضاً ص ۴۱)

گنج بخش کا لقب: حضرت کی ذات والا صفات اپنے نام سے زیادہ اس معزز لقب سے اکناف عالم میں مشہور و معروف ہے، اہل تحقیق نے اس لقب کی وجہ یہ بیان کی ہے کہ حضرت سلطان الہند خواجہ خواجگان معین الحق والدین اجمیری قدس سرہ العزیز آنجناب کے مزار پر انوار پر حاضر ہوئے اور ایک حجرہ میں چالیس دن تک مصروف عبادت وریاضت رہے۔ اس عرصہ میں حضرت علی ہجویری رحمتہ اللہ علیہ نے آپ پر اپنے لطف وعنایت کی وہ بارش کی جس کا اندازہ حضرت غریب نواز ہی لگا سکتے ہیں۔ آپ نے جب آستانہ عالیہ سے رخصت ہونے کا ارادہ فرمایا تو بے ساختہ آپ کی زبان پر حضرت علی ہجویری علیہ الرحمہ کی مدح میں یہ شعر جاری ہو گیا ؎

گنج بخش فیض عالم مظہر نور خدا
ناقصاں را پیر کامل کاملاں را رہنما

مرد خدا کی زبان سے نکلا ہوا یہ شعر زبان زد خاص و عام ہو گیا۔ یوں آپ گنج بخش کے معزز لقب سے معروف ہوئے۔ (ایضاً ص ۴۲)

فیضان کرم: آپ کے بعد ہر زمانہ میں اولیاء کاملین اور علماء ربانیین آپ کے در اقدس پر حاضر ہوتے رہے اور آپ کے دستر خوان جود و کرم سے جھولیاں بھر بھر کر لے جاتے رہے۔ اس زمانہ میں بھی جبکہ اولیاء کرام کے مزارات مقدسہ پر حاضری کو بدعت و شرک ثابت کرنے کی ایک تند و تیز مہم جاری ہے، حضرت داتا گنج بخش رحمتہ اللہ علیہ کی ذات انور کی دلکشی کا یہ عالم ہے کہ رات دن طالبان حق کا تانتا بندھا رہتا ہے۔ گرمی ہو یا

Marfat.com

سردی، بارش ہو یا دھوپ، دن ہو یا رات کوئی لمحہ ایسا نہیں، جبکہ بندگان خدا کا ہجوم اللہ تعالیٰ کے اس محبوب اور برگزیدہ بندے کے آستانہ عالیہ پر حاضری کا شرف حاصل نہ کر رہا ہو۔ وہاں پہنچ کر ہی اس آیت کریمہ کا صحیح مفہوم سمجھ میں آتا ہے۔

﴿فاذ کرونی اذ کرکم و اشکر والی ولا تکفرون﴾

ترجمہ: اے میرے بندو! تم مجھے یاد کرو میں تمہیں یاد کروں گا، تم میری نعمتوں اور احسانوں کا شکریہ ادا کرتے رہو اور ناشکری کا انداز مت اختیار کرو۔ (ایضاً ص ۴۳)

حضرت داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی حیات مستعار میں اپنے رب کو یاد رکھا اور اب اللہ تعالیٰ تا ابد اپنے اس بندے کی یاد کو تازہ رکھے گا۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ جو وعدہ فرماتا ہے وہ پورا کرتا ہے۔ ان اللہ لا یخلف المیعاد۔

سید ہجویر مخدوم امم
مرقد او پیر سنجر را حرم
بند ھائے کو ہسار آساں گسیخت
در زمین ہند تخم سجدہ ریخت
عہد فاروق از جمالش تازہ شد
حق زحرف او بلند آوازہ شد
پاسبان عزت ام الکتاب
از نگاہش خانۂ باطل خراب
خاک پنجاب ازدم او زندہ گشت
صبح ما از مہر او تا بندہ گشت
عاشق و ھم قاصد طیار عشق
از جبینش آشکار اسرار عشق

Marfat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حضرت شیخ

محی الدین عبد القادر جیلانی الحسنی والحسینی

رحمۃ اللہ علیہ

Marfat.com

نام ونسب: آپ طریقت میں شیخ المشائخ اور شریعت میں امام الائمہ ہیں، محبوب سبحانی اور قطب ربانی آپ کے القاب اور ابو محمد کنیت ہے۔ شیخ کامل، مرشد دوراں، سرگروہ عارفاں، فخر زاہداں و عابداں، قطب ربانی اور محبوب سبحانی کا اسم گرامی عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ ہے۔ آپ کا سلسلہ نسب یہ ہے:۔ ابن ابی صالح سنوسی حنبلی دوست بن ابی عبداللہ بن یحییٰ زاہد بن محمد بن داؤد بن موسیٰ الجون بن عبداللہ محض بن حسن مثنیٰ بن حسن بن علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہم ، آپ کو حسنی حسینی اس لئے کہا جاتا ہے کہ عبداللہ محض کے والد ماجد حسن مثنیٰ بن حسن بن علی مرتضیٰ ہیں اور عبداللہ محض کی والدہ ماجدہ فاطمہ بنت حسین بن علی مرتضیٰ ہیں اور دوسرے یہ کہ آپ کی والدہ ماجدہ بھی حسینی ہیں۔

(سفینۃ الاولیاء ص ۶۰)

لقب کا سبب: محی الدین آپ کا لقب ہے۔ اس لقب سے ملقب ہونے کا سبب آپ نے خود بیان فرمایا ہے کہ میں کسی سفر سے بغداد پہنچا، اثنائے راہ میں، میں نے ایک نحیف الجثہ بیمار کو دیکھا جس کا رنگ بھی تبدیل ہو چکا تھا۔ اس مریض نے مجھے دیکھتے ہی کہا السلام علیک یا عبدالقادر ۔ میں نے سلام کا جواب دیا، اس نے پھر یہ کہا کہ آپ پاس تشریف لائیں، میں اس مریض کے قریب پہنچا اس نے کہا مجھے بٹھایئے، میں نے اسے سہارا دے کر بٹھا دیا، کیا دیکھتا ہوں کہ بیٹھتے ہی اس کے جسم میں تر و تازگی آ گئی اور تندرستی کے آثار ہویدا ہونے لگے، اس کا رنگ بھی نکھر گیا، یہ دیکھ کر مجھ پر خوف طاری ہو گیا، اس نے کہا اے عبدالقادر آپ مجھے شناخت کرتے ہیں، میں نے جواب میں کہا، نہیں! اس نے کہا میں آپ کے جد امجد کا دین ہوں میں کمزور اور دبلا ہو گیا

Marfat.com

تھا جیسا کہ خود آپ نے بھی مشاہدہ فرمایا خداوند تعالےٰ نے آپ کی برکت سے مجھے پھر زندگی عطا فرمائی ہے، آپ محی الدین ہیں، میں اس سے جدا ہو کر جامع مسجد پہنچا ایک شخص نے میرے جوتے میرے پاس سیدھے کر کے رکھے اور کہا اے محی الدین! جب میں نماز سے فارغ ہوا لوگ چاروں طرف سے جوق در جوق جمع ہونے لگے، میری قدم بوسی کرتے اور کہتے تھے اے محی الدین آپ کا لقب آسمانوں پر باز اشہب ہے جس کی جانب آپ نے قصیدہ میں اشارہ کیا ہے۔ (سفینۃ الاولیاء ص ۶۱)

جن وانس وملائکہ کا شیخ: غوث الثقلین نے ارشاد فرمایا ہے کہ جن وانس میرے تصرف میں ہیں، لوگ جوق در جوق آپ کی محفل میں آتے اور اسلام کی دولت سے مالا مال ہوتے تھے اور اپنے گناہوں سے توبہ کر کے واپس لوٹتے تھے، مخلوق آپ کی صحبت سے فیض یاب ہوتی تھی جنات بھی صفیں باندھے ہوئے آپ کی خدمت میں آتے اور مشرف بہ اسلام ہوتے تھے۔ اور آپ کی صحبت سے مستفیض ہوتے۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ انسانوں میں بھی مشائخ ہوتے ہیں اور جنات وملائکہ میں بھی، میں جن وانس اور ملائکہ کا واحد شیخ ہوں، شیخ ابوسعید عبداللہ بغدادی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میری ایک لڑکی کا نام فاطمہ تھا اس کی عمر سولہ ۱۶ سال کی تھی ناگہاں وہ چھت پر چڑھی اور وہاں سے غائب ہوگئی۔ غوث الثقلین کی بارگاہ اقدس میں پہنچ کر میں نے یہ عرض کی، فرمایا کہ آج رات تم بغداد کے محلہ خرابہ کرخ میں پہنچ کر زمین پر ایک دائرہ کھینچو اور بسم اللہ علےٰ بنت عبدالقادر زبان سے پڑھتے جانا اور پھر اس دائرہ میں سمٹ کر بیٹھ جانا جب کافی رات گزر جائے گی تو جنات کے ایک گروہ کا اُس طرف سے گزر ہوگا ان کی صورتیں ایک

Marfat.com

دوسرے سے مختلف ہوں گی تم ان سے خوف زدہ نہ ہونا۔صبح کے قریب جنات کا بادشاہ اپنے لشکر سمیت گزرے گا وہ تجھ سے پوچھے گا، بتا کیا کام ہے،تو یہ کہنا کہ شیخ عبدالقادر جیلانی نے مجھے آپ کی خدمت میں بھیجا ہے اپنی لڑکی کا واقعہ اسے سنا دینا،راوی کا بیان ہے کہ میں نے آپ کے حکم کی تعمیل میں سرمو فرق نہیں آنے دیا۔ جنات کے غول کے غول مختلف صورتوں اور شکلوں میں میرے سامنے سے گزرتے تھے لیکن اس دائرے کے قریب جس میں، میں بیٹھا ہوا تھا کسی کی مجال نہ تھی کہ آ سکتا،حتیٰ کہ ان کا بادشاہ ایک گھوڑے پر سوار جنات کی ایک بہت بڑی جماعت ساتھ لئے ہوئے ظاہر ہوا اور دائرہ کے مقابل آ کر کھڑا ہو گیا،اس نے مجھ سے پوچھا، تیرا کیا کام ہے؟ میں نے کہا کہ شیخ عبدالقادر جیلانی نے مجھے تیرے پاس بھیجا ہے یہ سنتے ہی وہ گھوڑے سے نیچے اترا، زمین چومی اور دائرہ کے باہر بیٹھ گیا، کہنے لگا، کس غرض کے لئے بھیجا ہے؟ میں نے اپنی لڑکی کے غائب ہونے کی روداد اسے سنائی۔اس نے فوراً حکم دیا کہ جو جن اس لڑکی کو اٹھا کر لے گیا فوراً حاضر کیا جائے، تھوڑی ہی دیر میں وہ جن لڑکی کو ساتھ لئے ہوئے حاضر کیا گیا اور کہا کہ یہ چین کے جنات میں سے ہے، بادشاہ نے اس سے پوچھا، تو نے اس لڑکی کو حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے حلقے سے کیوں اٹھایا،اس نے جواب دیا کہ مجھے یہ پسند آ گئی تھی اور اس کی محبت میرے دل میں گھر کر گئی تھی۔ بادشاہ نے حکم دیا کہ اس کا سر قلم کر دیا جائے، چنانچہ لڑکی میرے حوالے کر دی گئی۔ (سفینۃ الاولیاء ص ۶۲)

میں نے جنات کے بادشاہ سے کہا، میں نے آپ کو غوث الثقلین کا بڑا تابعدار اور معتقد پایا ہے آخر اس کا سبب کیا ہے؟ شاہ جنات نے جواب دیا، ہم اُن کے تابعدار اور فرمانبردار کیسے نہ ہوں وہ جب اپنے گھر بیٹھے بیٹھے دنیا کے جنات پر نظر کا پرتو

Marfat.com

ڈالتے ہیں تو رعب وہیبت سے جنات کا شیرازہ منتشر ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالےٰ جب کسی کو قطبیت اور غوثیت سے نوازتا ہے تو اسے تمام انس وجن پر حاکم ومتصرف کر دیتا ہے۔

(ایضاً ص ۶۲)

وطن مالوف: آپ جیلی اس لئے مشہور ہیں کہ آپ کا وطن مالوف یہی ہے، آپ کی ولادت بھی جیل میں ہوئی تھی، جیل طبرستان کی پشت کی جانب ایک ملک کا نام ہے، جسے جیلان، گیلان اور گیل بھی کہتے ہیں۔

بعض مورخین ایسے بھی ہیں جن کا خیال ہے کہ جیل دریائے دجلہ کے کنارے ایک موضع کا نام ہے، بغداد سے واسطہ کی طرف جاتے ہوئے ایک دن کی مسافت پر یہ مقام واقع ہے، ایک روایت یہ بھی ہے کہ مداین کے نزدیک ایک موضع کا نام جیل ہے ان دو موضعوں کی نسبت اور تعلق سے آپ کو جیلانی اور گیلانی کہا جاتا ہے۔

صاحب روضۃ النواظر نے جو اپنے وقت کے بہت بڑے شیخ تھے اور جن کا قول سند رکھتا ہے وہ ان دو مقامات سے آپ کی نسبت کو غلط قرار دیتے ہیں، وہ فرماتے ہیں کہ یہ تو ممکن ہے کہ حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے کچھ دنوں ان مقامات میں سکونت فرمائی ہو چنانچہ برج عجمی میں آپ کا وطنی تعلق گیلان سے ظاہر کیا گیا ہے۔ صاحب معجم البلدان نے آپ کا وطن مقام شتینہ کو قرار دیا ہے جو گیلان کے مضافات میں ہے۔ (ایضاً ص ۶۲)

روحانی نسبت: آپ کی روحانی نسبت براہ مراست آنحضرت ﷺ سے ہے، سلسلۂ طریقت میں آپ نے شیخ ابو سعید مخزومی، شیخ ابو سعید سامی اور دیگر مشائخ عظام

Marfat.com

سے خرقہ حاصل کیا ہے آخر میں آپ کی نسبت خرقہ حضرت معروف کرخی رحمۃ اللہ علیہ سے ہوتی ہوئی امام رضا رضی اللہ تعالیٰ عنہ تک پہنچتی ہے۔ آپ کے پیر صحبت شیخ حماد دباس ہیں آپ اکثر حضرت خضر علیہ السلام سے ربط وضبط رکھتے تھے، فقہی مذہب میں آپ امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کے پیرو ہیں، امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ اور امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کے مذہب پر آپ فتویٰ دیا کرتے تھے۔

شیخ بقا بن بطو رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ ایک دن غوث الثقلین، حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر حاضری کے لئے گئے۔ میں نے دیکھا کہ امام احمد بن حنبل علیہ الرحمۃ اپنے مزار سے باہر تشریف لے آئے ہیں اور غوث اعظم سے بغل گیر ہو رہے ہیں اور فرماتے ہیں کہ اے عبدالقادر! میں علم شریعت، علم حقیقت اور علم طریقت میں تیرا دست نگر ہوں۔ (ایضاً ص ۶۳)

والدہ ماجدہ: آپ کی والدہ ماجدہ کی کنیت ام الخیر ہے اور نام ولقب امۃ الجبار فاطمہ بنت شیخ عبداللہ صومعی ہے، جو گیلان میں اپنے وقت کے شیخ، مقتدا اور مستجاب الدعوات بزرگ گزرے ہیں، مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ علیہ رقمطراز ہیں کہ شیخ عبداللہ صومعی اپنے زمانے کے سرگروہ زہاد تھے اور خداوند تعالیٰ نے آپ کو کمالات وفضائل عطا فرمائے تھے، اگر آپ کسی سے برہم ہوتے تو اللہ تعالیٰ آپ کی جانب سے فوراً انتقام لے لیتا۔ جیسی آپ کی خواہش ہوتی، پروردگار کے حکم سے پوری ہوتی۔ آپ جس واقعہ کے ظہور کے بارے میں پیش گوئی فرما دیتے وہ ضرور وقوع میں آتا۔ غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی والدہ ماجدہ خدا رسیدہ خاتون تھیں، ان پر خداوند قدوس کی بڑی

Marfat.com

عنایات تھیں۔غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے صاحبزادے شیخ عبدالرزاق رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ہے کہ جس وقت غوث صمدانی اپنے والد ماجد کے صلب سے اپنی مادر محترمہ ومشفقہ کے رحم میں منتقل ہوئے ، موخر الذکر کی عمر ۶۰ سال کی تھی، جس عمر میں اولاد کی امید نہیں ہوتی اسے بھی غوث صمدانی کی کرامات ہی پر محمول کیا جاسکتا ہے، آپ کی والدہ ماجدہ بڑی پاک نفس، صالحہ اور کمالات باطنی کی حامل تھیں۔(ایضاً ص ۶۳)

مادرزادولی: ماہ رمضان کی پہلی شب ۴۷۰ھ یا ۴۷۱ھ میں آپ کی ولادت بمقام جیلان ہوئی۔آپ کی والدہ ماجدہ کا بیان ہے کہ جب میرا لڑکا عبدالقادر متولد ہوا تو بپاس احترام پورے رمضان میں دن بھر کبھی میرے دودھ کو منہ نہیں لگایا۔ایک مرتبہ کا واقعہ ہے کہ مطلع ابر آلود تھا اور چاند نظر نہیں آسکا تھا لوگوں نے مجھ سے صورت حال دریافت کی تو میں نے کہا، آج میرے لڑکے عبدالقادر نے دودھ نہیں پیا ہے، بعد میں معلوم ہوا کہ اس روز رمضان المبارک کی پہلی تاریخ تھی۔(ایضاً ص ۶۳)

عالم شباب: آپ فرماتے تھے کہ ابتدائے جوانی میں جب کبھی مجھ پر نیند غالب آتی تو میرے کانوں میں آواز آتی عبدالقادر! ہم نے تجھے سونے اور نیند لینے کے لئے پیدا نہیں کیا، جب میں مکتب کا رخ کرتا تو فرشتوں کی آوازیں میرے گوش گزار ہوتیں، وہ کہتے کہ ہٹو اور ولی اللہ کے لئے راستہ چھوڑو۔

آپ اٹھارہ سال کے تھے کہ جیلان سے عازم بغداد ہوئے اور ۴۸۸ھ میں بمقام بغداد حصول علم میں مشغول ہوگئے آپ نے سب سے پہلے قرآن حکیم حفظ کیا پھر فقہ وحدیث اور دیگر دینی علوم سے فراغت حاصل کی کچھ ہی دنوں میں آپ اپنے

Marfat.com

دوسرے معاصرین سے گویا سبقت لے گئے اور ان سب پر آپ کو فضیلت حاصل ہوگئی اس پہلے سفر میں ساٹھ بڑے بڑے ڈاکوؤں نے آپکے دست حق پر توبہ کی اور حلقہ مریدین میں شامل ہوئے ۵۲۱ھ میں آنحضرت ﷺ اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے ارشاد کے بموجب آنحضرت ﷺ کا لعاب دہن آپ کے منہ میں ڈالا گیا، اس کے بعد آپ نے منبر رسول پر وعظ و تلقین اور دعوت و تبلیغ کا سلسلہ شروع کر دیا آپ کی نظر تمام علوم پر تھی اور ہر علم سے متعلق آپ کلام فرماتے تھے۔ وعظ کے دوران آپ فرمایا کرتے تھے، اے اہل آسمان و زمین آؤ اور میری بات دھیان سے سنو اور مجھ سے کچھ سبق لو میں اس روئے زمین پر آنحضرت ﷺ کا وارث ہوں آؤ میری مجلس وہ مجلس ہے جہاں خلعتیں بخشی جاتی ہیں اور خداوند قدوس میرے قلب پر اپنی تجلی کا پرتو ڈالتا ہے آپ کی مجلس وعظ میں ستر ستر ہزار کی تعداد میں سامعین شریک ہوتے تھے اور چار چار سو اشخاص آپ کا کلام نقل کرتے جاتے تھے، جب مجلس اختتام کو پہنچتی تو شدت تاثر اور وجد و ذوق کے عالم میں دو تین اشخاص جان بحق تسلیم ہوجاتے تھے۔ آپ کا کلام حقائق و معارف سے لبریز ہوتا تھا۔ (سفینۃ الاولیاء ص ۶۴)

مجلس وعظ: شیخ ابوسعید قیلوی رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ہے کہ میں نے آپ کی مجلس وعظ میں آنحضرت ﷺ، انبیاء کرام علیہم السلام اور جن و ملائکہ کو قطار در قطار اور صف بہ صف مشاہدہ کیا ہے۔

حلیہ مبارک: آپ کی تصانیف میں غنیۃ الطالبین، فتوح الغیب کو شہرت دوام حاصل ہے۔ معتبر و مستند کتب میں آپ کا حلیہ مبارک کچھ اس طرح تحریر کیا گیا

Marfat.com

ہے۔ نحیف الجسم، میانہ قد، کشادہ سینہ، بلند پیشانی، گندمی رنگ، دونوں بھویں ملی ہوئی۔ آپ کی آواز بھاری اور بلند تھی، عالمانہ پوشاک زیب تن فرمایا کرتے، کبھی اطلس کا لباس ہوتا اور کبھی ایسی پوشاک ہوتی جو ایک گز فی دینار کی قیمت سے حاصل ہوتی۔ اکثر و بیشتر جبہ زیب تن فرماتے تھے۔ آپ فرماتے تھے کہ میں اس وقت تک لباس نہیں پہنتا جب تک مجھے پہننے کا حکم نہ ملے، میں نہیں کھاتا جب تک وہ خود مجھے نہ کھلائیں اور جب تک وہ اذن گویائی نہ دیں میں اپنی زبان کو بھی جنبش نہیں دیتا اگر کوئی آپ کی خدمت میں نذر پیش کرتا تو اسے قبول فرما لیتے تھے، لیکن امراء و سلاطین سے نہیں بلکہ عوام سے اور اسی وقت حاضرین میں یہ نذر تقسیم کر دی جاتی تھی۔ (ایضاً ص ۶۴)

حاکم دین اور حاکم دنیا: ایک دن خلیفہ بغداد مستنجد باللہ نے آپ کی خدمت میں حاضری دی اور ساتھ ہی اشرفیوں کی دس تھیلیاں بھی پیش کیں آپ نے فرمایا، مجھے ان کی ضرورت نہیں ہے جب خلیفہ نے زیادہ اصرار کیا تو آپ نے ایک تھیلی کو دائیں ہاتھ میں اور ایک کو بائیں ہاتھ میں اٹھا لیا، پھر جب ان کو دبایا تو ان میں سے خون ٹپکا۔ فرمایا اے ابو المظفر! خدا سے تجھے شرم آنی چاہیے کہ تو مخلوق کا خون چوستا ہے اور اپنے اوپر ذمہ داری عاید کر لیتا ہے اور پھر میرے پاس آیا ہے، خلیفہ پر بے ہوشی طاری ہو گئی، پھر آپ نے فرمایا کہ اگر اسے سرورِ کونین سے نسبت نہ ہوتی تو میں ان کو اتنا نچوڑتا کہ یہ خون اس کے محل تک بہتا ہوا چلا جائے۔

حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کبھی کسی خلیفہ اور امیر و کبیر کے مکان پر نہ جاتے، ان کے بستر پر کبھی نہ بیٹھتے اور نہ ان کی تعظیم اور ادب کرتے تھے، جب آپ کے پاس

Marfat.com

کوئی عباسی خلیفہ آتا تو آپ مکان میں داخل ہو جاتے اور پھر واپس آتے، اس میں مصلحت یہ تھی کہ آپ کو خلیفہ کے لئے قیام نہ کرنا پڑے، خلیفہ سے گفتگو کے دوران آپ مبالغہ سے کام نہ لیتے۔ خلیفہ آپ کی دست بوسی کرتا اور جب تک آپ کی خدمت میں رہتا مودب بیٹھا رہتا اور یہ عرض کیا کرتا، حضرت جو ارشاد فرمائیں چشم ماروشن دل ماشاد اور جب آپ خلیفہ کے نام کوئی تحریر سپرد قلم فرماتے تو انداز یہ ہوتا کہ عبدالقادر! تجھے یہ حکم دیتا ہے اور اس کا حکم تیرے لئے واجب الاتباع ہے اور تیرا فائدہ بھی اسی کی تعمیل میں ہے۔ کل قیامت کے دن یہ حکم اور اس حکم کی تعمیل تیرے لئے حجت و برہان کا کام دے گی۔ جب خلیفہ کے پاس آپ کا فرمان پہنچتا تو اسے آنکھوں سے لگاتا اور سر پر رکھتا۔

(ایضاً ص ۶۵)

مجسمہ اخلاق: روایات میں آیا ہے کہ حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ سے زیادہ خوش خلق، شریف النفس، باحیا، حلیم الطبع اور رقیق القلب آپ کے معاصرین میں اور کوئی نہ تھا۔ چنانچہ آپ کے ہم نشینوں کو اپنی اپنی جگہ یہ احساس ہوتا تھا کہ مورد التفات اور مرکز توجہ اسی کا وجود ہے، کسی سائل کو آپ کبھی محروم نہ فرماتے۔ جس مریض کے مرض کو اطبا لاعلاج قرار دیتے اور اس کے علاج سے عاجز آجاتے، اسے آپ کی خدمت میں لایا جاتا، ہاتھ سے چھوتے ہی اس کی صحت عود کر آتی تھی۔ (ایضاً ص ۶۵)

چور سے ابدال: ایک دفعہ کی بات ہے کہ ایک چور حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے مکان میں گھس آیا۔ اس کی بصارت زائل ہوگئی اور مکان سے کچھ بھی نہ لے جا سکا۔ اسی اثنا میں حضرت خضر علیہ السلام آپ کی خدمت میں آئے اور فرمایا کہ اے اللہ کے

Marfat.com

دوست! ایک ابدال کا انتقال ہوگیا ہے۔ جس کے بارے میں آپ کا اذن ہو اسے منصب پر فائز کر دیا جائے۔ فرمایا ہمارے گھر میں ایک شخص بڑی شکستہ دلی اور محرومی کے عالم میں ہے جاؤ اور اسے لے آؤ، اسے ابدال کی جگہ مقرر کرنا ہے۔ حضرت خضر علیہ السلام اسے گھر سے باہر لائے اور حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے حضور پیش کیا، آپ کی ایک ہی نظر اس پر پڑی تھی کہ وہ بینا ہوگیا، آپ نے اسے بکمال اعزاز ابدالیت کا منصب سونپا۔ آپ کے دولت خانہ میں متاع عرفان کے سوائے اور تھا ہی کیا جسے چور چرا کے لے جاتا، جو کچھ لینے کی نیت سے آیا تھا چنانچہ آپ نے اسے اس کی خواہش اور توقع سے زیادہ عطا فرمایا، یعنی مقام ابدالیت پر فائز کر دیا۔ (سفینۃ الاولیاء ص ۴۰۰)

بیان کیا جاتا ہے کہ اقطاب وابدال اور اوتاد کا تقرر اور ان کی معزولی آپ کے اختیار میں تھی، جس کسی کو چاہتے اس کے عہدہ سے برطرف فرما دیتے اور اس کی جگہ دوسرے کا تقرر فرما دیتے تھے، چنانچہ ایک دفعہ ایک ابدال کا انتقال ہوا تو قسطنطنیہ سے ایک کافر کو طلب کیا اور اس کی مونچھیں ہلکی کر کے اس کا نام محمد رکھ دیا۔ اپنا عمامہ اس کے سر پر باندھا اور اسے ابدالوں کی جماعت میں شامل کر دیا۔ (ایضا ص ۶۵)

ایک مرد غیب: ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ رجال غیب میں سے کوئی شخص ہوا میں پرواز کر رہا تھا، جب اس کا گزر بغداد سے ہوا تو اس کے دل میں یہ خیال گزرا کہ بغداد میں ایک بھی مرد خدا نہیں ہے، حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ اس کے خطرہ باطنی پر مطلع ہوئے اور آپ نے اس کے کمالات سلب کر لئے۔ وہ مرد غیب ہوا سے اتر کر حضرت کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا اور اس نے اپنے قصور کی معافی چاہی، اور خلوص دل سے توبہ کی،

Marfat.com

آپ نے اس کے کمالات اسے سونپ دیئے اور وہ حسب سابق ہوا میں پرواز کرتا ہوا واپس چلا گیا۔ (سفینۃ الاولیاء: ص ٦٦)

غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے تمام اشغال شریعت کے عین مطابق تھے، اگر آپ کسی کو خلاف شرع افعال کا مرتکب پاتے تو اسکے احوال اس سے سلب کر لیتے تھے۔ آپ فرمایا کرتے کہ اے لوگو! شریعت کا لحاظ اور اس کا احترام کرو، میں تمہیں خبردار کرتا ہوں کہ تمہارا کوئی فعل مجھ سے پوشیدہ نہیں ہے، جو کچھ تم کھاتے پیتے اور جمع کر رکھتے ہو میری نگاہوں کے سامنے ہے، میں تمہارے ظاہر و باطن کو اپنے آئینہ تصور میں دیکھ لیتا ہوں۔ (ایضاً ص ٦٦)

خضر کی نظر میں: کسی بزرگ نے حضرت خضر علیہ السلام سے غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے جواب دیا کہ اللہ تعالےٰ نے جو بلند مقام آپ کو مرحمت کیا ہے وہ کسی اور کو نصیب نہیں ہوا خدا نے آپ کو اپنی محبت کا ذائقہ چکھایا ہے، انہوں نے یہ بھی کہا کہ غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ امتیازی خصوصیات کے مالک ہیں، اپنے زمانے کے اغواث واقطاب میں آپ کا مقام نہایت بلند ہے۔ (سفینۃ الاولیا ص ٦٦)

مشائخ کی محفل: روایات میں آیا ہے کہ غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے ایک دن اپنی خانقاہ میں ایک مجلس کے انعقاد کا اہتمام کیا اس میں تقریباً ایک سو مشائخ شریک تھے۔ غوث الثقلین شیخ محی الدین عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ منبر پر رونق افروز تھے اور ایک فصیح و بلیغ تقریر ارشاد فرما رہے تھے، خطبہ کے دوران آپ نے ارشاد فرمایا۔ قدمی هذه علی رقبة کل ولی الله. میرا قدم ہر ولی اللہ کی گردن پر ہے۔ شیخ علی ہیتی رحمۃ

Marfat.com

اللہ علیہ اور منبر کے قریب پہنچے، انہوں نے غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کا قدم مبارک اپنی گردن پر رکھا اور آپ کے دامن کے نیچے سے ہوکر گزرے، حاضرین میں جو تمام اولیاء اللہ تھے انہوں نے اپنی گردنیں جھکالیں۔

جس کے آگے جھکی گردن اولیاء
اس قدم کی کرامت پہ لاکھوں سلام

شیخ ابوسعید قیلوی رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ہے کہ جب آپ کی زبان سے یہ کلمات صادر ہو رہے تھے، اللہ تعالیٰ نے آپ کے دل پر اپنے انوار وتجلیات کا پرتو ڈالا۔ آنحضرت ﷺ، جملہ ملائکہ، ارواح اور تمام اولیائے کرام کے ساتھ تشریف لائے اور غوث اعظم کو غوثیت کے خلعت سے نوازا، چاروں طرف سے ملائکہ اور رجال غیب موصوف کو اپنے جلو میں لئے ہوئے تھے، فضا میں صفیں بندھی ہوئی تھیں اور روئے زمین پر کوئی ایسا ولی یا ایسا درویش نہ تھا، جس نے اپنی گردن آپ کے آگے خم نہ کی ہو۔

(سفینۃ الاولیاء ص ٦٧)

منکر کا حال: روایات میں آیا ہے کہ ایران کے ایک بزرگ نے آپ کی عظمت کا لوہا نہیں مانا اور نہ اس نے آپ کے حضور سرِ تسلیم خم کیا، اسے یہ سزا ملی کی قدرت نے اس کے کمالات پر خطِ تنسیخ کھینچ دیا اور اس کی ولایت ایک سادہ ورق ہوکر رہ گئی، نظر بہ ظاہر اس حقیقت میں کوئی شبہ نہیں کہ اس نوعیت کا دعویٰ اور خداوند قدوس کے حکم سے اس انداز کا اعلان فضل الٰہی اور عنایت ایزدی کا ثمرہ اور آنحضرت ﷺ کی تائید وتوثیق کا صدقہ ہی ہوسکتا ہے، نیز یہ دلیل ہے اس امر کی، روئے زمین کے تمام اولیائے کرام رحمہم اللہ

Marfat.com

اجمعین نے آپ کی عظمت ولایت کا صرف اعتراف ہی نہیں کیا بلکہ آپ کے ارشاد کو بھی بطیّب خاطر اپنے دل میں جگہ دی۔ اس بلند ترین مقام تک کسی بڑے سے بڑے ولی کی رسائی نہیں ہو سکی۔ (ایضاً ص ٦٧)

ایں سعادت بزور بازو نیست

تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

﴿ذالك فضل الله يوتيه من يشاء والله ذو الفضل العظيم﴾

ترجمہ: یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے جسے چاہتا ہے وہ اس سے نوازتا ہے اور اللہ صاحب فضل عظیم ہے۔

مشائخ کی پیش گوئی: ابھی آپ ایام طفولیت میں تھے کہ بعض بالغ نظر اولیاء اللہ نے یہ پیش گوئی کی تھی کہ یہ عجمی نوجوان وہ ہے جس کے قدم تمام اولیاء اللہ کی گردن پر ہوں گے۔ مشائخ کبار رحمۃ اللہ علیہم نے اس واقعہ کے ظہور سے ایک صدی قبل آپ کے مقام اور آپ کی جلالتِ شان کی پیش گوئی کی تھی جن میں شیخ ابو بکر بن مرار بطاجی رحمۃ اللہ علیہ بھی جو غزہ کے بزرگ ترین مشائخ میں سے صاحب مقام شیخ ہوئے ہیں اور جنہوں نے خواب میں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے دست اقدس پر بیعت کی تھی اور بلا واسطہ بارگاہ صدیقیت سے خرقہ ولایت حاصل کیا تھا، فرمایا ہے کہ میں نے اللہ تعالیٰ سے یہ عہد کر لیا تھا کہ میرے مزار کے احاطے میں جو شخص بھی داخل ہو اس پر آتش دوزخ حرام کر دے، ان کا مزار عالیہ بطائح میں ہے اور ان کی یہ مشہور کرامت ہے کہ مزار سے متصل گوشت یا مچھلی کو کتنا ہی پکانا چاہیں نہیں پکتی تھی۔ (ایضاً ص ٦٨)

Marfat.com

سات اوتاد: منقول ہے کہ عراق کے سات اوتاد ہیں۔معروف کرخی رحمۃ اللہ علیہ ،امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ، بشر حافی رحمۃ اللہ علیہ، منصور بن عمار رحمۃ اللہ علیہ، جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ، سہل بن عبداللہ تستری رحمۃ اللہ علیہ اور شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ۔ان متذکرہ بالا مشائخ سے دریافت کیا گیا کہ یہ شیخ عبدالقادر کون ہیں؟ جواب میں انہوں نے فرمایا، ایک شریف النفس عجمی ہیں جن کی ولایت بغداد میں ہوگی اور ان کا ظہور قرن پنجم میں ہوگا، شیخ محمد قشتکی رحمۃ اللہ علیہ نے جو شیخ ابوبکر بطانجی کے خاص الخاص مرید ہیں، جن کا شمار عراق کے مشائخ کبار میں ہوتا ہے۔جو صاحب مقام بزرگ ہوئے ہیں اور جن کا مزار حدادیہ (بطائج کے مضافات میں ایک قریہ ہے) میں ہے۔فرمایا ہے کہ شیخ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ ایسے بزرگ ہوں گے کہ ان کے اقوال وافعال کی اتباع کی جائے گی اور اللہ تعالیٰ ان کے صدقے میں ہزاروں کو مقامات بلند پر سرفراز کرے گا، بروز قیامت پچھلی امتوں کے مقابلے میں پروردگار کو اگر کسی امت کے کسی شیخ پر ناز ہوگا تو وہ یہی ہیں۔

بدن کی لطافت: غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا ہے کہ ہر ولی اللہ کسی نہ کسی پیغمبر کے نقش قدم پر چلتا ہے۔میں اپنے جد امجد آنحضرت ﷺ کے نقش قدم پر چلتا ہوں، جہاں جہاں میرے جد امجد کے قدموں کے نشان ہیں، میں نے انہی مقامات پر اپنے قدم رکھے ہیں، ہاں البتہ نبوت کا مقام وہ مقام ہے جس کی راہ پر چلنا کسی غیر نبی کے بس کی بات نہیں،اس سلسلے میں، میں اپنے آپ کو معذور پاتا ہوں۔اس سے آپ کے مقام کی رفعت نیز اتباع سنت نبوی کی شان کا کچھ نہ کچھ اندازہ کیا جا سکتا ہے۔

شیخ شریف بن خضر حسن موصلی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ میں نے اپنے پدر

Marfat.com

بزرگوار سے سنا، وہ فرماتے تھے کہ میں غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت بابرکت میں تیرہ ۱۳ سال تک رہا، میں نے اس عرصے میں نہ تو آپ کے جسم پر کوئی مکھی بیٹھی دیکھی اور نہ یہ دیکھا کہ آپ کو ناک سنکنے کی حاجت پیش آئی ہو۔ (ایضاً ص ۶۸)

مشائخ کی ارادت: مشائخ وقت آپ کے ارادت مند تھے، امام یافعی رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ہے کہ یمن کے اکثر مشائخ نے غوث اعظم سے اپنی نسبت درست کی ہے خواجۂ خواجگاں حضرت معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ اور شیخ شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ آپ کی صحبت سے فیض باطن حاصل کرتے تھے۔

روایات میں آیا ہے کہ کسی نے شیخ عقیل رحمۃ اللہ علیہ کے حضور یہ تذکرہ کیا کہ بغداد میں ایک عجمی نوجوان ہے، جسے عبدالقادر کہتے ہیں اسے بڑی شہرت اور ہردلعزیزی کا مقام حاصل ہے، موصوف نے فرمایا کہ زمین سے زیادہ آسمانوں پر اس کی شہرت ہے۔ شیخ ابو بغزائی رحمۃ اللہ علیہ سے، جو مغرب کے بہت بڑے شیخ تھے، ان کے کسی دوست نے عرض کیا کہ ہم بغداد کا قصد رکھتے ہیں، موصوف نے فرمایا جب بغداد پہنچو تو وہاں شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت اقدس میں ضرور حاضر باش رہنا، خدا کی قسم! عجم میں اس بزرگ کا ثانی آج تک نہیں پیدا ہوا اور نہ عراق میں اس شان کا بزرگ دیکھنے میں آیا ہے۔ اس کی ہستی پر نہ صرف مشرق بلکہ مغرب کو بھی سو سو ناز ہیں۔ دوسرے اولیاء کرام سے فضائل و کمالات میں اس بزرگ کا پایہ بدرجہا بلند ہے۔ جب ان کی خدمت میں حاضری کا شرف حاصل ہو تو میری جانب سے سلام عرض کرنا نیز یہ درخواست کرنا کہ وہ مجھے اپنی دعاؤں میں نہ بھولیں۔ (ایضاً ص ۶۹)

Marfat.com

شانِ مجاہدہ: آپ نے خود فرمایا ہے کہ میں نے پچیس سال تک جنگلوں کی خاک چھانی ہے۔ پورے چالیس سال تک عشا کے وضو سے نماز فجر ادا کی ہے۔ پندرہ سال عشا کے بعد ایک پاؤں پر کھڑے کھڑے نماز فجر تک ایک قرآن روزانہ ختم کیا ہے۔ ایک رات کو میرے نفس نے مجھے سو رہنے پر آمادہ کیا اور میرے دل میں یہ وسوسہ ڈالا کہ اگر رات کو تھوڑی دیر کے لئے آرام کر لیا جائے تو اس میں کیا مضائقہ ہے۔ میں نے نفس کی اس خواہش کو پامال کر ڈالا اور ایک پاؤں پر کھڑے ہو کر ختم قرآن کیا۔ نیند مجھے نت نئے انداز پر آتی لیکن اس وحشت ناکی کے ساتھ اس کی گوشمالی کرتا کہ اس کے اثرات زائل ہو جاتے۔ آپ نے یہ بھی فرمایا ہے کہ چالیس چالیس روز، روزے سے رہتا، عراق کے بیابان میں، میں نے گیارہ سال ایک عجمی برج میں گزارے ہیں، اس برج کو عجمی برج صرف میری نسبت سے کہتے ہیں۔ آپ کے صاحبزادے شیخ عبدالرزاق رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ہے کہ غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے، میرے ہاتھ میں ایک کاغذ دیا گیا، میں نے بنظر غائر دیکھا کہ میرے اصحاب اور مریدین بروز قیامت اپنے آپ کو مجھ سے منسوب کر کے اپنی اصلاح کے طلبگار ہوں گے، مجھے حکم ہوا ہے کہ میں نے ان سب کو تیرے سبب بخش دیا ہے۔ (ایضاً ص ٦٩)

مریدوں سے پیار: روایات میں آیا ہے کہ غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ بخدائے لایزال میں اس وقت تک اپنا سر سجدہ سے نہ اٹھاؤں گا جب تک میرے مریدوں کو میرے ساتھ جنت میں داخلے کی اجازت نہیں ملے گی۔ آپ نے فرمایا کہ اگر میرا مرید مشرق میں ہوگا اور میں مغرب میں اور اس پر برہنگی مسلط ہوگی تو میں اسے اپنے

Marfat.com

دامن میں جگہ دوں گا۔

نقل ہے کہ شیخ عمران رحمۃ اللہ علیہ نے غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ سے دریافت کیا کہ اگر کوئی شخص یہ کہے کہ میں آپ کا مرید ہوں اور حقیقت میں اس نے دست اقدس پر بیعت نہ کی ہو اور نہ آپ سے خرقہ پہنا ہو تو ہم اسے آپ کے مریدین کے حلقہ میں شامل سمجھیں یا نہیں۔ آپ نے جواب دیا کہ جو شخص بھی اپنی نسبت مجھ سے ظاہر کرے گا۔ حق تعالےٰ اسے شرف قبول سے نوازے گا اور اس کی خطاؤں سے بھی درگزر کرے گا، اس کا شمار میرے مریدوں ہی میں ہوگا۔

روایات میں آیا ہے کہ شیخ عمر بزاز مسے غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ نسے غرمایا کہ حسین بن منصور حلاج رحمۃ اللہ علیہ سے فروگذاشت ہوئی، ان کے زمانہ میں کوئی ایسا نہ تھا جو ان کو راہ راست پر لاتا۔ اگر اس دور میں، میں ہوتا تو میں ضرور ان کی مدد کرتا، میرے مریدوں میں سے جس کسی سے بھی لغزش سرزد ہوگی، میں اس کی رہنمائی اور دستگیری کروں گا۔ غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے مریدوں کے لئے یہ خوش خبری کچھ کم نہیں ہے، ایسے مریدوں کے لئے جن کے امام، ابوحنیفہ، امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہوں اور جن کے ہادی ختم المرسلین، محمد مصطفےٰ ﷺ ہوں۔ خوش بختی ہے ان کے لئے جنہیں ایسی سعادت اور ایسا فخر نصیب ہو اور جنہیں اس بارگاہ غوثیت سے ارادت مندی اور عقیدت کیشی ہو، مجھے امید ہے کہ اس فقیر کا درگاہِ غوثیہ کے نیاز کیشوں میں شمار ہوگا اور غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی خصوصی توجہ اور خاص عنایت سے اس کو دنیا اور آخرت میں فلاح ونجات حاصل ہوگی۔ مجھے بھی حضرت کے مریدین اور درگاہِ غوثیہ کے عقیدت کیشوں میں شمولیت کا شرف حاصل ہوگا۔ (ایضاً ص ۷۰)

Marfat.com

زیارت کا انعام: غوث الثقلین رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ جس کسی کو میرے حلقہ درس میں شمولیت کا اتفاق ہوا ہے یا جس نے میری زیارت کی ہے قبر کے فشار اور قیامت کے عذاب میں اس کے لئے کمی کردی جائے گی۔

روایات میں آیا ہے کہ ہمدان سے ایک مشتاق زیارت غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا اور اس نے یہ عرض کیا کہ حضرت! میرے والد ماجد اس دنیا سے رخصت ہو گئے ہیں، انہیں میں نے خواب میں دیکھا تو انہوں نے مجھے یہ اطلاع دی کہ قبر میں مجھ پر عذاب ہو رہا ہے اور یہ کہ تم غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے پاس جا کر دعا کی درخواست کرو۔ آپ نے دریافت فرمایا، کیا وہ ہمارے حلقہ درس میں شامل ہوا ہے، جواب میں اس شخص نے کہا کہ شامل تو ہوا ہے اس پر آپ نے سکوت اختیار کیا، دوسرے دن وہ شخص پھر حاضر ہوا اور عرض کیا کہ رات کے خواب میں، میں نے اپنے والد محترم کو بہت ہشاش بشاش دیکھا ہے، وہ سبز لباس پہنے ہوئے تھے اور یہ فرماتے تھے کہ عذاب قبر مجھ سے دور کر دیا گیا ہے یہ پوشاک جو میں نے پہنی ہوئی ہے، شیخ کے صدقے میں مجھے مرحمت کی گئی ہے، تجھے چاہئے کہ تو ہمیشہ شیخ کی خدمت میں حاضر باش رہا کر، وہ آنکھیں بڑی خوش نصیب ہیں جنہیں حضور کے دیدار کی سعادت حاصل ہوئی ہے، وہ کان کتنے مبارک ہیں جن میں آپ کی آواز کی بھنک پڑی ہے اور وہ شخص جس نے آپ کے حلقہ درس میں شمولیت کی وہ بھی بڑا خوش نصیب ہے۔ (ایضاً ص ۷۰)

اعلیٰ شخصیت: شیخ علی ہیتی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ میں نے غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے خرقہ وطائفہ سے زیادہ بابرکت خرقہ وطائفہ اور کہیں نہیں، دیکھا اور اس روز

Marfat.com

سے زیادہ مبارک دن اور کوئی نہیں جس دن میں نے غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت کی

...........اہل یمن میں سے ایک شخص کی یہ آرزو تھی کہ میں یمن کے کسی عظیم المرتبت شخص کے دست مبارک پر مشرف بہ اسلام ہوں گا۔ خواب میں اس شخص نے دیکھا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام رونق افروز ہیں اور فرمارہے ہیں کہ تو بغداد جا اور غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے دست حق پر مشرف بہ اسلام ہو جا، کیونکہ تمام روئے زمین پر ان سے اعلیٰ وارفع شخصیت اور کسی کی نہیں ہے۔

---- شیخ ابوعمرو بن مرزوقی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ شیخ محی الدین عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ ہمارے شیخ اور ہمارے امام ہیں، جو شیخ بھی خدا کی راہ پر گامزن ہونا چاہتا ہے اور اس راہ میں اسے کوئی مقام حاصل ہوتا ہے وہ شیخ کی برکت سے حاصل ہوتا ہے اور وہی دراصل اس کے پیشوا اور مقتدا ہیں۔

---۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے ہر دور کے اولیاء اللہ سے یہ عہد کیا ہے کہ وہ شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے لئے ہر اس نسبت فیض کو مخصوص کر دے گا جو آنحضرت ﷺ کے توسط سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہ کو حاصل ہوا اور آئندہ تمام اولیاء اللہ اس فیض سے بہ توسط غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ بہرہ یاب ہوں گے۔ آپ کی ہستی وہ ہستی ہے جسے تمام اولیاء اللہ کے مراتب کا علم ہے، لیکن دوسروں کو اس شیخ کے اعلیٰ کمالات کا علم نہیں ہے۔ اس منزل میں خدا کی خوشنودی حاصل ہوتی ہے، سنت محمدی کی اتباع کا شرف ملتا ہے۔

مخلوق کا مفاد: غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا، کہ میں نے یہ عہد کرلیا تھا کہ میری زندگی جنگلوں میں بسر ہوگی، لیکن اللہ تعالےٰ نے مخلوق کا مفاد میری ذات سے

Marfat.com

وابستہ کر دیا۔ اس وقت تک میرے ہاتھ پر ایک لاکھ شخص نے توبہ کی ہے............شیخ ابو محمد محلی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ ایک روز میں حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت سے مشرف ہوا، کچھ عرصے تک ان کی خدمت میں قیام پذیر رہا جب میں نے مصر واپس جانے کا ارادہ کیا تو آپ سے اجازت طلب کی، آپ نے فرمایا، کبھی کوئی چیز کسی سے نہ مانگنا، اپنی انگشت مبارک آپ نے میرے منہ میں داخل کی اور ارشاد فرمایا، کہ اسے بار بار چوسو، چنانچہ میں نے ایسا ہی کیا۔ بغداد سے مصر تک کی مسافت میں مجھے نہ بھوک محسوس ہوئی، نہ زیارت، اپنے جسم میں، میں نے پہلے سے زیادہ توانائی پائی

☆......شیخ ابوالمظفر اسمٰعیل رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے کہ ایک دفعہ شیخ علی ہتیمی رحمۃ اللہ علیہ کچھ علیل ہو گئے۔ غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ ان کی عیادت کے لئے تشریف لائے، اس جگہ کھجور کے دو درخت سوکھ گئے تھے، چار سال سے ان پر کوئی پھل نہیں آتا تھا۔ حضرت نے ان درختوں کے نیچے بیٹھ کر وضو کا اہتمام فرمایا اور دو رکعت نماز بھی ادا کی، ایک ہفتہ بھی نہ گزرا تھا کہ دونوں درخت سرسبز و شاداب ہو گئے اور ان کے پھل بھی آنے لگے۔

☆......روایات میں آیا ہے کہ ایک مرتبہ ایک شخص آپ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا، اور عرض کیا کہ میری بیوی حمل سے ہے، میری آرزو ہے کہ میرے یہاں لڑکا متولد ہو۔ آپ نے فرمایا، انشاء اللہ لڑکا ہی ہوگا لیکن جب بچہ پیدا ہوا تو لڑکی تھی، وہ شخص اسے لئے ہوئے حاضر خدمت ہوا اور عرض کیا، حضرت! یہ لڑکی ہے، جو میرے یہاں پیدا ہوئی ہے، فرمایا گھر جاؤ اور اسے کپڑے میں لپیٹ لو، پھر دیکھنا ہے کہ غیب سے کیا ظہور میں آتا ہے، تھوڑی دیر میں کیا دیکھا کہ وہ لڑکی نہ تھی، بلکہ لڑکا تھا۔

Marfat.com

☆......شیخ ابوالمسعود رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے کہ غوث الثقلین ارشاد فرماتے تھے کہ آفتاب و ماہتاب جب طلوع ہوتے ہیں تو مجھے ہدیہ سلام پیش کرتے ہیں ۔علی ہذا القیاس سال ، مہینہ، ہفتہ اور دن بھی مجھے سلام کرتے ہیں اور ان میں جو خیر و شر مخفی ہوتا ہے، اس سے مجھے مطلع کرتے ہیں۔

☆......غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے صاحبزادہ سیف الدین عبدالوہاب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ ہر ماہ اپنے ظہور سے قبل میرے پدر بزرگوار کی خدمت میں حاضری دیتا اگر اس ماہ میں کچھ سختی ہوتی تو اس کا ظہور مکروہ شکل میں ہوتا، اگر اس میں خوشحالی اور خیر کا پہلو ہوتا تو اس کی جلوہ نمائی بہترین شکل میں ہوتی ....۵۶۰ھ جمادی الآخر کے مہینے میں بروز جمعہ اولیاء و مشائخ کی ایک جماعت غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر تھی کہ اس اثنا میں ایک خوش شکل نوجوان آیا اور سلام مسنون عرض کیا ، بایں انداز ، السلام علیک یا ولی اللہ، میں مہر و مروت سے بھرپور مہینہ ہوں ۔ میرے اندر کوئی شر اور کوئی سختی نہیں ہے۔ کہتے ہیں کہ آئندہ رجب المرجب میں رحمت برکت اور خیر و سعادت کے سوائے کوئی تنگی یا تلخی نہیں ہے۔ (ایضاً ص ۱۷)

مہینوں کی حاضری: رجب کے آخر میں بروز یکشنبہ ایک بدصورت و بدہیت شخص حاضر ہوا اور آتے ہی سلام عرض کیا ....السلام علیک یا ولی اللہ! میں شعبان کا مہینہ ہوں، آپ کی قدم بوسی کے لئے حاضر ہوا ہوں ۔ میرے دامن میں اہل بغداد کی موتیں، حجاز کا قحط اور خراسان کے قتل عام کی وبائیں چھپی ہوئی ہیں، جب یہ مہینہ آیا تو جو کچھ اس نے بیان کیا تھا، ٹھیک ٹھیک اس کے مطابق ہوا۔ ماہ رمضان میں آپ صاحب

Marfat.com

فراش ہو گئے، بروز دو شنبہ ۲۹ رمضان المبارک کو شیخ علی ہتیمی اور شیخ نجیب الدین سہروردی ایسے مشائخ کرام خدمت میں موجود تھے، اس اثنا میں ایک شخص آیا اور اس نے بعد ادب واحترام عرض کیا السلام علیک یا ولی اللہ ! میں رمضان المبارک کا مہینہ ہوں، آپ سے میں اس حادثے کے سلسلے میں جو میرے اندر آپ سے متعلق وقوع پذیر ہوا چاہتا ہے، معذرت طلب کرنے کے لئے حاضر ہوا ہوں۔ میری آمد کا مقصد آپ سے رخصتی ملاقات ہے، آئندہ میں آپ سے نہ مل سکوں گا۔ ربیع الاول کے دوسرے سال آپ دنیا سے رخصت ہوئے، اور دوبارہ رمضان المبارک آپ کی زندگی میں نہ آسکا۔ آپ کے وصال کی تاریخ ۸ یا ۹ ربیع الآخر ۵۶۱ھ ہے۔ بروز شنبہ نماز عشاء کے بعد یہ واقعہ پیش آیا.......... ایک روایت کی رو سے تاریخ وفات ۱۱ ربیع الآخر تھی، بعض ۱۳ اور ۱۷ تاریخ بھی بتاتے ہیں، لیکن راجح قول یہی ہے کہ ۹ ربیع الآخر کو آپ سدھار گئے۔ قول اول کے مطابق آپ کی عمر ۹۰ سال، سات ماہ، نو دن کی ہوتی ہے اور دوسرے قول کے بموجب ۸۹ سال، ۷ ماہ، نو دن۔

ہندوستان میں آپ کا عرس ۱۱ ربیع الآخر کو اور بعض ۱۷ کو اس ماہ میں کرتے ہیں۔ بغداد میں ۱۷ ربیع الآخر کو عرس ہوتا ہے۔ یہ احقر حضرت کا عرس ۹ ربیع الآخر کی شب میں کرتا ہے کیونکہ زیادہ صحیح تاریخ یہی ہے۔ (ایضاً ص ۷۲)

وقتِ وصال: روایات میں آیا ہے کہ وصال کے وقت بہت سے مشائخ موجود تھے۔ اس موقع پر آپ کے صاحبزادے شیخ عبدالوہاب نے وصیت کی درخواست کی غوث الثقلین نے ارشاد فرمایا علیکم بتقوی اللہ و طاعتہ (اللہ سے ڈرو اور اس کی

Marfat.com

اطاعت کرو) نیز آپ نے فرمایا ولا تخف احداو لا ترج۔ (کسی سے نہ ڈر اور نہ کسی سے امید رکھ)۔ آپ نے فرمایا کل الحوائج الی الله و الطلبو الله۔ تمام ضرورتوں کو خدا کے سپرد کرو اور جو کچھ طلب کرنا ہے، اس سے کرو۔ ولا ستو باحد الا الله اللہ تعالیٰ کے سوائے کسی پر بھروسا نہ کر خذاالتوحید التوحید احماع الکل، توحید سے رابطہ پیدا کرو اور اس پر سب کا اتفاق ہے............ اس وصیت کے بعد آپ نے ارشاد فرمایا۔ (اپنی اولاد سے) اٹھو، جگہ دو اور ان کا احترام کرو، رحمت خداوندی کا مینہ برس رہا ہے، جگہ کھلی رکھو۔ بار بار آپ و علیکم السلام ورحمة الله فرماتے تھے۔ ایک رات کو آپ کی زبان پر یہ کلمات بار بار آتے تھے انالا ابالی بشی ولا بملك الموت مجھے کسی چیز کی پروا نہیں اور نہ میں ملک الموت سے خوف زدہ ہوں۔

غوث الثقلین رحمۃ اللہ علیہ کا مزار عالیہ مدرسہ باب لازخ میں واقع ہے اور یہ مدرسہ شہر بغداد میں ہے۔ شیخ ابوسعید کو آپ نے تبرکات خود مرحمت فرمائے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے جس طرح زندگی میں آپ کو کمالات وتصرفات سے نوازا تھا، اسی طرح وفات کے بعد آپ کے مزار کو بھی مرجع فیوض و برکات بنا دیا۔ چنانچہ امام عبداللہ یافعی رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ہے کہ بغداد میں اگر کوئی صاحب حال آئے اور غوث اعظم محبوب سبحانی علیہ الرحمہ کی خدمت میں حاضر باش نہ ہو تو قدرت اس کی باطنی استعداد سلب کر لیتی ہے۔

کرامات: شیخ عبدالوہاب رحمۃ اللہ علیہ اور شیخ عبدالرزاق رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ ایک دن ہمارے پدر بزرگوار مدرسہ باب الازخ میں تشریف فرما تھے اور دودھ پی رہے تھے، دودھ پیتے پیتے آپ نے ہاتھ کھینچ لیا اور بہت دیر تک غائب رہے

Marfat.com

پھر تشریف لائے اور فرمایا کہ میرے قلب پر علم لدنی کے ستر دروازے کھول دیئے گئے ہیں، ان کی وسعت آسمان اور زمین کے برابر ہے، ایک دن آپ نے فرمایا، مشرق و مغرب، بحر و بر اور دشت و جبل نے میری عظمت کا لوہا مانا ہے اور ایک بھی ولی ایسا نہیں جس نے میرا مقام نہ تسلیم کیا ہو۔

☆......شیخ بزاز رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ غوث الثقلین رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد ہے کہ پریشانی کے عالم میں جو کوئی مجھ سے استمداد طلب کرتا ہے، میں اس کی پریشانی دور کر دیتا ہوں اور جو سختی کے موقع پر مجھے پکارتا ہے، میں اسے نجات دیتا ہوں۔

☆......شیخ ابو عمر و صدیقی رحمۃ اللہ علیہ اور شیخ ابو محمد عبدالحق رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ایک دفعہ بروز یک شنبہ ۳ صفر کو ہم حضرت کی خدمت اقدس میں حاضر باش تھے۔ پس حضرت نے وضو کا اہتمام کیا اور دو رکعت نماز ادا کی، جب نماز سے فراغت پائی تو آپ نے ایک حیدری نعرہ بلند کیا، چوبی نعلین جو آپ پہنے ہوئے تھے ان میں سے آپ نے ایک نعل مبارک ہوا میں پھینکی جو آن واحد میں نظر سے غائب ہوگئی، پھر دوسری بھی پھینکی اور وہ بھی آنکھوں سے اوجھل ہوگئی۔ کسی کو یہ حوصلہ نہ ہوا کہ وہ آپ سے اس کے بارے میں کوئی سوال کرے، ۲۳ دن کے بعد ایران سے ایک قافلہ آیا، اس نے کہا، غوث الثقلین کی خدمت اقدس میں نذر پیش کرنے کا ارادہ ہے۔ آپ نے فرمایا کہ ان سے ایک من ریشم، ریشمی کپڑے اور سونا قبول کر لو، پھر ان لوگوں نے آپ کی نعلین بھی پیش کیں۔ حضرت نے دریافت کیا کہ تم کو یہ نعلین کس مقام پر ملیں، انہوں نے عرض کیا کہ بروز یک شنبہ ۳ صفر کو ہم راستے میں تھے، ناگہاں ڈاکوؤں نے ہم پر یلغار کر دی۔ قافلہ میں لوٹ مار بھی شروع کر دی، انہوں نے بعض کو قتل کیا اور بعض کا مال و اسباب لے کر

Marfat.com

چلتے بنے۔ کسی وادی میں پہنچ کر تقسیم مال کی غرض سے وہ اترے، ہم نے دل میں سوچا کہ اس وقت غوث الثقلین سے رجوع کرنا چاہیے، چنانچہ فوراً ہم نے آپ کی نذر مانی، کچھ دیر نہ گزری تھی کہ ہم نے فلک شگاف نعرے سنے، جن کی ہیبت سے تمام وادی گونج اٹھی، پھر ہم نے دیکھا کہ دوڈاکو جن کے ہوش اڑے ہوئے تھے ہماری طرف بڑھے، ہم نے خیال کیا کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ یہ دوسرا گروہ ہمیں لوٹنے کے لئے آرہا ہے۔ ہم نے آپ یہ فیصلہ کیا کہ آؤ سب مال اکٹھا کریں اور غور کریں کہ ہم پر کیا افتاد آنے کو ہے، ہم نے دیکھا کہ ان کے دوسرے سردار مرے پڑے ہیں اور یہ دونوں نعلین پانی میں بھیگی ہوئی ان کے پاس رکھی ہوئی ہیں، انہوں نے ہمارا سارا مال واپس کر دیا اور زطان سے یہ کہا کہ یہ کوئی بڑا سنگین واقعہ ہے۔

☆......روایات میں آیا ہے کہ ایک شخص نے غوث الثقلین کی خدمت اقدس میں حاضری دی اور عرض کیا کہ میری بیوی کو مرگی کا عارضہ ہے، بہت سے علاج کرائے لیکن اسے صحت نہیں ہوئی۔ حضرت نے فرمایا، اگر اسکے بعد دورہ پڑے تو اپنی بیوی کے کان میں کہ دینا، اے حانس! شیخ عبدالقادر بغداد میں قیام پذیر ہیں اور فرماتے ہیں کہ اگر تو باز نہیں آئے گا تو وہ تجھے ہلاک کر ڈالیں گے۔ وہ شخص کہتا ہے کہ میں نے غوث الثقلین رحمۃ اللہ علیہ کی ہدایت کے بموجب عمل کیا، پھر میری بیوی کو کبھی دورہ نہیں ہوا۔ امام عبداللہ یافعی کا بیان ہے کہ اس واقعہ کے بعد پھر بغداد میں کسی کو مرگی کا عارضہ لاحق نہیں ہوا۔ آپ کے وصال کے بعد لوگ اس بیماری میں ضرور مبتلا ہوئے۔

☆......ایک روز ایک پیرزالہ غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں اپنے لڑکے کو لئے ہوئے حاضر ہوئی اور عرض کیا کہ میرے لڑکے کو حضرت سے کمالِ محبت اور عقیدت ہے،

Marfat.com

میں اسے آپ کی خدمت میں سونپتی ہوں، اور اسے آپ کے لئے وقف کرتی ہوں۔
غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے خدا اور سول کے لئے اس لڑکے کو قبول کرلیا اور اسے مجاہدہ دریاضت کی تعلیم دی تاکہ اس کی روحانیت بیدار ہو جائے۔ کچھ دنوں بعد وہ بوڑھی عورت اپنے بیٹے سے ملنے کے لئے بارگاہ غوثیت میں حاضر ہوئی، اس نے دیکھا کہ جو کی روٹی کھا رہا ہے اور اس کا رنگ پیلا پڑ گیا ہے، کم خوابی اور بیداری کی وجہ سے اس کا جسم اتنا گھل گیا ہے کہ دبلا پتلا نظر آتا ہے۔ یہ نقشہ دیکھا تو وہ حضرت کی خدمت میں پہنچی، وہاں اس نے ایک پلیٹ میں مرغ کی ہڈیاں رکھی ہوئی دیکھیں، جس کے معنی یہ تھے کہ وہ ابھی ابھی طعام سے فارغ ہوئے ہیں، پیرزالہ نے جھنجھلا کر کہا۔ حضور! آپ مرغ اڑائیں اور میرا بیٹا جو کی روٹی کھائے۔ حضرت نے ہڈیوں پر اپنا ہاتھ رکھ کر فرمایا۔ قومی باذن الذی یحی العظام وھی رمیم۔ اس ذات کے حکم سے اُٹھ کھڑی ہو، جو گلی سڑی ہڈیوں میں جان ڈالتا ہے۔ خدا کی شان! وہ مرغ کھڑا ہو گیا اور اس نے اذان بھی دی۔ غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا، جب تیرا بیٹا اس قابل ہو جائے گا، تو تُو چاہے گی وہی کچھ کھائے گا۔

اولیاء کا اظہار عجز: مخفی نہ رہے کہ غوث الثقلین کا مقام اور مرتبہ اتنا بلند ہے کہ احاطہ تقریر وتحریر میں نہیں آسکتا۔ مجھ عاجز اور درماندہ ہی پر کیا موقوف ہے، وہ ہزاروں تذکرہ نویس جنہوں نے اس موضوع پر قلم اٹھایا ہے، وہ بھی حق مضمون ادا کرنے پر قادر نہیں ہیں۔ آپ کے کمالات کے بارے میں، جو کچھ میں نے سپرد قلم کیا ہے وہ عشر عشیر تو کیا، ہزارویں حصے سے بھی کم ہے۔ آپ کے مجد وشرف کے سلسلے میں یہ بات کافی

Marfat.com

ہے کہ آپ محبوبین الٰہی کی جماعت کے سردار ہیں۔ شیخ جمال العارفین ابومحمد بن عبداللہ بصری رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ ایک دن حضرت خضر علیہ السلام سے میری ملاقات ہوئی، میں نے ان سے درخواست کی کہ اولیائے کرام سے متعلق کوئی عجیب وغریب داستان بیان کیجیے، جو کچھ آپ کی چشم دید ہو۔ فرمایا کہ ایک دفعہ میں بحر محیط سے گزر رہا تھا، وہاں کسی آدمی کا گزر نہ تھا، میں نے دیکھا کہ ایک شخص کمبل اوڑھے ہوئے لیٹا ہے میرے دل میں یہ خیال گزرا کہ یہ شخص ہونہ ہو ولی ہوگا۔ میں نے اس سے کہا کہ اُٹھیے اور خدا کی بندگی کیجیے۔ اس شخص نے اُٹھ کر مجھ سے کہا۔ اے ابوالعباس! جاؤ اور اپنے دل کو خدا کی یاد میں مشغول رکھو، میں نے اس سے پوچھا کہ آپ نے مجھے کیسے شناخت کیا؟ اس شخص نے کہا، آپ خضر ہیں کہ نہیں؟ لیکن یہ فرمایئے کہ میں کون ہوں؟ میں نے اپنے خدا سے عرض کیا، میں اولیاء اللہ کا نقیب اور پیغمبر ہوں اور پھر بھی مجھے نہیں معلوم کہ یہ شخص کون ہے؟ ندا آئی کہ اے ابوالعباس! بے شک تو اولیاء اللہ کا نقیب ہے مگر ان اولیاء اللہ تک تیری رسائی ہے جو مجھ سے محبت کرتے ہیں، لیکن یہ شخص اس گروہ سے تعلق رکھتا ہے جنہیں میں دوست رکھتا ہوں۔ اس شخص نے میری جانب رخ کیا اور کہا، ابوالعباس! سنا، میں نے اثبات میں جواب دیا اور ساتھ ہی اپنے حق میں دعا کی درخواست کی، اس شخص نے کہا میں خود آپ سے دعا کا خواہاں ہوں، میں نے کہا کہ میں اس قابل کہاں کہ آپ کے حق میں دعا کرسکوں۔ میں تو معذور ہوں۔ اس شخص نے یہ دعا کی۔ وفرك اللہ نصیبك منه۔ اللہ تعالیٰ نے تیرے نصیب میں جو کچھ لکھا ہے اس میں اضافہ کرے۔ میں نے کہا، اس میں کچھ اور اضافہ کیجئے، لیکن کیا دیکھتا ہوں کہ وہ شخص میری نگاہوں سے اوجھل ہوگیا، حالانکہ کوئی ولی میری نظر سے اوجھل نہیں ہوسکتا۔ میں

Marfat.com

کچھ اور آگے بڑھا تو ریت کے ایک ٹیلے پر میں نے نور دیکھا جس سے نگاہیں خیرہ ہوئی جاتی تھیں، میں نے دیکھا کہ وہاں ایک عورت نیا کمبل اوڑھے ہوئے، سو رہی ہے اس کا کمبل بھی پہلے دیکھے ہوئے مرد کے کمبل سے ملتا جلتا تھا، میں نے چاہا کہ اس کے پاؤں چھو کر اسے بیدار کروں، غیب سے آواز آئی، ادب ملحوظ خاطر رکھو، جنہیں ہم دوست رکھتے ہیں ان کا لحاظ رکھو۔ تھوڑی دیر میں نے انتظار کیا، اتنے میں اس کی آنکھ کھلی اور اسنے کہا الحمدلله الذی احیانی بعد ما اماتنی و الیه النشور و الحمد لله الذی انسنی و احشنی من خلقه (خاص تعریف ہے اللہ کے لئے جس نے مجھے موت کے بعد حیات بخشی اور اسی کی طرف لوٹنا ہے اور خاص تعریف ہے اس ذات کے لئے جس نے مجھے خلق سے بے گانہ کر دیا ہے، انس و وحشت کے درجے میں) پھر اس عورت نے مجھ سے کہا، اے ابو العباس! اگر روکنے سے پہلے آپ ادب آداب سے رہتے تو بہتر ہی ہوتا، میں نے کہا، سچ بتانا آپ اس شخص کی بیوی تو نہیں ہیں، کہا، آپ ٹھیک سمجھے ہیں۔ یہاں ابدال میں سے ایک خاتون کی رحلت ہو گئی تھی۔ خدا نے مجھے یہاں اس کی تجہیز و تکفین کے لئے بھیجا تھا، جب اسے آسمان کی طرف اٹھا لیا گیا اور میں فارغ ہو گئی۔ میں نے کہا کہ دعا کیجئے، اس خاتون نے کہا، اے ابو العباس! میں خود آپ سے دعا کی طالب ہوں۔ میں نے کہا مجھے معذور سمجھئے اس عورت نے دعا کی وفرك الله نصیبك منه (اللہ تعالٰی نے تیرے نصیب میں جو کچھ لکھا ہے اس میں اضافہ کرے) میں نے مزید دعا کی درخواست کی، اس خاتون نے کہا اگر میں نظر سے اوجھل ہو جاؤں تو برا بھلا نہ کہنا، یہ کہا اور نظر سے غائب ہو گئی............ راوی جمال العارفین شیخ ابو محمد بن عبد اللہ بصری رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ہے کہ میں نے حضرت خضر علیہ السلام سے دریافت کیا، آیا

Marfat.com

اس قسم کے محبوبین الٰہی کے بھی سردار ہوتے ہیں، فرمایا کہ یقیناً، پھر میں نے پوچھا کہ ہمارے زمانے میں کون سردار ہے، جواب میں ارشاد فرمایا، شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ اس مضمون سے متعلق فقیر نے یہ شعر کہا ہے۔

عاشق یار خویش جملہ جہاں

اے خوش آنکس کہ یار عاشق اوست

اپنے محبوب سے تمام جہاں کو عشق ہے، وہ شخص کتنا خوش نصیب ہے کہ خود محبوب جس پر عاشق ہو۔

صاحب فتوحات رقمطراز ہیں کہ مفردان ایک ایسا گروہ ہے جو دائرہ قطب سے باہر ہے اور حضرت خضر علیہ السلام کا شمار اسی گروہ میں ہے۔ آنحضرت ﷺ کا تعلق بعثت سے قبل اسی گروہ سے تھا۔

حضور غوث الثقلین کے یہ کمالات وفضائل جو احاطہ بیان میں آئے ہیں، ان کی نسبت ہزار میں سے ایک کی بھی نہیں۔ حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ علیہ نے امام عبداللہ یافعی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب کے حوالے سے نفحات الانس میں تحریر کیا ہے کہ غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے محاسن وکمالات احاطۂ تحریر میں نہیں آسکتے۔ ائمہ کرام سے مجھے اس حقیقت کا علم ہوا ہے کہ آپ کی کرامات بتواتر ہم تک پہنچی ہیں اور یہ ثابت ہو گیا ہے کہ آپ سے جن کرامات کی نسبت ہے وہ کسی اور شیخ سے منسوب نہیں کی جاسکتیں۔ آپ کی حیات میں اور آپ کے وصال کے بعد جو کرامات آپ سے ظہور میں آئیں، ان کے لئے ایک دفتر درکار ہے، اس لئے اختصار کے ساتھ صرف اتنا لکھ دینا کافی ہے کہ آپ سے جو کرامات ظہور میں آئی ہیں وہ نبی کریم ﷺ کے معجزات کا پرتو ہیں۔ مولانا

Marfat.com

عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:۔

از ولی خارقے کہ مسموع است

معجزہ آں نبی متبوع است

دارا کا بیان: پہلی رات کو جب اس سراپا تحقیر فقیر اور ایک ادنٰے ترین مرید نے غوث اعظم علیہ الرحمۃ کا تذکرہ سپرد تحریر کرنا شروع کیا تو فی الحقیقت کچھ ایسا محسوس کیا کہ میں حضرت موسیٰ کاظم رضی اللہ عنہ اور حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے مزارات کا طواف کر رہا ہوں، یوں کہنا چاہیے کہ اس کارنمایاں کے صدقے میں یہ شرف اس احقر کو حاصل ہوا۔ اس سے مجھے یقین ہو گیا اور میرے دل کو خوشی ہوئی کہ انشاء اللہ میری یہ کوشش مشکور ہوگی۔ میں نے خدا کا لاکھ لاکھ شکریہ ادا کیا۔ (سفینۃ الاولیاء ص ٧٦)

☆......☆......☆

Marfat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حضرت شیخ
شہاب الدین سہروردی
رحمۃ اللہ علیہ

Marfat.com

غوث پاک رحمۃ اللہ علیہ کی دعا اور ولادت:

حضرت شیخ الشیوخ شہاب الدین سہروردی اپنے عہد کے یگانہ روزگار اور فقید النظیر بزرگ ہیں۔ آپ کے والد گرامی حضرت شیخ محمد قریشی کے ہاں کوئی اولاد ہی نہ ہوتی تھی۔ جب بالکل مایوس ہو گئے تو انہوں نے اپنی اہلیہ سے مشورہ کیا کہ ہم تو تمام تدابیر کر چکے اور عمر ختم ہوئی جاتی ہے، کیا کیا جائے؟ بولیں، اچھا صبر کیجئے۔ میں حضور غوث پاک رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض حال کرتی ہوں، انشاء اللہ ان کی دعا سے ضرور دامن مراد گلہائے آرزو سے لبریز ہوگا کہ وہ غوث وقت اور محبوب لم یزل ہیں۔ حضرت شیخ محمد قریشیؒ بیوی کی اس تدبیر پر بہت مسرور ہوئے اور حضرت شیخ محمد صادق شیبانی قادریؒ کی روایت کے مطابق وہ حضور غوث پاک کی خدمت میں پہنچیں اور عرض کی کہ حضور دعا کریں کہ اللہ تعالےٰ مجھے اولاد عطا کرے، حضور غوث پاک رحمۃ اللہ علیہ نے اسی وقت مراقبہ کیا اور پھر سر اٹھا کر فرمایا کہ اللہ تعالےٰ تمہیں جلد ایک فرزند جلیل عطا کرے گا۔ جو نہایت سعادت منداور سر آمد روزگار ہوگا۔ چنانچہ قدرت خداوندی سے اسی رات خلوت کا اتفاق ہوا۔ اور وہ پیکر عفت حاملہ ہو گئیں۔ نو ماہ کے بعد بڑی امیدوں اور آرزوؤں کے بعد بچہ پیدا ہوا، دیکھا تو لڑکی تھی۔ فوراً حضور غوث پاک رحمۃ اللہ علیہ کو اطلاع دی گئی کہ گھر میں لڑکی پیدا ہوئی، لڑکی ہی سہی شکر ہے کہ اولاد تو ہوئی۔ فرمایا لڑکی نہیں، لڑکا ہے۔ گھر جو واپس جا کر دیکھتے ہیں تو واقعی پیدا شدہ بچہ لڑکی سے لڑکے کی صورت اختیار کر چکا تھا۔ بہت خوش ہوئے۔ خاندان بھر میں خوشی کے شادیانے بجنے لگے۔ اور پھر اطلاع کرائی گئی کہ آپ کی دعا کی کرامت سے لڑکی، لڑکا ہو چکا ہے۔ فرمایا، اس بچہ کا نام شہاب الدین رکھنا۔ یہ بچہ بہت مبارک

Marfat.com

بچہ ہے۔ جو بڑھ کر اپنے وقت کا شیخ الشیوخ ہوگا۔ اس سے ایک نیا سلسلہ چلے گا۔ اس کی عمر طویل ہوگی، ابروؤں کے بال اور پستان دراز ہوں گے کہ لڑکی نے لڑکے کی صورت اختیار کی یہ آفتاب بن کر عالم کو درخشاں کرے گا اور بڑا بلند مرتبہ ہوگا۔ (سیر الاخیار ص ۲۲۷)

علم کا شوق اور استغراق: چنانچہ آپ جوان ہوئے تو آپ کی پستان عورتوں جیسی بڑی اور دراز تھیں اور ابروؤں کے بال پلکوں پر پڑے رہتے تھے اور عمر بھی طویل ہوئی اور بلند مرتبہ ولی ہوئے، ہونہار بروا کے چکنے چکنے پات، بچپن ہی سے آپ میں وہ ذہانت و فراست موجود تھی کہ دیکھنے والے متحیر ہو جاتے تھے اور مدارس و مکاتب کے تمام معلمین و اساتذہ آپ کی ذہانت و فہم کے بے حد مداح تھے۔ یہی وجہ تھی کہ آپ نے صرف سولہ برس ہی کی عمر میں جملہ علوم و فنون میں کمال اور معقولات و منقولات دونوں میں تبحر حاصل کر کے سند فضیلت پالی۔ آپ فقہ و حدیث، قرآن و تفسیر، بیان و بلاغت، ریاضی و ہیت، فلسفہ و منطق اور علم کلام میں ید طولیٰ رکھتے تھے، بہت بڑے عالم و فاضل بزرگ تھے۔

پھر آپ کو علم باطنی سیکھنے کا شوق پیدا ہوا اور یہ حالت پیدا ہوگئی کہ ہمہ وقت ہی استغراق میں رہنے لگے۔ آپ کے عم محترم حضرت شیخ ضیاء الدین ابو نجیب سہروردی بہت بڑے ولی و عارف تھے۔ بچپن سے آپ انہی کی صحبت و مجلس میں رہے اور یہ اسی کا اثر تھا کہ علوم ظاہری کی تکمیل کے بعد آپ کو علوم باطنی کی تحصیل کا شوق فراواں پیدا ہوگیا۔ حالانکہ علم اور علی الخصوص وہ علم جو معقولات کے متعلق ہو، اکثر و بیشتر رہبر ہونے کے بجائے رہزن ہی ثابت ہو رہا ہے۔ شوق اور شوق کے ساتھ محنت اور محنت کے سات

Marfat.com

عبادت کا انہاک بڑھتا رہا۔اور آپ ہمہ تن محو رہنے لگے۔ چچا نے بار بار سمجھایا کہ بیٹا ابھی تم بچے ہو، تمہاری عمر بھی ایسی نہیں ہے کہ تم علوم باطنی کی طرف توجہ کرو۔ ابھی اور پڑھو اور ترقی کرو، وقت آئے گا تو یہ کام بھی ہو جائے گا۔مگر جب آپ نے ایک بھی نہ سنی، شب و روز اس میں غرق رہنے لگے تو وہ آپ کا ہاتھ پکڑ کر آپ کو حضور غوث اعظمؒ کی خدمت میں لے گئے اور کہا کہ یہ میرا بھتیجا ہے، اگرچہ فارغ التحصیل ہو چکا ہے، لیکن میری منشا تھی کہ یہ ابھی اور پڑھے اور ترقی کرے۔مگر اسے علم الٰہی سیکھنے کا انتہائی شوق ہو گیا ہے اور یہ میرا کہنا نہیں سنتا۔حضور غوث پاکؒ نے آپ کے سینہ پر ہاتھ پھیرا اور پوچھا، بیٹے بتاؤ کہ علم کلام میں تم نے کیا کیا پڑھا ہے؟

مگر اب وہاں کیا رکھا تھا۔سینہ صاف اور تمام علم کلام محو ہو چکا تھا۔حتیٰ کہ کتابوں کے نام تک بھی یاد نہ رہے۔اس پر حضور غوث اعظم علیہ الرحمہ ہنسے فرمایا۔فکر نہ کر۔میں نے علم کلام کو تیرے سینے میں محو کر کے، اس میں علم معرفت بھر دیا ہے۔

(سیر الاخیار ص ۲۲۸)

عرفانی کمالات: اب تک جو کچھ کیا وہ اکثر عبادات ظاہری اور ایک قلبی خلش سے کوئی زیادہ حیثیت نہ رکھتا تھا اور سولہ برس کی عمر بھی کوئی عمر ہوتی ہے کہ کوئی کچھ سیکھ سکے اور آج کل بھی اس عمر کے بچے زیادہ سے زیادہ یہ کرتے ہیں کہ کوئی انٹرنس پاس کر لیتے ہیں اور بس، ورنہ درحقیقت تہذیب اور شائستگی اور پختگی و وقار علم پیدا نہیں ہوتا اور نہ ہونا چاہیے، مگر یہ آپ کا ہی رتبہ تھا کہ آپ نے اس کم سنی میں علوم ظاہری میں بھی سند فضیلت حاصل کر لی اور علوم باطنی کے بحر ذخار میں بھی دلیرانہ کود پڑے۔

Marfat.com

حضور غوث اعظم کی نظر پڑتے اور ہاتھ پھرتے ہی سینہ تو تجلی گاہ انوار بن چکا تھا۔ اب تو ترقیات و مراتب کے حصول اور طے مراحل کا سوال رہ گیا تھا، تو یہ آپ نے اب شروع کر دیا، جس کے چچا حضرت ابو نجیب سہروردی جیسے کاملین اور شفیق مرشد حضرت غوثیت مآب جیسے سردار اولیاء ہوں، اس کی ترقی کی سرعت رفتار کا کیا پوچھنا، کیا پر لگ گئے تھے جن سے بسیط فضاؤں میں اڑتے چلے جاتے تھے، مرشد کامل کی توجہ ہو تو ہزار سال کی راہ ایک آن میں طے ہو سکتی ہے، پھر آپ کو تو دو مرشد ملے ہوئے تھے اور مرشد بھی ایسے، جن کا ثانی زمانہ آج تک پیدا نہ کر سکا۔ کیا کچھ نہ دیا ہو گا اور کیا کچھ نہ پایا ہو گا، جتنا راستہ طے ہوتا جاتا تھا اتنا ہی شوق بڑھتا جاتا تھا اور جتنا شوق بڑھتا جاتا تھا اتنے ہی مجاہدات زیادہ کئے جاتے تھے، سالہا سال قطعی بیداری میں گزر گئے، برسوں رات دن عبادت الٰہی میں مشغول رہے، دو دو رکعت میں ایک ایک قرآن ختم کرتے رہے رات بھر اللہ کے سامنے ہاتھ باندھے کھڑے رہتے اور دن بھر روزہ رکھتے، حضرت غوث پاک آپ پر بہت مہربان تھے اور شفقت رکھتے تھے، یہاں تک کہ آپ آخر وقت کے قطب اور اپنے عہد کے اوتاد بن گئے، حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے بعد روحانی فرمان روائی آپ ہی کی تھی اور تمام مشائخ نے آپ کو شیخ الشیوخ تسلیم کر لیا تھا۔ حضرت ابو نجیب سہروردی رحمۃ اللہ علیہ اور حضور غوث پاک رحمۃ اللہ علیہ نے بالترتیب ۵۶۲ھ اور ۵۶۱ھ میں وصال پایا اور آپ کا سنِ ولادت ۵۴۲ھ ہے۔ اس سے صاف واضح ہو جاتا ہے کہ آپ نے بیس ہی برس کی عمر میں جبکہ عین عالم شباب اور نوجوانی کا دور ہوتا ہے، اتنی ترقیاں طے کر لی تھیں کہ دونوں بزرگوں نے آپ کو خرقہ خلافت عطا فرما دیا تھا۔ (ایضاً ص۲۲۹)

Marfat.com

آپ کی یہ حالت تھی کہ مسلمہ طور پر بغداد کے شیخ الشیوخ تھے، ہر سال حرمین شریفین کی زیارت کو والہانہ جاتے اور حضرت خضر علیہ السلام برابر آپ کے پاس آتے جاتے رہتے اس عہد میں دنیا کے اندر کوئی بزرگ آپ کا ہم پایہ اور ہم رتبہ نہ تھا۔ اور تاج قیادت آپ ہی کے سر پر جگمگا رہا تھا۔

خانقاہ کی عظمت: آپ نے بڑی نادر اور معرکہ آرا کتب تصنیف کیں۔ بہجۃ الابرار اور عوارف شریفہ آپ کی وہ لاثانی تصانیف ہیں، جن سے تا قیام قیامت فقراء، اولیاء اور مشائخ فیض اندوز ہوتے رہیں گے۔

آپ کی خانقاہ عالیہ میں ایک چشمہ فیض تھا جو ہمہ وقت ابلتا رہتا تھا۔ اور جس سے ایک عالم سیراب ہو رہا تھا۔ ظاہری و باطنی علوم کے لئے جداگانہ انتظام تھے، آپ کے مدرسہ میں بھی بکثرت طلباء تھے اور خانقاہ میں بھی، اس وقت آپ کی خانقاہ دنیا کی سب سے بڑی روحانی یونیورسٹی تھی۔ جس سے بڑے بڑے مشائخ کرام عملی و اعزازی اسناد لے کر نکلتے تھے، ایشیاء کے قریب قریب تمام مشہور اور کامل مشائخ نے اس وقت آپ کی قدم بوسی کی۔ آپ کی مجالس میں حاضر ہوئے۔ حضرت خواجہ غریب نواز، حضرت قطب الاقطاب، حضرت گنج شکر، حضرت شیخ سعدی، حضرت خواجہ فریدالدین عطار جیسے لوگ اسی خانقاہ میں ٹھہرے اور یہیں سے فیوض حاصل کئے۔

آپ کی مجلس پرانوار مختلف بلاد و امصار کے اولیاء و مشائخ سے کبھی خالی نہ رہتی تھی۔ ایک کثیر تعداد ہمیشہ موجود رہتی تھی۔ جن کے قیام و طعام کا پورا اہتمام کیا جاتا تھا۔ بڑی بابرکت مجالس ہوتی تھیں، جن میں عرفان و معرفت کے خم لنڈھائے جاتے

Marfat.com

تھے۔آپ کے لنگر خانہ میں سینکڑوں من آٹا روز پکتا تھا۔ ہر جمعہ کو وعظ فرماتے جس کو سننے کے لئے خلقت امنڈ آتی تھی۔ (سیر الاخیار ص ۲۲۹)

سلسلہ کی رفعت: آپ سلسلۂ عالیہ سہروردیہ کے بانی ہیں، آپ کے سلسلہ کی یہ خصوصیت ہے کہ ترک دنیا کا اس میں کوئی حصہ نہیں۔ سہروردی دنیا کو چھوڑ کر نہیں، دنیا میں رہ کر اور دنیا میں پھنس کر طاعت وعشق کا مظاہرہ کرتے ہیں، ہمارے ہاں کا اصول یہ ہے کہ اچھا کھاؤ، اچھا پہنو، دولت کماؤ۔ سب کچھ کرو۔ مگر اللہ کو نہ بھولو اور، گناہوں سے دامن بچائے رکھو، چنانچہ سہروردیہ میں بڑے بڑے بزرگ گزرے ہیں جو بیک وقت انتہائی دولت منداور انتہائی خداپرست تھے، (ایضاً ص ۲۳۰)

دولت وطاعت: خود حضرت شیخ الشیوخ علیہ الرحمہ کی دولت کی یہ حالت تھی کہ اصطبل کے تمام گھوڑوں کے گلوں میں طلائی زنجیریں پڑی رہتی تھیں اور چاندی کے میخوں سے بندھے رہتے تھے، ایک بزرگ نے کہا کہ یہ تو درویشی نہیں شاہی ہے، فرمایا خاموش رہا کر، یہ میخیں میرے دل میں نہیں زمین میں گڑی ہیں۔ بڑی وسیع جائداد تھی، متعدد فرزند تھے، ایک ایک کے حصہ میں سات سات اور بروایت دیگر سترہ سترہ لاکھ کی جائداد آئی، صاحب خزانہ بھی تھے اور جائیداد کے انتظام میں بھی بہت مصروف رہتے تھے، مگر جب آپ کے فرزند شیخ علاء الدین نے آپ کے انتقال کے وقت خزانہ کی کنجیاں خادم سے طلب کر کے خزانہ دیکھا تو اس میں نقد چھ دینار سے زیادہ نہ نکلے جن سے آپ کی تجہیز وتکفین کا بندوبست کیا گیا، جس کی وجہ یہ ہے کہ فیاض اور غربا نواز بھی بے حد تھے۔ دس بارہ ہزار روپیہ روزانہ فتوحات ونذرانجات ہی میں آتا تھا کہ بڑے بڑے امراء

Marfat.com

وعمائد آپ کے مرید تھے مگر سب کا سب مال شام تک فقرا اور غربا کو تقسیم کر دیتے تھے اور اگلے روز کے لئے پیسہ بھی نہ رکھتے تھے۔ حضرت شیخ نجم الدین خلیفہ کا بیان ہے کہ میں نے دوران چلہ ایک روز دیکھا کہ:

شیخ ایک بلند پہاڑی پر جلوہ افروز ہیں، زرو جواہر کے انبار سامنے لگے ہوئے ہیں، نیچے دامن میں ایک خلقت کا ہجوم ہے، وہ مانگ رہی ہے اور آپ مٹھیاں بھر بھر کے دیتے چلے جا رہے ہیں، مانگنے اور لینے والے ختم ہو گئے مگر وہ انبار ختم نہ ہوئے۔ میں نے شیخ سے ذکر کیا، فرمایا، تو نے جو دیکھا ٹھیک تھا، یہ حضور غوث علیہ الرحمہ کی عنایت ہے۔

ایک دفعہ آپ کے پاس شیخ احد الدین تشریف لائے، آپ ان سے نہایت محبت اور تعظیم کے ساتھ ملے، انہیں سماع کا شوق تھا، کہا، حضرت میں تو سماع سننا چاہتا ہوں، آپ نے اسی وقت قوالوں کو بلا کر سماع کا بندوبست کر دیا، اور بھی بزرگ تھے، بڑے زور شور سے قوالی ہوئی، قوالوں نے خوب گایا۔ آپ سماع نہ سنتے تھے۔ اس لئے قوالوں کو بلا کر اور سارا اہتمام کر کے خود تلاوت قرآن میں مصروف و مشغول ہو گئے۔ ایسے مصروف و مشغول کہ اتنا بھی پتہ نہ چلا کہ قوالی ہوئی بھی یا نہیں، صبح خادم نے خانقاہ میں آ کر عرض کی کہ حضور درویش رات بھر قوالی سنتے رہے ہیں، اب ان کے لئے ناشتہ کی ضرورت ہے۔ فرمایا اچھا رات بھر قوالی ہوتی رہی، مجھے تو معلوم بھی نہ ہوا اور نہ آواز آئی کہ کب سماع ہوا اور کہاں ہوا۔ یہ تھا آپ کا استغراق اور یہ تھی آپ کی تلاوت اور قرآن خوانی، اللہ والے بزرگ اور پھر بزرگ بھی آپ جیسے ہوں تو جتنا استغراق اور جتنی محویت بھی ہو کم ہے۔ (ایضاً ص ۲۳۱)

Marfat.com

خوارق عادات: خلیفہ وقت کے پاس ایک زبردست فاضل فلسفی حکیم آیا اور اس نے فلسفہ ومعقولات کے متعلق اپنی ایک معرکہ آرا تصنیف پیش کی، خلیفہ اس تصنیف کی عظمت اور اس فلسفی کی لیاقت کو دیکھ کر اتنا مسرور ہوا کہ اسے اپنی مصاحبت میں لے لیا۔ اب اس کی یہ حالت ہوگئی کہ وہ ہر وقت خلیفہ کے ساتھ رہتا اور جو کچھ کہتا وہی خلیفہ کرتا، اس نے رفتہ رفتہ خلیفہ کے اعتقادات بھی خراب کرنے شروع کر دیئے اور اپنا اقتدار بہت بڑھا لیا، لوگ بہت پریشان ہوئے، خلیفہ کے بداعتقاد اور بے دین ہونے کے معنی رعایا پر بے حد مصائب وحوادث کے نزول کا پیش خیمہ تھے اور اس امر کا قوی امکان پیدا ہو گیا تھا کہ بادشاہ اور یہ فلاسفر دونوں متحد ہو کر مخلوق خدا کو ظلمت کفر میں مبتلا کر دیں گے، آپ تو ہمہ تن اصلاح خلق اور تقویت دین اور اشاعت اسلام میں مشغول تھے، ان حالات کا علم ہوا تو آپ اپنی خانقاہ سے اٹھ کر سیدھے خلیفہ کے پاس پہنچے کہ اسے سمجھائیں اور اس بددین فلاسفر کے خوفناک جال سے اسے اور مخلوق دونوں کو بچائیں۔

یہ محض ایک اتفاق یا آپ کی بلندی کرامت تھی کہ اس وقت وہ فلاسفر بھی خلیفہ کے پاس ہی بیٹھا تھا، آپ کی شہرت ہمدوش ثریا بنی ہوئی تھی، تمام شاہان اسلام آپ کا مرتبہ سمجھتے تھے اور آپ کی عزت وتکریم کرتے تھے کہ شیخ الشیوخ وقت تھے، خلیفہ بھی آپ کو دیکھتے ہی ادب سے کھڑا ہو گیا اور بہت عزت واعزاز کے ساتھ آپ کو بٹھایا۔ اس وقت بھی دونوں میں گفتگو ہو رہی تھی مگر شیخ کو دیکھتے ہی دونوں خاموش ہو گئے تھے، بیٹھتے ہی آپ نے پوچھا، فرمایئے تو باہم کیا باتیں ہو رہی تھیں۔ کس معاملہ پر بحث ہو رہی تھی؟ کسی کی جرأت بھی نہ پڑی کہ آپ کے سامنے بحث کو دہرا سکے، لیکن جب آپ نے

Marfat.com

بار بار اصرار کیا اور زور دے کر کہا کہ میرے تو دربار میں آنے کا مقصد ہی یہ ہے کہ آپ دونوں کی بحث سنوں، مجبور ہو کر بولا کہ ہم اس وقت یہ بحث کر رہے تھے کہ حرکت اصولاً تین قسم کی ہوتی ہے۔حرکت طبعی، حرکت ارادی اور حرکت قصری۔حرکت طبعی وہ ہے کہ خود بخود ہو رہی ہو اور کسی کو اس حرکت میں کوئی دخل نہ ہو۔حرکت ارادی وہ ہے کہ خود اپنے ارادہ سے حرکت کرے اور جس رخ چاہے اس رخ حرکت کرے اور حرکت قصری وہ ہے کہ اسے کوئی حرکت دے رہا ہو۔اور حرکت فلکی طبعی ہے، آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا، طبعی نہیں بلکہ قصری ہے کہ فرشتے بحکم خدا اسے اس طرح حرکت دے رہے ہیں۔ساتھ ہی آپ نے ایک حدیث بھی اسی مضمون کی پڑھی۔حدیث کی سند اور ایک فلسفی کیلئے۔ بدبخت نے اسی وقت ایک قہقہہ مارا، گویا آپ کے دعوے کا مذاق اڑایا، آپ کو بہت ناگوار گذرا۔آپ اٹھے اور خلیفہ اور اس فلاسفر دونوں کا ہاتھ پکڑ کا صحن میں لے آئے اور آسمان کی طرف منہ اٹھا کر عرض کی کہ بارالہا! جو کچھ تو اپنے خاص بندوں کو دکھاتا ہے، اس وقت اپنی قدرت سے انہیں بھی دکھا دے۔اسی وقت آنکھوں کے تمام حجابات اٹھ گئے اور انہوں نے دیکھا کہ واقعی فرشتے آسمان کو حرکت دے رہے ہیں۔خلیفہ اور وہ فلاسفر دونوں آپ کی یہ کرامت دیکھ کر انگشت بدنداں رہ گئے اور اپنے معتقدات سے اسی وقت توبہ کر لی۔ (ایضاً ص ۲۳۲)

خلفاء کرام: آپ کے بے شمار مرید تھے اور بکثرت خلیفہ تھے جن میں بہت مشہور خلفا کے چند اسمائے گرامی ہم ذکر کرتے ہیں، قاضی حمید الدین ناگوری رحمۃ اللہ علیہ، شیخ بہاؤ الدین زکریا ملتانی، شمس العارفین شاہ ترکمان بیابانی، شیخ فرید الدین عطار

Marfat.com

رحمۃ اللہ علیہ، شیخ سعدی شیرازی رحمۃ اللہ علیہ، شیخ نجیب الدین علی برغش رحمۃ اللہ علیہ، شیخ عبدالغنی رحمۃ اللہ علیہ، سید نورالدین مبارک رحمۃ اللہ علیہ، شیخ جلال الدین تبریزی رحمۃ اللہ علیہ، اور شیخ ضیاء الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ، سلطان علاؤالدین خلجی جو شیخ ضیاء الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ، ہی کا مرید تھا۔ جنہوں نے ۶۲۱ھ میں انتقال کیا، مزار دہلی میں ہے۔ سید نورالدین مبارک غزنوی سلطان التمش کے عہد میں شیخ الاسلام تھے، ۶۴۷ھ میں مدفون ہوئے۔ بڑے مستجاب الدعوات بزرگ تھے۔

حضرت شیخ الشیوخ علیہ الرحمہ نے نوے برس کی عمر میں وفات پائی۔ مزار مبارک بغداد شریف میں ہے۔ سماع نہ سنتے تھے، فرمایا کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے تمام نعمتیں عطا کیں، ذوق سماع نہ عطا کیا۔ باوجود اس کے کہ بہت ضعیف ہو گئے تھے، ہر سال حج کو جاتے تھے۔ مولا کریم آپ کے فیوضات عام فرمائے۔

☆......☆......☆

Marfat.com

حضرت شیخ

معین الدین چشتی

رحمۃ اللہ علیہ

Marfat.com

خاندانی حالات: حضرت خواجہ بزرگ معین الدین چشتی حقیقت میں سلطان الہند اور ایک سر آمد روزگار بزرگ گزرے ہیں، آپ ہی نے کفرستان ہند میں اسلام کی روشنی پھیلائی اور اشاعت دین قیم کیلئے چپہ چپہ پر اپنے خلفا اور علمائے باطنی کا ایک جال پھیلا دیا، جو غیر مسلموں کو لوائے اسلام کے سائے میں لانے لگے۔

آپ محض ایک جلیل القدر ولی ہی نہ تھے بلکہ آپ ہندوستان کے سب سے بڑے اور سب سے پہلے اسلامی قائد تھے، جن کے مساعی گرامی سے نہ صرف یہ کہ ارض ہند کی تاریخ اور کفر پرور گوشوں میں اسلامی شعاعیں جگمگائیں، بلکہ سلطنت اسلامی بھی قائم ہوگئی۔ (سیر الاخیار ص ۳۴۱)

بظاہر تو ہندوستان میں اسلامی سلطنت کا بانی وموسس سلطان شہاب الدین غوری اور اس کا لائق وشجاع جنرل اور نائب السلطنت قطب الدین ایبک مشہور ہے، مگر بباطن یہ بنیادیں خواجہ غریب نواز ہی کی استوار کی ہوئی ہیں۔

آپ صحیح النسب سید اور اولادِ رسول تھے، ۵۳۷ھ میں بمقام سنجر کتم عدم سے پردہ وجود پر جلوہ گر ہوئے۔ آثار ولایت وعرفان بچپن ہی سے ناصیۂ سعادت پر نمایاں تھے۔ اللہ تعالیٰ نے دولت وثروت سب کچھ دے رکھی تھی۔ آپ کے والد گرامی سید غیاث الدین حسن سنجری رحمۃ اللہ علیہ کا انتقال ہوا تو آپ کی عمر صرف چودہ برس کی تھی اور ناز ونعم کے ساتھ پلے بڑھے تھے۔ دو بھائی تھے۔ آپ کے حصہ میں ترکہ پدری سے ایک وسیع وپرفضا باغ اور ایک پن چکی آئی تھی۔ اس کی آمدنی بھی وافر تھی۔ اسی باغ میں کام کر رہے تھے کہ ایک روز حضرت ابراہیم قلندر مجذوب رحمۃ اللہ علیہ تشریف لائے۔

Marfat.com

آپ بہت عزت وادب سے پیش آئے۔ انگور کے چند خوشے پیش کئے۔ جنہیں کھا کر انہوں نے تھوڑی سی کھلی اپنے منہ میں چبا کر آپ کو دی، جس کے کھاتے ہی آپ کی طبیعت دنیا سے سیر ہوگئی اور سینہ میں انوار الٰہی چمکنے لگے۔ (سیر الاخیار ص ۳۴۲)

سیاحت وبیعت: تھوڑی دیر کے بعد اٹھے۔ سب کچھ فروخت کر کے اللہ کی راہ میں لٹایا اور گھر سے نکل کھڑے ہوئے۔ سمرقند پہنچ کر علوم ظاہری کی تکمیل کی اور کئی سال بعد حجاز کی طرف چل پڑے اور علاقہ نیشا پور کے قصبہ ہارون میں پہنچ کر قطب وقت حضرت عثمان ہارونی رحمۃ اللہ علیہ کے مرید ہوئے، اللہ ہی جانتا ہے کہ اس آغوش ناز میں آپ کو کیا ملا کہ بیس سال چھ ماہ کی طویل مدت یہیں بسر کر دی۔ خدمت پیر میں رہ کر مجاہدات کئے۔ باطنی نعمتوں سے فیض اندوز ہوئے اور ہر وقت ان کے ساتھ رہنے لگے، ان کا سامان دوش مبارک پر ہر جگہ اٹھائے پھرتے تھے، ان کے ساتھ متعدد حج کیئے۔ خرقہ خلافت تو ڈھائی سال ہی کی مدت میں عطا ہو گیا تھا۔ مگر تشنۂ کرم دامن کو کہاں چھوڑ سکتا تھا،

یہاں سے تکمیلِ کمال کے بعد ڈھائی ماہ شیخ نجم الدین کبریٰ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں بسر کئے اور کوہ جودی سے ہوتے ہوئے بغداد شریف میں حضرت غوث پاک رضی اللہ عنہ کی خدمت میں کچھ عرصہ رہے اور انہی کے ہمراہ کئی سفر کئے، بغداد ہی میں شیخ الشیوخ شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں رہے، ہمدان پہنچے تو وہاں کے ایک بزرگ جلیل الدین رحمۃ اللہ علیہ کی صحبت میں رہے اور حضرت یوسف ہمدانی قدس سرہٗ سے ملاقات کر کے تبریز آئے۔ حضرت ابوسعید تبریزی رحمۃ اللہ علیہ سے استفاضہ

Marfat.com

کیا، اصفہان میں خواجہ محمود اصفہانی علیہ الرحمہ سے ملاقات کی مہمند آ کر خواجہ ابو سعید مہمندی علیہ الرحمہ سے ملے۔ مہمند سے استر آباد آئے اور حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد میں سے ایک بزرگ خواجہ ناصر الدین رحمۃ اللہ علیہ صاحب ولایت سے ملاقات کی، جن کی عمر اس وقت (۱۲۷) سال کی تھی، غزنی آ کر شمس العارفین شیخ عبدالواحد غزنوی رحمۃ اللہ علیہ سے ملے اور وہاں سے صدہا اولیاء اللہ سے شرف نیاز حاصل کر کے عازم ہندوستان ہوئے، اس سفر میں اور بھی مختلف مقامات ہرات، بلخ، بخارا بھی تشریف لے گئے۔ اس سفر میں ایک خادم ہر وقت آپ کے ساتھ رہتا تھا۔ (سیر الاخیار ص ۳۴۲)

عبادت و استغراق: سفر حجاز میں حضرت خواجہ عثمان ہارونی رحمۃ اللہ علیہ نے کعبہ شریف کے سامنے کھڑے ہو کر اور آپ کا ہاتھ پکڑ کر آپ کیلئے دعا کی تھی اور عرض کی تھی، اے رب قدیر میں ''معین الدین'' کو تیرے سپرد کرتا ہوں۔ اسی وقت آواز آئی تھی کہ ہم نے اسے قبول کیا۔ پھر روضۂ اطہر پر جا کر سلام عرض کیا تو جواب میں کہا گیا ''علیک السلام یا قطب المشائخ، ہند کی ولایت ہم نے تجھے دی'' اس کے بعد حضرت خواجہ عثمان ہارونی رحمۃ اللہ علیہ نے اشاعت دین قیم کیلئے آپ کو ہندوستان کی طرف روانہ کیا اور اسی وقت آنکھیں بند کرا کر سارا ہندوستان آپ کو دکھا دیا گیا، انیس الارواح میں لکھا ہے کہ حضرت خواجہ عثمان ہارونی رحمۃ اللہ علیہ نے جب خرقۂ خلافت عطا کیا تو اپنی دونوں انگلیاں آسمان کی طرف کر کے کہا کہ ''معین الدین دیکھ'' دیکھا تو تمام فضائے ملکوت و جبروت آپ کی نگاہوں کے سامنے تھے، جس وقت خلافت عطا ہوئی اس وقت سن شریف باون سال تھا، یہ حالت تھی کہ رات رات بھر بیدار رہتے اور عشاء

Marfat.com

کے وضو سے صبح کی نماز ادا کرتے تھے۔ بعض اوقات تو آپ نے ایک روز میں دو دو قرآن ختم کئے ہیں۔ دوران سفر میں تو ہر وقت قرآن پڑھتے رہتے تھے، سیر الاقطاب میں مرقوم ہے کہ مکہ معظمہ ہی میں ایک روز آپ مراقب تھے۔ ندا آئی کہ مانگ کیا مانگتا ہے۔ ہم تجھ سے بہت خوش ہیں، جو طلب کرے گا پائے گا، عرض کی کہ جب تک میرے مرید بہشت میں نہ جائیں گے، میں اس کے اندر قدم نہ رکھوں گا۔ (سیر الاخیار ص ۳۴۳)

بعض اوقات استغراق و محویت کا یہ عالم ہوتا کہ نماز کے وقت حضرت قطب الاقطاب بہ آواز بلند گوش مبارک پر صلوٰۃ کہتے تھے۔ دوش مبارک پکڑ کر جنبش دیتے۔ کئی بار تکرار کرتے جب کہیں جا کر آنکھیں کھلتیں اور فرماتے کیا کروں شرع محمدی سے چارہ نہیں، نماز بہر کیف فرض ہے۔ حجرہ میں تشریف لے جاتے تو پیکر محویت بن جاتے حجرہ کے سامنے پتھر رکھ دیئے جاتے تھے۔ اول نظر انہی پر پڑتی تو وہ خاکستر ہو جاتے۔ صاحب اقتباس الانوار لکھتے ہیں کہ چالیس روز تک جسم مبارک اپنے کیف نورانی کے باعث کسی کو نظر ہی نہ آیا، غرض یہ کہ آپ کا رتبہ بہت بلند اور منصب بہت رفیع تھا۔

ارض ہند میں ورود سعید: آپ شہر لاہور میں بحکم حضور نبی کریم ﷺ تشریف لائے تو دو ماہ تک حضرت مخدوم علی ہجویری داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ کے روضۂ منورہ پر معتکف رہے۔ اس کے بعد جب دہلی پہنچے تو چالیس اشخاص آپ کے ساتھ تھے، دہلی میں آپ کچھ عرصہ تک مقیم رہے۔ کفار نے ہر چند آپ کو نقصان پہنچانے کی کوشش کی کہ اس وقت یہ شہر کفرستان تھا، آپ برابر اذانیں دے کر نمازیں ادا کرتے رہے، مگر کوئی آپ کا کچھ نہ بگاڑ سکا۔ ایک شخص ایک عظیم سازش کا نمائندہ بن کر چھری در

Marfat.com

بغل سامنے آیا، مگر آتے ہی لرز گیا۔ علمائے ظاہر خود کو وارث انبیا بتاتے تو ہیں مگر کس عالم میں یہ قوت تھی کہ وہ ان حالات میں دہلی اور اجمیر کے اندر قدم رکھ کر اپنی جان سلامت لے جا سکتا۔ نہیں اور ہر گز نہیں۔ انبیاء کے مقابلے جو کفار سے ہوئے ان کی طاقت بازو سے کہیں زیادہ ان کی روحانیت کام کرتی رہی۔ کس عالم میں طاقت تھی کہ وہ ہندوستان کے جادوگروں اور دشمنوں سے تنہا عہد برآ ہو سکتا، علمائے باطن کو اللہ تعالیٰ نے علم اور روحانیت دونوں نعمتیں عطا کی ہیں، اور وہ ان کے ذریعے دشمنوں سے خود کو محفوظ بھی رکھ سکتے ہیں اور ان پر غالب بھی آ سکتے ہیں۔

مہاراجہ ہند کی ماں نجوم و کہانت میں کمال رکھتی تھی۔ اس نے بارہ برس پیشتر ہی اپنے بیٹے پرتھوی راج سے کہہ دیا تھا کہ ایک مرد بزرگ فلاں حلیہ کا اُس ملک میں آ کر تیرے اور تیری سلطنت کے زوال کا باعث ہوگا، اسی وجہ سے راجہ ہمیشہ متفکر رہتا تھا اور اس نے احکام صادر کر دیئے تھے کہ فلاں حلیہ کا اگر کوئی شخص سلطنت کے کسی حصے میں پایا جائے تو اسے گرفتار کر کے فوراً حاضر کیا جائے، اسے اس پر بہت کچھ انعام ملے گا، چنانچہ جب سامانہ میں پہنچے تو کارکنان سلطنت نے شناخت کر کے کہا کہ آپ کوئی بزرگ شخص معلوم ہوتے ہیں۔ آیئے ہم آپ کو کسی معقول جگہ ٹھہرائیں۔ ادھر آپ کو مراقبہ میں رسول کریم ﷺ نے ہدایت کر دی کہ ان لوگوں کے فریب میں نہ آنا، آپ نے انھیں صاف جواب دے دیا۔

جادوگروں سے مقابلے: آپ اجمیر شریف میں بالکل نووارد تھے آپ ایک درخت کے نیچے بیٹھ گئے، ایک شخص نے روکا کہ یہاں مہاراج کے اونٹ بیٹھتے

Marfat.com

ہیں۔آپ اٹھ کر تالاب انا ساگر پر جا بیٹھے۔ جہاں صد ہابت خانے تھے۔اگلے روز اونٹوں کو اٹھانا چاہا تو وہ وہاں سے نہ اٹھ سکے۔اور جب لوگوں نے آکر معافی مانگی تو اونٹ اٹھ سکے۔لوگوں نے راجہ سے جا شکایت لگائی کہ غیر مذہب کے کچھ لوگ ہماری پرستش گاہ کے قریب آ ٹھہرے ہیں۔راجہ نے حکم دیا کہ پکڑ کر نکال دو۔سرہنگان راجہ جو پہنچے اور ہجوم کیا تو حضور غریب نواز نے آیۃ الکرسی خاک کی ایک چٹکی پر پڑھ کر پھینک دی۔جس پر پڑی وہ وہیں کا وہیں بے حس وحرکت ہو کر رہ گیا، تیسرا ہی روز تھا کہ راجہ اور تمام اہل شہر تالاب پر پوجا کیلئے جمع ہوئے، رام دیو مہنت ایک جماعت کثیر کے ساتھ آپ کو اٹھانے کے لئے بڑھا۔آپ نے نظر جو اٹھائی تو اب اس کے جسم پر لرزہ طاری تھا، اسی وقت وہ آپ کے قدموں پر گرا اور اسلام قبول کرلیا۔

یہ پہلا مسلمان تھا جو آگے چل کر بڑے مرتبے پر فائز ہو گیا۔

پھر آپ تالاب سے اٹھے تو گویا ایک آفتابہ میں پانی بھرلیا۔جس سے کل تالاب کا پانی خشک ہو گیا۔راجہ گھبرا گیا اور جیپال جوگی کو جو ارض ہند کا سب سے نامور اور بڑا جوگی تھا بلوایا، وہ مرگ چھا پر ڈیڑھ ہزار چیلوں کو ساتھ لئے ہوئے بہ سرعت اجمیر پہنچ گیا اور ایک خوفناک قوت کے ساتھ مقابلہ کے لئے بڑھا، اس طرح کہ جادو کے شیر اژدہے اس کے ساتھ ہیں اور سب آگ کے چکر پھینکتے ہوئے آگے بڑھ رہے تھے۔ مخلوق عظیم اس کے ساتھ تھی۔آپ کے ہمراہی جادو کا یہ دہشت خیز سامان دیکھ کر گھبرائے۔آپ نے سب کے گرد حصار کھینچ دیا۔اب ایک طرف سے سانپ بڑھنے شروع ہوئے۔دوسری طرف سے شیر چلے اور اوپر سے سامنے آگ برسنی شروع ہو گئی۔ دہشت ناک سماں تھا۔اہل شہر تک لرز رہے تھے۔کوئی حصار کے اندر قدم نہ رکھ سکتا تھا۔

Marfat.com

آپ نماز میں مصروف تھے، جس کے بعد آپ نے ایک مٹھی خاک جو پھونک کر پھینکی تو سارا طلسم فنا ہو کر رہ گیا، اب میدان صاف تھا اور جے پال نے ہزیمت زدہ ہو کر اسی وقت پاوں پر گر کر معافی مانگی، مسلمان ہوا، اور مرتبہ کمال کو پہنچا، اسلامی نام عبداللہ رکھا گیا۔ اسے ''پرواز'' کا پورا ملکہ تھا۔ چنانچہ اڑا تو افلاک کی بلندیوں میں جا داخل ہوا مگر حضور کی کھڑاویں مارتی ہوئی اسے اتار لائیں، اللہ کی دین ہے کہ وہ انتہائی شقاوت پسندوں اور بدبختوں کو ہدایت دے کر آن کی آن میں انتہائی سعید بنا دیتا ہے۔

یہ بھی غور کیجئے کہ وراثت انبیا کے مدعی علمائے ظاہر اگر خواجہ غریب نواز رضی اللہ عنہ کی جگہ ہوتے اور اجمیر میں یہی حالات پیش آتے تو وہ کیا کرتے۔ یہ کام صرف علمائے باطن ہی کا ہے۔ (سیر الاخیار ص ۳۴۵)

سلطنت اسلام کا قیام و بشارت: اس سے یہ بھی واضح ہو گیا کہ روحانی ترقیاں ''پرواز'' اور ''روشنی'' غیر مذاہب میں بھی تھی اور اب بھی کسی حد تک رہ گئی ہے۔ مگر نبوت کا دور بدل جانے سے غیر مذاہب کے فقرا پہلے ہی قدم کو آخری قدم سمجھتے ہیں۔ اور ''عالم بالا'' کو چھوڑ کر اپنے ہی گرد گھومتے رہتے ہیں، حقیقی ترقی اور روشنی صرف اسلام ہی میں ہے۔ اور اسلام سے پیشتر اپنے اپنے اوقات میں دیگر مذاہب میں بھی رہی ہے، ''انیس الارواح'' کی سند کے مطابق مجاہدات اور ریاضات کی کثرت کی وجہ سے جے پال کا فلک اول تک پرواز کرنا ثابت ہے، یہی اس کی انتہا تھی۔ ہمارے ہاں فنائیت کی پہلی ہی منزل میں بچے تک وہ کچھ دیکھتے ہیں جو دوسرے مذاہب کے منتہی بھی نہیں دیکھ سکتے۔ راجہ پرتھوی راج کو اپنی اس شکست اور جے پال جیسے گرو کے

Marfat.com

مسلمان ہونے کا سخت رنج تھا۔

وہ کچھ نہ کرسکتا تھا۔ مگر اس کے قلب میں آپ کا قیام اجمیر کانٹے کی طرح کھٹک رہا تھا، اس کی ماں نے اسے ہر چند سمجھایا کہ دیکھ پرتھوی راج، میں تجھے پھر سمجھاتی ہوں اور وہی کہتی ہوں جو آج سے بارہ سال پیشتر کہا تھا کہ تو اس فقیر کامل کا مقابلہ نہ کر، اس کی دشمنی سے باز آ۔ اس کی عزت وتکریم کر، ورنہ تو اور تیری حکومت دونوں ان کے ہاتھوں تباہ ہو کر رہ جائیں گے۔ مگر اس نے ایک نہ سنی اور بار بار کہنے اور سمجھانے پر نہ سنی، سلطان شہاب الدین غوری رحمۃ اللہ علیہ کو پہلی اتفاقیہ شکست اور باز رفت نے اس کے حوصلے بہت بڑھا دیئے تھے۔ وہ خیال کرتا تھا کہ کرامت اور چیز ہے ورنہ مسلمان میدان جنگ میں میرا کچھ نہیں بگاڑ سکتے۔ ہزار بار لڑیں تو بھی شکست کھائیں گے۔ وہ فطری دشمن اسلام تھا گو ڈرتا تھا مگر پھر بھی مسلمانوں کو تنگ کرتا رہتا تھا، ایک روز اس نے کسی مسلمان پر ظلم کیا تو آپ کو غصہ آ گیا اور لکھ بھیجا کہ من ترا زندہ بدست لشکر اسلام سپردم اور اسی شب کو آپ نے سلطان شہاب الدین غوری رحمۃ اللہ علیہ کو خواب میں بشارت دی کہ ہندوستان پر فوراً حملہ کرو۔ اللہ تعالیٰ اس دفعہ تجھے ضرور کامیاب کرے گا، راجہ حضرت کی تحریر پڑھ کر ہنس دیا، مگر کچھ ہی دن بعد سلطان سے عظیم شکست کھا کر زندہ گرفتار ہوا اور مارا گیا۔ سلطان فتح کے بعد سب سے پہلے اجمیر آیا اور خواجہ غریب نواز کی خدمت میں باریاب ہو کر قدم چومے اور نماز جمعہ ادا کی، تین روز قیام کرنے کے بعد رخصت ہو گیا، اجمیر میں راجہ کا بیٹا بھی باج گذار راجہ کی حیثیت سے مسند نشین کر دیا گیا۔ (سیر الاخیار ص ۳۴۷)

Marfat.com

کرامات وخوارق عادات: ☆......ایک روز آپ کی خدمت میں ایک عورت روتی ہوئی آئی۔ عرض کی کہ میرے بیٹے کو حاکم شہر نے قتل کر دیا، آپ کو رحم آ گیا اور خدام کو ساتھ لے کر عصا لئے ہوئے قتل گاہ میں جا پہنچے۔ مقتول کا سر دھڑ سے ملا کر فرمایا کہ اے شخص اگر واقعی بے گناہ مارا گیا ہے تو اللہ کے حکم سے اٹھ کھڑا ہو زبان مبارک سے یہ الفاظ نکلنے ہی تھے کہ مقتول کی نعش کو حرکت ہوئی اور وہ زندہ ہو گیا، حاکم شہر یہ سن کر لرز گیا اور اس نے آ کر معافی مانگی۔ (ایضاً ص ۳۴۷)

☆...... ایک شخص نے خواجہ فریدالدین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہو کر کہا کہ میری زندگی بڑی ہی تنگ دستی میں گزر رہی تھی۔ میں نے خواجہ غریب نواز کی طرف رجوع کیا۔ خواب دیکھا کہ آپ نے تشریف لا کر مجھے چھ روٹیاں عنایت کیں۔ وہ دن ہے اور آج کا دن، ساٹھ برس ہو چکے ہیں۔ ہر روز مجھے ضرورت کے مطابق خرچ مل جاتا ہے اور میں اور میرے گھر والے آسودگی میں زندگی بسر کرتے ہیں۔ بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ وہ خواب نہ تھا، فضل الٰہی تھا کہ سرحلقہ اولیا نے تجھ پر کرم فرمایا اور تیری عسرت رفع ہو گئی۔ (ایضاً ص ۳۴۷)

☆...... ایک روز آپ مشاہدہ حق میں مصروف تھے کہ ایک مرید نے آ کر عرض کی کہ حضور حاکم شہر نے مجھے بہت تنگ کر رکھا ہے اور میری جلاوطنی کا حکم بھی صادر کر دیا، پوچھا حاکم ہے کہاں؟ کہا سوار ہو کر کہیں باہر گیا ہے، فرمایا تو جا وہ گھوڑے سے گر کر مر گیا۔ واپس گیا تو یہ خبر مشہور تھی۔ جس وقت خواجہ بزرگ پہلے پہل دہلی آئے ایک شخص بغل میں چھری دبائے ہوئے حملہ کی نیت سے سامنے آیا۔ حضرت نے فرمایا آیا ہے، تو اپنا

Marfat.com

کام کر، وہ یہ الفاظ سنتے ہی تھر تھر کانپنے لگا، قدموں پر گرا اور اسی وقت مسلمان ہو گیا۔ یہ کرامت دیکھتے ہی بہت سے افراد مسلمان ہو گئے۔ (ایضاً ص ۳۴۷)

☆...... جب آپ ہرات سے سبزدار تشریف لائے تو معلوم ہوا کہ یہاں کا حاکم شیعہ ہے اور ظالم ہے۔ جو شخص اپنے بچوں کا نام ابوبکر رکھتا ہے، قتل کرا دیتا ہے۔ بے حد متعصب ہے، نام یادگار مرزا ہے اور یہ اسی کا باغ ہے، جس میں لب حوض آپ مقیم ہوئے۔ لوگوں نے بھی منع کیا کہ آپ یہاں نہ ٹھہریں سخت ظالم ہے، آپ نے پروانہ کی۔ اتنے میں حاکم بھی بڑے شکوہ وطمطراق کے ساتھ آ پہنچا، منع کرنا تو کجا۔ نظر جو پڑی تو وہ لرزنے لگا اور بیہوش ہو کر گر پڑا۔ نہ صرف اس پر بلکہ اس کے تمام امرا وملازمین پر دہشت طاری ہو گئی، آپ رحم دل بھی بہت تھے، آپ نے خود ہی اٹھ کر اس کے منہ پر پانی چھڑکا، ہوش میں آیا، توبہ کی اور اس کے تمام امرا وغیرہ بھی تائب ہو کر مرید ہو گئے۔ یادگار مرزا نے توبہ کر کے اپنا تمام خزانہ اور زر و جواہر اللہ کی راہ میں لٹا دیئے۔ غلاموں اور کنیزوں کو آزاد کر دیا۔ اللہ کے دین اور رحمٰن کریم کا کرم ملاحظہ کیجئے کہ یہی شخص جس کا نامۂ اعمال پورا کا پورا سیاہ تھا۔ آن کی آن میں قدوسیوں کی جماعت میں شامل ہو گیا۔ باغی دوست بن گیا، اور خلافت پا کر ہرات کا صاحب ولایت ہوا۔ (ایضاً ص ۳۴۷)

☆...... بلخ پہنچے تو یہاں ایک صاحب حکیم ضیاء الدین رہتے تھے، جو بڑے متبحر عالم تھے، مگر بہت مغرور اور خود پسند تھے، ان کو اولیائے کرام کی عظمت سے قطعی انکار تھا۔ حضرت خواجہ علیہ الرحمہ نے خود دست مبارک سے ایک کلنگ شکار کر کے اس کے کباب تیار کئے، اسی وقت یہ صاحب بھی آ گئے، آپ نے ایک کباب انھیں بھی دیا، جس کے کھاتے ہی بیہوش ہو گئے، ہوش جو آیا تو حالت ہی اور تھی، پھر یہ بھی مرید ہوئے۔ کتب فلسفہ جلا دیں

Marfat.com

اور توجہ خاص سے چند ہی روز میں کامل ہو گئے۔ (ایضاً ص ۳۴۸)

قیام لنگر خانہ اور تعلیمات: اجمیر شریف میں آپ نے ایک عظیم الشان خانقاہ بھی تیار کرائی، مسجد بھی بنوائی اور لنگر خانہ بھی جاری کرایا، جہاں اب روضۂ منورہ بنا ہوا ہے، وہیں آپ کا لنگر خانہ تھا، کسی سے ایک پیسہ بھی نہ لیتے تھے۔ نہ کوئی آمدنی تھی۔ جب خرچ ختم ہو جاتا۔ خادم عرض کرتا تو مصلیٰ کا گوشہ اٹھا کر اس کے نیچے سے حسب ضرورتُ رقم خادم کو دے دیتے۔ صاحب سیر الاقطاب لکھتے ہیں کہ اس لنگر خانے میں اتنا کھانا تیار ہوتا تھا کہ کئی ہزار افراد روزانہ دونوں وقت کھانا کھاتے تھے اور اتنی برکت تھی کہ اگر دگنے اور چوگنے آدمی بھی آجاتے تو کمی نہ پڑتی۔

کوئی ان کی عظمت نہیں سمجھتا مگر مسلمان بزرگوں، امیروں اور ولیوں نے تقسیم طعام کو ہمیشہ خوشنودی رب قدیر کا ذریعہ سمجھا، رزاقی خالق اکبر کی خاص صفت ہے۔ اور اللہ تعالیٰ جتنا خوش اپنے بندوں کو کھلانے اور ان کے پیٹ بھرنے سے ہوتا ہے۔ اتنا اور کسی چیز سے نہیں ہوتا۔ دوسرے اس طرح تبلیغ کا کام بھی ہوتا ہے، طلبا اطمینان سے تعلیم پاتے ہیں۔ نومسلم بے فکری کے ساتھ رہ کر اپنی حالت سنبھال سکتے ہیں اور طالبان حقیقت آزادی کے ساتھ خانقاہ میں رہ کر کسب کمال کرتے ہیں، قدیم زمانہ میں ہر مرکزی خانقاہ اور نامور بزرگ کے ساتھ لنگر خانہ ضرور ہوتا تھا اور ایسے لنگر خانے فقرا اور امرا کی طرف سے تمام ملک میں جاری تھے۔

☆...... فرمایا کہ جو فقر و فاقہ اور بیماری و موت کو دوست رکھتا ہے، اللہ تعالیٰ اسے دوست رکھتا ہے، بلائے سخت اور بیماری میں مبتلا ہونا صحت ایمان کی دلیل ہے۔ آپ تو اللہ تعالیٰ

Marfat.com

سے اس کی دعائیں مانگا کرتے تھے، فرمایا جس دل میں محبت ہے، اس میں جو کچھ بھی آجائے گا، جل جائے گا۔ فرمایا میں نے قید جسم سے باہر آکر جو دیکھا تو معلوم ہوا کہ عشق، عاشق اور معشوق سب ایک ہیں۔

☆......فرمایا کہ غریبوں سے محبت رکھو اور جھوٹ، غیبت سے بچتے رہو۔

☆......فرمایا کہ خدا کے دوست میں یہ چار صفات ضرور ہوں گی۔ تواضع، شفقت، سخاوت، اختیار صحبت صالحین، مسلمانوں کا مسلمانوں کو ذلیل سمجھنا بے حد نقصان رساں ہے فرمایا تین چیزیں گوہر نفس ہیں، دشمن سے دوستی کرنا۔ اپنے افلاس کو چھپانا، اپنا دکھ درد کسی سے نہ کہنا۔ فرمایا خدا پر توکل کیے رہو اور کسی سے کوئی توقع اور غرض نہ رکھو۔

☆......فرمایا کہ خدا کو پہچاننے والا خلقت سے ہمیشہ تنفر برتتا ہے۔ فرمایا جس کے دل سے غیر حق اٹھ گیا وہ عارف ہے۔ فرمایا عارف وہ ہے جس کا دل کونین سے بیزار ہو۔

☆......فرمایا کہ ثابت قدم مرید وہ ہے جس سے بیس سال تک کوئی گناہ سرزد نہ ہو۔ (انیس الارواح)

☆......فرمایا کہ غم کو خوشی اور فاقہ کو فخر سمجھو۔

تبلیغی کمال اور انتقال: قاضی حمید الدین ناگوری رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ کی ہدایت کے مطابق آپ نے متعدد نکاح کیے۔ جن سے متعدد اولاد ہوئی۔ ان میں آپ کی صاحبزادی حافظ جمال صاحب ولایت خاتون گزری ہیں، آپ نے انہیں خلافت دے کر مستورات کی تبلیغ اور اصلاح کے لئے مامور کیا تھا۔ یہاں یہ حقیقت واضح کر دینا چاہتے ہیں کہ آپ کے پیش نظر صرف ایک مقصد تھا اور وہ تھا تبلیغ اسلام اور

Marfat.com

اصلاح مسلمین، ایک طرف تو آپ نے اپنی بیٹی کو کامل بنا کر مستورات میں تبلیغ کے لئے مامور کیا اور دوسری طرف آپ نے اپنے خلفا کو ہندوستان کے اہم مراکز میں اسی مقصد کی تکمیل کیلئے مقرر کیا۔ آپ کی خانقاہ سے ہزاروں اشخاص درجۂ ولایت حاصل کر کے اور اولیا بن کر نکلے اور دنیا بھر میں پھیل گئے، ہندوستان میں جو آج اتنے مسلمان نظر آرہے ہیں، یہ دہلی اجمیر کے چشتیہ اور ملتان کے سہروردیہ خاندان کی مساعی جمیلہ کا ثمرہ ہے۔ جس شب کو آپ کا انتقال ہوا۔ تمام شب حجرہ میں لوگوں کے چلنے پھرنے کی آوازیں آتی رہیں سیرۃ السالکین کی روایت کے مطابق شب انتقال چند بزرگوں نے خواب میں دیکھا کہ رسول کریم ﷺ فرمارہے ہیں کہ میں اپنے معین الدین کی پیشوائی کو آیا ہوں۔ کسی نے دیکھا کہ آپ فرمارہے رہیں کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے بخش دیا ہے اور ساکنان عرش کے نزدیک مجھے جگہ ملی ہے عہد شمس الدین التمش ۶۳۳ھ میں وصال ہوا۔ صاحب مراۃ الاسرار نے لکھا ہے کہ آپ مقامات قطبی دعوتی اور قطب الاقطابی سے گزر کر قطب وحدت و مرتبہ محبوبیت پر فائز ہو چکے تھے۔ ستر برس تک شب کو نہیں سوئے، دن بھر روزہ رکھتے اور رات بھر مراقب رہتے۔ آپ کا شمار دنیا کے اکابر مشائخ میں ہوتا ہے۔ (سیر الاخیار ص ۳۴۹)

لارڈ کرزن نے درست لکھا ہے کہ ہندوستان میں ایک قبر حکومت کر رہی ہے اور وہ قبر خواجہ غریب نواز کی قبر ہے۔

☆……☆……☆

Marfat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حضرت خواجہ

بخاری اویسی

سید بہاء الدین نقشبند

رحمۃ اللہ علیہ

Marfat.com

عہد طفولیت: خواجہ علاء الحق والدین نور اللہ مرقدہٗ نے ہمارے خواجہ قدس اللہ روحہ الشریف کے الفاظ مبارک نقل فرمائے کہ وہ فرماتے ہیں ''اللہ تعالیٰ کی عنایات سے مجھے یہ عنایت بھی نصیب ہوئی کہ میں عہد طفولیت میں حضرت شیخ محمد بابا سماسی قدس سرہٗ کی نظر مبارک سے مشرف ہوا۔ آپ نے مجھے اپنی فرزندی میں قبول فرمایا''

ہمارے خواجہ قدس سرہٗ کے جدامجد فرماتے ہیں کہ میرے فرزند بہاؤالدین کی ولادت باسعادت کے تین روز بعد حضرت خواجہ محمد بابا سماسی قدس سرہٗ اپنے اصحاب باصفا کے ہمراہ قصر ہندواں میں تشریف لائے۔ مجھے آپ سے ارادت ومحبت تھی۔ آپ کے بہت سے محبان کرام اس گاؤں میں رہتے تھے۔ میرے دل میں خیال آیا کہ میں اس فرزند کو اس صاحبِ دولت کے حضور پیش کروں۔ میں نے معاملہ (نذر) اس کے سینے پہ گزارا اور نہایت نیاز وتضرع کے ساتھ اسے آپ کی خدمت میں پیش کیا، آپ نے فرمایا ''یہ ہمارا فرزند ہے۔ ہم نے اسے قبول کیا''۔ پھر حضرت سید امیر کلال اور اپنے دیگر اصحاب باصفا کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا، ''اس گاؤں سے جتنی بار ہمارا گزر ہوا، میں نے تم سے یہی کہا تھا کہ اس خاک سے کسی مرد کی خوشبو آتی ہے''۔ اور اس بار تمہارے مکان کی طرف توجہ کی اور پاس پہنچے تو کہا ''اب وہ خوشبو زیادہ ہوگئی ہے۔ شاید وہ مرد پیدا ہو چکا ہے کہ خوشبو زیادہ ہوگئی ہے، سو یہ فرزند وہی مرد ہے۔ امید ہے کہ یہ فرزند زمانے کا امام ہوگا''۔ (انیس الطالبین)

خواجہ علاء الحق والدین طیب اللہ مشہدہٗ نقل کرتے ہیں کہ ہمارے خواجہ قدس اللہ سرہٗ کے ایام دولت میں حضرت بابا محمد سماسی نور اللہ مرقدہٗ کے بعض اصحاب قصر ہندواں میں قیام

Marfat.com

فرماتے تھے اور کہتے تھے کہ حضرت خواجہ بہاؤالحق والدین قدس اللہ سرہٗ کی ولادت باسعادت سے پہلے حضرت خواجہ محمد بابا سماسی نوراللہ مرقدہٗ قصر ہندواں میں اکثر تشریف لاتے اور اپنی مجالس صحبت میں فرماتے، عنقریب یہ قصر ہندواں، قصر عارفاں ہو جائے گا۔ الحمدللہ حضرت خواجہ محمد بابا سماسی نوراللہ مرقدہٗ کا وہ فرمان مبارک اس وقت پورا ہوا۔

ہمارے خواجہ قدس اللہ سرہٗ کی والدہ ماجدہ ارشاد فرماتی ہیں کہ میرے فرزند بہاؤ الدین کی عمر چار سال ایک ماہ تھی، ان دنوں ہمارے پاس ایک فراخ سینگوں والی گائے تھی۔ گائے حاملہ تھی۔ ایک روز میرا فرزند اس کی طرف متوجہ ہوا اور کہنے لگا کہ ہماری گائے سفید پیشانی والا بچھڑا پیدا کرے گی۔ حق تعالیٰ کی قدرت کہ چند ماہ بعد گائے نے ویسے ہی بچھڑے کو پیدا کیا۔ جس نے بھی اس دن میرے فرزند سے یہ کلام سنا حیرت کا اظہار کرتا تھا، اور حضرت خواجہ محمد بابا سماسی نوراللہ مرقدہٗ کا فرمان مبارک ہمارے حق میں درست ثابت ہوا۔

عالم شباب: حضرت خواجہ علاء الحق والدین قدس اللہ روحہ سے منقول ہے کہ ہمارے خواجہ قدس اللہ روحہ نے فرمایا کہ جب میں کم و بیش اٹھارہ سال کا ہوا تو میرے والد گرامی علیہ الرحمہ نے کوشش فرمائی کی میں جلدی متاہل ہو جاؤں اور مجھے خواجہ محمد بابا سماسی قدس اللہ سرہٗ کی بارگاہ میں سماس بھیج دیا۔ میں اس بقعہ شریفہ میں پہنچا اور حضرت خواجہ سماسی کے دیدار سے مشرف ہوا۔ اس شام میں ان کی صحبت مبارکہ میں رہا۔ اور ان کی صحبت کی برکت سے رات بھر مجھ میں مسکینی اور انکساری کا بہت زیادہ اثر رہا۔ آخر شب اٹھ کر وضو کیا اور ان کی جماعت کی مسجد مبارکہ میں دو رکعت نماز ادا کی۔ بعد ازاں سر سجدے میں

Marfat.com

رکھا اور بہت عاجزی سے دعا کی، میری زبان سے یہ الفاظ نکلے ''الٰہی! مجھے بارِ مصیبت اٹھانے کی قوت، تحمل محنت اور اپنی محبت عطا فرما۔''

کہتے ہیں کہ محبت ومحنت نے جواب دیا۔ صبح کے وقت میں حضرت خواجہ سماسی نوراللہ مرقدہٗ کی خدمت میں حاضر ہوا، آپ نے توجہ فرمائی اور فراست وبصیرت سے جان گئے۔ اور فرمایا ''بیٹا! دعا اس طرح کرنی چاہیے ''الٰہی! اس بندۂ ضعیف کو اپنے فضل وکرم سے اپنی رضا پر رکھ'' اور خدا تعالیٰ کی یہی رضا ہے کہ بندہ پر کوئی مصیبت نہ آئے۔ اگر وہ اپنی حکمت سے کسی دوست پر مصیبت نازل فرماتا ہے تو اپنی عنایت سے اسے برداشت کرنے کی توفیق بھی دیتا ہے، اور اس کی حکمت اس پر ظاہر بھی فرماتا ہے بہ اختیار مصیبت کو طلب کرنا مشکل ہے، یہ گستاخی نہیں کرنی چاہیے۔'' اس کے بعد دستر خوان بچھایا گیا۔ جب کھانے سے فارغ ہوئے تو حضرت خواجہ محمد بابا سماسی نوراللہ مرقدہٗ نے مجھے ایک روٹی عطا فرمائی، میرے دل نے اسے قبول کرنے سے انکار کیا۔ فرمایا، قبول کر لے، کام آئے گی۔ میں نے روٹی لے لی، اور آپ کے ہمرکاب قصرِ عارفاں کی طرف روانہ ہوا۔ میں راستے میں آپ کے گھوڑے کے پیچھے پیچھے نہایت نیاز سے چل رہا تھا۔ کچھ بار میرے دل میں وہی خیال آیا۔ جب بھی خیال آتا آپ میری طرف التفات فرماتے اور فرماتے کہ ''دل پہ نظر رکھنی چاہیے۔'' ان احوال کے مشاہدے سے آپ کی نسبت میرے یقین ومحبت میں اضافہ ہوا۔ راستے میں ایک گاؤں سے گزر ہوا۔ وہاں آپ کے عشاق کرام میں سے ایک شخص رہتا تھا، وہ نیاز مند بڑی بشاشت، عاجزی اور مسکنت سے پیش آیا۔ جب آپ اس کے پاس اتر گئے تو وہ مضطرب ہو گیا۔ آپ نے فرمایا، حقیقت حال کیا ہے۔ درست بتا۔ اس نیاز مند نے کہا، حضور، گھر میں دودھ تو ہے، روٹی نہیں۔ آپ نے میری

Marfat.com

طرف توجہ فرمائی اور فرمایا وہ روٹی نکالو، آخر کام آ گئی۔ یہ ان احوال میں پہلا حال تھا جو میں نے حضرت خواجہ کے ساتھ آنے جانے میں معلوم کیا۔

امیر کلال کے حضور: حضرت خواجہ علاء الحق والدین عطر اللہ تربتہٗ سے منقول ہے کہ ہمارے خواجہ قدس اللہ روحہ نے فرمایا جب محمد بابا سماسی نور اللہ مرقدہٗ وصال فرما گئے تو میرے جد کریم مجھے سمرقند لے گئے۔ وہاں ایک صاحب دل درویش رہتے تھے۔ مجھے ان کے پاس پہنچایا اور نہایت عجز و نیاز سے پیش آئے۔ ہر ایک نے مجھ پر نظر کرم فرمائی۔ اس کے بعد مجھے بخارا لے آئے۔ وہاں میری شادی کی رسم پوری ہوئی۔ اور میں قصر عارفاں میں رہنے لگا۔ اسی دوران اللہ کے فضل سے مجھے عزیزان حق کی کلاہ نصیب ہوئی اور میرا حال بدل گیا، میری امید قوی ہوگئی۔ پھر حضرت سید امیر کلال قدس سرہٗ تشریف لائے اور فرمایا کہ حضرت خواجہ محمد بابا سماسی نور اللہ مرقدہٗ نے مجھے وصیت فرمائی ہے کہ میرے فرزند بہاؤالدین کے حق میں تربیت وشفقت سے دریغ نہ کرنا، اگر تو نے کوئی کسر چھوڑی تو میں معاف نہ کروں گا۔ امیر سید نے فرمایا اگر خواجہ سماسی کی وصیت میں کوئی کسر چھوڑوں تو میں مرد نہیں۔ (انیس الطالبین)

ایک خواب اور تعبیر: ہمارے خواجہ قدس سرہٗ نے فرمایا کہ ان ایام میں میں نے ایک خواب دیکھا کہ عظیم ترکی شیخ حضرت حکیم اتا ترک قدس سرہٗ مجھے ایک درویش کے سپرد کر رہے ہیں۔ جب میں بیدار ہوا تو اس درویش کی صورت میرے دل میں تھی۔ میں نے اس خواب کا ذکر اپنی جدہ صالحہ سے کیا۔ انہوں نے فرمایا ''بیٹا! تجھے مشائخ ترک سے بھی کچھ حصہ ملے گا۔ میں ہمیشہ اس درویش کی تلاش میں رہا، ایک دن وہ درویش

Marfat.com

مجھے بخارا کے بازار میں مل گئے، میں نے انہیں پہچان لیا۔ان کا نام خلیل تھا۔اس حال میں تو میں ان کی صحبت سے مستفیض نہ ہوا۔شام کوایک قاصد نے پیغام دیا کہ تجھے وہ درویش خلیل بلاتے ہیں۔میں نے جلدی کی اور شوق نیاز سے ان کی بارگاہ میں حاضر ہوا۔جب آپ کی صحبت سے مشرف ہوا تو دل میں خیال آیا کہ وہ خواب ان کو سناؤں۔ وہ ترکی زبان میں بولے جو کچھ تیرے دل میں ہے وہ ہم پر عیاں ہے، بیان کی ضرورت نہیں، میری حالت بدل گئی اور ان کی طرف رغبت مزید بڑھ گئی۔ان کی صحبت میں، میں نے عجیب وغریب احوال مشاہدہ کئے۔یہ اتفاق تھا کہ کچھ عرصے کے بعد ان کو ماورا النہر کی بادشاہت مل گئی اور ان کو سلطان خلیل کہا جانے لگا۔ان کی بادشاہی کے زمانے میں بھی کسی واسطے میری ان سے ملاقات ہوئی، ان کی خدمت وملازمت قابل دید تھی۔ ان کی بادشاہی کے دوران بھی ان کے عظیم احوال مطالعہ میں آئے اور ان سے میل جول اور زیادہ ہوا۔وہ مجھے بڑی شفقت سے ملتے۔کبھی نرمی اور کبھی سختی سے مجھے آداب خدمت سکھاتے۔اور اس وجہ سے مجھے بہت فائدے ہوئے۔اور ان کے بتانے سے جو میں نے سیر وسلوک کے آداب سیکھے وہ بعد میں بہت کام آئے۔میں ان کی بادشاہی کے زمانے میں ان کے پاس چھ سال رہا۔دن کے وقت رعایت سے ان کے آداب حرمت بجالاتا اور خلوت میں ان کی صحبت خاص کا محرم ہوتا۔وہ اکثر اپنے خواص بارگاہ کے سامنے فرمایا کرتے جو حق تعالیٰ کی رضا کیلئے میری خدمت کرتا ہے۔وہ مخلوق میں بزرگ ہوگا۔اور مجھے معلوم تھا کہ ان کے اس فرمان کا مقصود کون ہے اور کیا ہے۔گویا انہوں نے اس طرف اشارہ فرمایا کہ بادشاہوں کی ظاہری عظمت کی وجہ سے ان کے اعزاز واجلال کو تسلیم نہیں کرنا چاہیے بلکہ اس کی وجہ سے تسلیم کرنا چاہیے کہ تمام ملکوں کے مالک حق

Marfat.com

تعالیٰ جل ملکہ، نے ان کو اپنے جلال و بزرگی کا مظہر بنایا ہے، جب مدت مملکت کے بعد ان کو کمال سے زوال حاصل ہوا تو ملک و خدم و حشم بکھر کر رہ گئے، اسے دیکھ کر دنیا اور دنیا کا کام میرے دل میں سرد ہو گیا، میں بخارا آ گیا اور بخارا کے انواح میں ایک دیہات ریوتون میں رہائش اختیار کر لی" یہ واقعہ حضرت خواجہ قدس سرہٗ کے درویشوں سے میں نے مختلف روایات سے سنا۔ (انیس الطالبین)

توبہ کا آغاز: حضرت خواجہ علا الحق والدین عطر اللہ تربتہ، نے ہمارے خواجہ قدس اللہ سرہٗ کے الفاظ مبارک نقل فرمائے، کہ انہوں نے فرمایا کہ میری آگاہی، انتباہ اور توبہ کا آغاز سفر اس طرح ہوا کہ میں خلوت میں ایک شخص سے بہت التفات کا اظہار کر رہا تھا کہ اچانک میرے کانوں میں آواز آئی، ایک وقت ایسا بھی آئے گا کہ تو سب سے باز آ کر ہماری بارگاہ کی طرف رجوع کرے گا۔

عمر لیست کہ تا از آن خویشی
ہیں وقت آمد از آں ما باش

اس آواز سے میرا حال تبدیل ہو گیا۔ میں بے قرار ہو کر گھر سے باہر آیا، بھادوں کا موسم تھا۔ دیہات کے قریب ایک ندی تھی۔ میں نے پانی لیا، غسل کیا۔ اور لباس دھویا، اور حالت شکستگی میں دو رکعت نماز پڑھی، کئی سال گزر گئے، میری یہی آرزو رہی کہ (کاش) ویسی نماز پھر ادا کر سکوں۔

یہ انداز محبوبی: ہمارے خواجہ قدس سرہٗ نے فرمایا کہ جذب کی ابتدا میں مجھے کہا گیا کہ اس راستے پہ تو کیسے آتا ہے۔ میں نے کہا اس طرح کہ جو میں کہوں اور چاہوں ویسا

Marfat.com

ہی ہو۔ مجھے کہا گیا جو ہم کہتے ہیں اس پر عمل کرنا چاہیے، میں نے کہا اس کی مجھے طاقت نہیں، اگر جو میں کہوں وہ ہو جائے تو میں اس راستے پر قدم رکھ سکتا ہوں۔ اگر ایسا نہیں تو میں یہ نہیں کر سکتا۔ دو مرتبہ مجھ سے یہ سوال و جواب ہوئے پھر مجھے میرے حال پر چھوڑ دیا گیا۔ پندرہ روز میرے احوال خراب رہے۔ میں تمام خشک ہو گیا۔

گر کششیت نا گہاں تا نبری بہ خود گماں
بیک قبول ماست آں کار سوئے مات میکشد

اس ناامیدی کے بعد کہا گیا کہ ہر چہ می خواہی ہم چناں باش گو، جو کچھ تو چاہتا ہے۔ ویسا ہی ہو جا،

آں را کہ در پذیرد معبود لا لعلہ
اوراچہ حاجت آید رنج چہار چلہ

ایک درد اٹھا: خواجہ علاء الحق والدین طاب اثرہٗ نقل فرماتے ہیں کہ ہمارے خواجہ قدس سرہٗ نے فرمایا کہ جب مجھے توبہ کی توفیق ملی، میں ''ریوتون'' میں قیام پذیر تھا۔ اور مسجد میں نماز با جماعت ادا کرتا تھا۔ اتفاق سے ایک روز ایک نماز کی جماعت چھوٹ گئی۔ مسجد کے دانش مند متقی امام نے کہا کہ میں تو تجھے اس میدان کا صفدر سمجھتا تھا۔ تو، تو صف شکن ثابت ہوا۔ میں نے کہا، آپ نے تو ایسا ہی تصور کیا کہ میں اس میدان اطاعت کا صفدر ہوں لیکن حقیقت یہ ہے کہ میرے دل کا چہرہ آلودہ ہے۔ اس بزرگ نے یہ شعر پڑھا۔

قلب روے اندود نستانند در بازار حشر
خالصی باید کہ ازا آتش بروں آید سلیم

Marfat.com

اس عزیز کے اس کلام سے میرے اندر ایک درد اٹھا، جسکی آگ ہر لحظہ شعلہ زن رہتی اور بے قراری میں اضافہ ہوتا رہتا ہے۔

مزارات کی حاضری: ہمارے خواجہ قدس اللہ روحہٗ نے فرمایا کہ میں جذبوں کے غلبات اور حالوں کی شروعات میں کئی راتوں کو بخارا کے نواح میں پھرتا رہتا اور ہر مزار پہ حاضری دیتا۔ ایک رات میں تین مزارات مبارکہ پہ حاضر ہوا، وہاں ایک چراغ جل رہا تھا، چراغ میں تیل اور بتی موجود تھی مگر بتی کو تھوڑی سی حرکت دینے کی ضرورت تھی کہ تیل سے باہر نکل کر خوب روشنی دے اور نہ بجھے۔ رات کے پہلے حصے میں، حضرت خواجہ محمد واسع علیہ الرحمہ کے مزار مبارک پہ حاضر ہوا۔ اشارہ ہوا کہ خواجہ احمد اجشغر نوی علیہ الرحمہ کے مزار مبارک پہ جاؤ۔ جب میں اس مزار مبارک پہ پہنچا تو دو آدمی آئے اور انہوں نے دو تلواریں باندھ کر مجھے گھوڑے پر بٹھا دیا۔ اور گھوڑے کی باگ مزداخن کے مزار کی طرف موڑ دی اور اسے روانہ کر دیا، رات کے آخری حصے میں وہاں پہنچا تو وہاں بھی بتی اور چراغدان کی وہی کیفیت تھی۔ میں قبلہ رو ہو کر بیٹھ گیا۔ توجہ غیب کی طرف ہوئی تو غیب میں کیا دیکھتا ہوں جانب قبلہ دیوار شق ہو گئی اور ایک عظیم تخت ظاہر ہوا جس پر ایک عظیم بزرگ جلوہ فرما ہیں، ان کے سامنے سبز پردہ تنا ہوا تھا۔ ان کے اردگرد لوگوں کی جماعت حاضر ہے، وہاں میں نے حضرت خواجہ بابا سماسی نور اللہ مرقدہٗ کو دیکھا۔ میں نے سوچا کہ یہ وصال شدہ لوگ ہیں۔ نیز یہ جماعت اور یہ بزرگ والا شان کون ہے۔ جماعت میں سے ایک فرد نے فرمایا کہ یہ بزرگ حضرت خواجہ عبدالخالق غنجدوانی قدس سرہٗ ہیں اور یہ ان کے خلفائے کرام کی جماعت ہے۔ پھر خلفائے کرام کے اسماء گرامی شمار کئے اور ہر ایک کی طرف

Marfat.com

اشارہ کیا۔ خواجہ احمد صدیق، خواجہ اولیا کلاں خواجہ عارف ریوگری، خواجہ محمود انجیر فغنوی، خواجہ علی رامیتنی، قدس اللہ اروا حھم، اور جب حضرت خواجہ بابا سماسی نور اللہ مرقدہٗ تک پہنچا تو میری طرف اشارہ کر کے فرمایا ان کو تو، تم نے حیاتِ ظاہری میں دیکھا ہے۔ انہوں نے تمہیں دستار سے نوازا تھا، کیا تم ان کو جانتے ہو۔ میں نے کہا میں انہیں جانتا ہوں اور عرصہ ہوا ہے کہ دستار کے بارے میں مجھے خبر نہیں، اس نے کہا، دستار تمہارے گھر میں موجود ہے۔ اور تمہیں یہ کرامت عطا کی گئی ہے کہ اس کی برکت سے نازل ہونے والی ہر مصیبت دور ہو جائے۔ پھر اس جماعت نے کہا کہ گوش ہوش سے سنو! حضرت خواجہ بزرگ قدس اللہ روحہ، تم سے کلام فرمانا چاہتے ہیں، جو راہ سلوک میں اس کے بغیر چارہ نہیں، میں نے اس جماعت سے درخواست کی کہ میں حضرت خواجہ قدس اللہ سرہٗ کو سلام کرنا چاہتا ہوں، ان کے سامنے سے پردہ اٹھایا گیا۔ میں نے حضرت خواجہ قدس اللہ سرہٗ کو سلام عرض کیا اور انہوں نے مجھے سلوک کی راہ کی ابتدا، وسط، اور انتہا کے بارے میں باتیں ارشاد فرمائیں۔ اور ان باتوں میں سے ایک بات یہ تھی کہ وہ چراغ جو اس کیفیت میں تمہیں دکھائے گئے۔ اس میں تمہارے لئے بشارت اور اشارات ہے۔ کہ تمہارے اندر اس راہ کی استعداد و قابلیت موجود ہے۔ لیکن استعداد کی بتی کو حرکت دینی چاہیے کہ وہ روشن ہو اور اسرار کا ظہور ہو۔ قابلیت کا عمل کرنا چاہیے، کہ مقصود حاصل ہو جائے، اور دوسری بات نہایت مبالغے سے بیان فرمائی کہ ہر حال میں شریعت پر استقامت سے قدم رکھنا چاہیے، اور امر و نہی کا پورا خیال رکھنا چاہیے، عزیمت و سنت پر عمل کرنا چاہیے، رخصت و بدعت سے دور رہنا چاہیے۔ اور ہمیشہ احادیث نبویہ کو اپنا رہنما بنانا چاہیے، حضور ﷺ اور آپ کے صحابہ کرام کے آثار و اخبار کی جستجو میں رہنا چاہیے۔ ان تمام

Marfat.com

ارشادات کے بعد ان کے خلفائے کرام نے فرمایا کہ تمہاری اس حالت کی سچائی پر یہ گواہی ہے کہ تم مولانا شمس الدین اسکتوئی کے پاس جاؤ اور کہو فلاں ترک نے جوسقا نامی پر دعویٰ کیا ہے اس میں حق ترک کی جانب ہے۔ اور آپ سقا کی رعایت کرتے ہیں۔ اور اگر سقا، اس ترک کے حقدار ہونے کا انکار کرے تو سقا سے کہوا ے سقائے تشنہ! وہ اس سخن کو جانتا ہے۔ اور دوسری گواہی یہ ہے کہ سقا نے ایک (عورت) سے فساد کیا ہے، اور چونکہ اس سے نتیجہ ظاہر ہوا ہے اس لیے اس نے اسقاط کر دیا ہے اور فلاں جگہ انگور کے درخت کے نیچے دفن کر دیا ہے۔ پھر فرمایا کہ یہ پیغام مولانا شمس الدین کو پہنچانے کے بعد دوسرے روز فوراً تین دانے منقے کے لو اور زنگ مردہ کی طرف، بجانب نسف حضرت امیر کلال قدس اللہ روحہ کی خدمت میں حاضری دو۔ اور جب تم ''پشتہ فراجون'' میں پہنچو گے، تمہیں ایک بوڑھا ملے گا۔ وہ تمہیں ایک گرم روٹی عنایت کرے گا۔ اسے لے لینا لیکن بوڑھے سے بات مت کرنا۔ تم اس سے آگے جاؤ گے تو ایک قافلے سے ملاقات ہوگی۔ جب قافلے سے آگے گزرو گے تو ایک سوار ملے گا، تم اسے نصیحت کرو گے اور وہ تمہارے ہاتھ پر توبہ کرے گا۔ اور دستار عزیزاں کو اپنے ساتھ حضرت امیر کلال قدس سرہٗ کی خدمت میں لے جانا۔

اس کے بعد اس جماعت قدسی نے مجھے حرکت دی اور مجھے وجود میں لائے، اسی صبح میں نہایت عجلت سے ''ریورتون' میں آیا اور اہل تعلق سے اس دستار کے بارے میں پوچھا۔ انہوں نے کہا کہ عرصہ ہوا وہ دستار تو فلاں جگہ ہے۔ جب میں نے دستار عزیزاں کو دیکھا تو میری حالت تبدیل ہوگئی، میں نے بہت گریہ کیا۔ اور پھر حالت سکینت میں چلا گیا۔ نماز فجر حضرت مولانا شمس الدین (علیہ الرحمہ) کی مسجد میں ادا کی۔ نماز

Marfat.com

کے بعد میں نے دل میں سوچا کہ مجھے تو پیغام پہنچانے کے بارے میں حکم ہوا ہے۔ میں نے حضرت مولانا سے واقعہ بیان کیا۔تو وہ حیران ہوئے۔سقا اس وقت موجود تھا۔ وہ حقیقتاً مدعی کے دعوے سے انکار کرتا تھا۔ میں نے اسے کہا کہ ایک گواہ یہ ہے کہ تو پیاسا ہے اور تجھے عالم معنیٰ سے کچھ بھی نہیں ملا۔ وہ خاموش ہو گیا۔ پھر میں نے کہا کہ دوسرا گواہ یہ ہے کہ تو نے فلاں کے ساتھ برا فعل کیا، اور جو اس سے پیدا ہوا اسے گرا کر فلاں مقام پہ انگور کے درخت کے نیچے دفن کر دیا۔ سقا نے اس بات کا بھی انکار کر دیا، حضرت مولانا قدس سرہٗ اور جو لوگ مسجد میں موجود تھے وہ اس مقام پر پہنچے تو تلاش کے بعد انہوں نے وہاں مردہ بچے کو دیکھ لیا، اب سقا عذر کرنے لگا۔ حضرت مولانا اور لوگ رونے لگے اور عجیب احوال ظاہر ہوئے۔ اگلے دن میں نے طلوع آفتاب کے موقع پر حکم کے مطابق منقے کے تین دانے لئے اور نسف کی جانب ''زنگ مردہ'' کے راستے پر گامزن ہوا، میرے آنے کی خبر حضرت مولانا کو دی گئی تو انہوں نے مجھے طلب فرمایا۔ اور کمال مہربانی سے نوازا، اور فرمایا ''تیرا درد طلب پدید آمدہ است' شفا آں درد تو نزد ما ست ،تمہارے اندر درد طلب ظاہر ہوا ہے اور اس کا علاج ہمارے پاس ہے۔ اور اس جگہ ٹھہرو کہ تمہاری تربیت کا حق ادا کیا جائے، اس کے جواب میں میری زبان سے نکلا کہ میں دوسروں کا فرزند ہوں۔ اگر پستان تربیت میرے منہ میں رکھیں گے تو ایسا نہ ہو کہ میں اس کا سرا پکڑ لوں۔ حضرت مولانا خاموش ہو گئے اور اجازت دے دی۔ اس دن میں نے کمر ہمت باندھ لی، میں نے دو آدمیوں سے کہا کہ میرے کمر بند کو دونوں طرف سے خوب کھینچو، جب وہ خوب کس کر باندھ چکے تو میں نے راستہ اختیار کیا، پھر دشت فراجون میں پہنچا۔ اور ایک بزرگ سے ملاقات ہوئی۔ اس نے مجھے ایک

Marfat.com

گرم روٹی عطا کی۔ میں نے اسے لے لیا۔ لیکن اس سے کوئی گفتگو نہ کی، میں آگے چل پڑا تو ایک قافلے سے ملا۔ اہل قافلہ نے مجھے پوچھا کہ تم کہاں سے آئے ہو، میں نے کہا ''اسکتہ'' سے، انہوں نے پوچھا تم وہاں سے کس وقت چلے تھے، میں نے کہا طلوع آفتاب کے وقت اور چاشت کے وقت ان کے پاس پہنچا ہوں، وہ حیران ہو کر کہنے لگا کہ اس گاؤں سے یہاں تک کا فاصلہ چار فرسنگ ہے۔ اور ہم رات کے اول وقت میں روانہ ہوئے تھے، میں ان سے گزرا تو ایک سوار میرے سامنے آیا۔ میں نے اسے سلام کیا، اس نے پوچھا تم کون ہو، کہ مجھے تم سے خوف محسوس ہو رہا ہے۔ میں نے کہا، میں وہ ہوں جس کے ہاتھ تمہیں توبہ کرنی چاہیے۔ وہ جلدی سے گھوڑے سے اترا اور نہایت انکساری کا مظاہرہ کیا، اس کے پاس شراب کا ایک مشکیزہ تھا، اس نے ساری شراب بہادی تو میں وہاں سے روانہ ہوا اور نسف کی حدود میں داخل ہوا۔ پھر اس گاؤں میں پہنچا جہاں حضرت امیر کلال علیہ الرحمہ جلوہ فرما تھے۔ میں ان کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور ''دستار عزیزاں'' ان کی خدمت میں پیش کی آپ خاموش رہے اور کافی دیر بعد فرمایا ''ایں کلاہ عزیزاں است؟ یہ دستار عزیزاں ہے''، میں نے عرض کی ''بے شک'' آپ نے فرمایا ''حکم اسطرح ہے کہ اس دستار مبارک کے دو پردوں کے درمیان نگاہ رکھو، میں نے قبول کیا اور دستار مبارک پکڑلی۔ آپ نے مجھے سبق ذکر کی تلقین فرمائی اور خفیہ طریقے پر نفی واثبات میں مشغول فرمایا۔ میں نے کچھ دیر اس کی اتباع کی، چونکہ اس کا مجھے حکم ہوا تھا اس لئے میں نے عمل عزیمت کو ذکر علانیہ کے طور پر نہ کیا، ہمارے خواجہ قدس سرہٗ فرماتے ہیں کہ ''کتنے ہی سال ہو گئے۔ میں نے باندھی ہوئی کمر ہمت آج تک نہیں کھولی''۔

Marfat.com

علما کی صحبت: ہمارے خواجہ قدس سرہ فرماتے ہیں اس وقت کے بعد خواجہ بزرگ علیہ الرحمہ کی بتائی ہوئی ہر بات نے اپنے موقع پر اثر دکھایا۔ اور عمل کا نتیجہ وصیت کے مطابق نکلا۔ مجھے حضور نبی اکرم ﷺ اور ان کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے حالات جاننے کا حکم ہوا تھا اور میں علمائے عظام کی صحبت میں بیٹھا کرتا تھا۔ اور احادیث مبارکہ کا درس لیتا تھا، اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے حالات جانتا تھا۔ اور ہر ایک پر عمل پیرا ہوتا تھا، اور اللہ تعالیٰ کی عنایت سے ہر ایک کا نتیجہ اپنے آپ میں مشاہدہ کرتا تھا۔

روحانی سیر: ہمارے خواجہ قدس سرہ کا ارشاد ہے کہ جذبے کے شروع میں ایک رات ''مزار مزداخن'' میں حاضر تھا۔ درویش محمد زاہد بھی ہمراہ تھا۔ میں نے تکیہ لگایا ہوا تھا کہ اسی حالت میں میری روح جسم سے جدا ہوگئی اور سیر کرتی ہوئی آسمان کی جانب نکل گئی، اور پہلے، دوسرے، تیسرے اور چوتھے آسمان کی سیر کی، پھر چکر لگاتی ہوئی زمین پہ اتر آئی اور میرے جسم میں داخل ہوگئی، اس حال سے محمد زاہد ناآشنا تھا۔ اور کسی کو بھی خبر نہ تھی کہ میری حالت کیسی ہے۔

مقصد حاصل کرلیا: حضرت خواجہ علاء الحق والدین عطر اللہ تربتہ فرماتے ہیں کہ ہمارے خواجہ قدس سرہ نے ارشاد فرمایا کہ ابتدائے احوال میں ایک رات میں ریورتون کی مسجد میں گیا۔ ایک ستون کے پیچھے قبلہ رو ہو کر بیٹھا تھا کہ اچانک ابر غیبت وفنا کا ظہور رہا اور تھوڑا تھوڑا غلبہ ہوتا گیا اور میں اپنے آپ سے قطعاً محو ہو گیا، پھر اس حالت میں فنائے کاملہ کو پہنچا تو کہا گیا آگاہ باش کہ آنچہ مقصود و مطلوب است یا فتی

Marfat.com

و بہ آں رسیدی ۔ جان لو! کہ تم نے اپنا مقصود و مطلوب حاصل کرلیا کچھ دیر بعد پھر مجھے اپنی اصلی حالت میں لے آئے

عالم ملکوت میں: حضرت خواجہ علاء الحق والدین نور اللہ مشہدہ' فرماتے ہیں کہ ہمارے خواجہ قدس سرہ' نے فرمایا کہ حال کی ابتدا میں ریورتون کے واقعہ کے بعد اک دن میں اس باغ میں تھا۔ یہ اس باغ کی طرف اشارہ تھا جس میں اب آپ کا مزار اقدس موجود ہے۔ اور میرے متعلقین کی ایک جماعت میرے ہمراہ تھی کہ یکا یک جذبات الٰہی کے آثار اور بے علت لطف وعنایت کا ظہور رہا۔ اضطراب اور بے قراری کی کیفیت طاری ہوئی، اب یہ نہیں تھا کہ میں آرام کرسکوں میں بے چین ہوکر اٹھا اور قبلہ رو ہوکر بیٹھ گیا۔ اچانک اس توجہ میں غیبت واقع ہوئی۔ اور وہ فنائے حقیقی میں تبدیل ہوگئی۔ اور اس نے مجھے فنافی اللہ کی حقیقت میں داخل کردیا، اس فنا میں دیکھا کہ ''روح مرا بر ملکوت آسما نہا گزار نیدند و بدا نجا رسید کہ روح من در صورت ستارہء در دریائے نور بے نہایت محو و ناپدید شد' میری روح کو آسمانوں کے ملکوت سے اوپر لے جایا گیا جہاں وہ بے نہایت نور کے دریا میں ایک ستارے کی طرح محو ہوگئی، اور چھپ گئی۔ اور حیات ظاہری کا کوئی اثر میرے وجود پر باقی نہ رہا۔ میرے متعلقین میری اس حالت پر رو رہے تھے۔ اور اضطراب و بے خودی کا اظہار کررہے تھے۔ پھر وہ مجھے پارہ پارہ کرکے وجود بشریت میں لے آئے اور وہ غیبت اور فنائے کلی کی حالت چھ ساعتوں کے اندر اصلی حالت میں بدل گئی۔

میں بھی بے صفت ہوں: ہمارے خواجہ قدس سرہ' کے بارے میں کہا گیا

Marfat.com

ہے کہ زندگی کے آخری ایام میں جب آپ اپنا ابتدائی ''حال سلوک'' خود بیان فرماتے تو مشائخ طریقت اور بزرگان حقیقت قدس اللہ ارواحھم کی پاکیزہ روحوں اوران کی توجہات روحانی کے اثر کا ذکر کرتے۔ حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ کے متعلق فرماتے کہ ان کی روحانیت کی توجہ سے ظاہری و باطنی تعلقات مکمل منقطع ہو جاتے ہیں اور تجرد کلی نصیب ہوتا ہے، اور جب خواجہ امام محمد علی حکیم ترمذی قدس اللہ سرہ کی روحانیت کی توجہ ظاہر ہوتی ہے تو اس کا اثر صرف بے صفتی کا مشاہدہ ہے۔ اور اس بے صفتی میں کوئی نمایاں نہیں ہوتا۔ یہ بندہ ضعیف حضرت خواجہ قدس سرہ کے حضور حاضر تھا، آپ نے فرمایا کہ ''ہمیں خواجہ حکیم ترمذی قدس اللہ سرہ کے طریقے کی اتباع کرتے ہوئے بائیس سال گزر چکے ہیں، وہ بے صفت تھے، اگر کوئی پہچان سکتا ہے (تو پہچان لے)'' من این زمان بے صفتم ''میں بھی اس وقت بے صفت ہوں''۔

ایک صالح کا بیان: ایک صالح آدمی بیان کرتا ہے کہ یہ اس وقت کی بات ہے جب ہمارے خواجہ قدس سرہ ریاضت عظیم میں مشغول تھے۔ اور یہ معتقد کبھی کبھی آپ کی صحبت شریف میں جایا کرتا تھا ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ سردیوں کا موسم تھا۔ ہوا بہت ٹھنڈی تھی۔ کبھی آپ اس فقیر کے گھر تشریف لاتے تو آپ میں ریاضت کا اثر ظاہر ہوتا تھا۔ اور تجرد اور (دنیا سے) انقطاع مکمل پایا جاتا تھا۔ اس دوران آپ نے فرمایا'' آٹھ ماہ سے ہم حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ کی روحانیت کی توجہ رکھتے ہیں۔ اور ان کی صفت میں سیر کرتے ہیں۔ دیکھ اب ہم ان کی صفت سے باہر نکل رہے ہیں

حصول فیض کا دروازہ: خواجہ علاء الحق والدین عطر اللہ روضتہ نے فرمایا کہ ہمارے

Marfat.com

خواجہ قدس سرہٗ اکثر فرمایا کرتے تھے کہ اس راہ عرفان کے راہی کو نیاز و مسکنت اور علو ہمت کی ضرورت ہے۔ اور وہ ہمیں اسی دروازے سے اندر لائے۔ ہر چہ یافتم ازا ینجا یا فتم، ہم نے جو کچھ حاصل کیا اسی ذریعے سے حاصل کیا ہے۔

اینجارخ زرد و جامہ ژندہ خرند

با زار چہ قصب فروشاں دگر است

ہمت کا پل: فرمایا ایک رات میں ریورتون میں تھا، اور راستے میں ایک پل پر پہنچا، مجھ پر ایک عجیب حالت طاری ہوئی، میرے دل میں الہام ہوا ''ہر چہ خواہی طلب، تو جو چاہتا ہے طلب کر۔ میں نے نیاز و مسکنت سے عرض کیا'' مولا! اپنی رحمت و عنایت کے دریا سے ایک ذرہ عطا کر دے، الہام ہوا کہ تو ہماری بارگاہ کے کرم سے صرف ایک ذرہ مانگتا ہے؟ میری حالت بدل گئی۔ اور بلند ہمتی حرکت میں آئی میں نے اپنے منہ پر تمام تر قوت کے ساتھ طمانچہ رسید کیا کہ اس کی تکلیف کا اثر چند روز تک باقی رہا۔ اس کے بعد میں نے عرض کیا'' کریما! دریا ھائے رحمت و عنایت را نثار حال من گردان و مرا قوت تحمل آں بخشش کرامت فرمائی''۔

اے کریم! رحمت و عنایت کے بہت سے دریا میرے حال پر نثار کر دے اور ان کو برداشت کرنے کی قوت بھی عطا فرما دے، اسی حال میں ''عنایت و موہبت'' کا ظہور ہوا اور اس کی برکت سے جو دیکھا سو دیکھا۔

ہمت ترا بہ کنگرہ کبریا کشد

ایں سقفگاہ را بہ ازیں نرد بان مخواہ

Marfat.com

وما آں پل را پل ہمت گفتیم ۔اور ہم اس پل کو ہمت کا پل کہا کرتے ۔

سب سے بڑھ گیا: خواجہ علاء الحق والدین طیب اللہ تربتہٗ فرماتے ہیں کہ ہمارے خواجہ قدس سرہٗ اپنے ابتدائی احوال کے زمانے کے متعلق بیان فرماتے تھے کہ ہم دو سو آدمیوں نے اس راہ عرفان پر قدم رکھا اور ہمیشہ میری یہی کوشش رہی کہ میں ان سب سے آگے نکل جاؤں ۔ خدا کی عنایت پہنچی اور میں ان تمام سے بڑھ گیا اور مقصود حاصل کرلیا ۔

مردان رہش بہ ہمت و دیدہ روند
زاں در راہ او نام و نشان پیدا نیست

مٹا دے اپنی ہستی کو: خواجہ علا الحق والدین نور اللہ مرقدہٗ نقل کرتے ہیں کہ ہمارے خواجہ قدس سرہٗ فرمایا کرتے اس راہ میں وجود کی نفی اور نیستی اور خود کو کمتر دیکھنا بہت بڑا کام ہے ۔ دولت وصول کا سر رشتہ ،قبولیت کے ساتھ ہے، میں نے اس طریقے میں ہر طبقہ موجودات کی سیر وسلوک کو طے کیا اور اپنے آپ کا ''ذرات موجودہ'' کے ہر ذرے سے موازنہ کیا اور سب کو اپنے آپ سے بحقیقت بہتر دیکھا ۔انتہا یہ کہ میں نے ''طبقہ فضلات'' کی سیر کی، میں نے ان میں بھی کوئی منفعت پائی مگر اپنے آپ میں کوئی منفعت نہ پائی ۔ ''فضلہ سگ'' کی طرف تصور کیا کہ اس میں تو کوئی منفعت نہ ہوگی، ایک مدت میرا یہی خیال رہا ۔ بالآخر مجھے معلوم ہوا کہ اس میں بھی منفعت ہے ۔ بہ تحقیق دانستم کہ درمن ہیچ نوع منفعت نیست، تحقیق سے معلوم ہوا کہ مجھ میں منفعت کی کوئی قسم نہیں ہے ۔

Marfat.com

از ہیچ کسی خو یشتن با خبرم
وز ہیچ سگی به نیم الا بترم
ہر چند به حال خویشتن مینگرم
یك حبه نیرز د از قدم تا به سر م

مرید کی معراج کیا ہے: خواجہ علاء الحق والدین عطر اللہ روضتہ بیان کرتے ہیں کہ ہمارے خواجہ قدس اللہ سرہ' اپنی تربیت کی شفقت وعنایت کی وجہ سے جو اس راہ کے راہگیروں کے بارے میں تھی، ان کی ہمت بلند کرتے، اور فرماتے کہ ہرگز من شمارا بحل نکنم'' میں ہرگز تمہیں نہیں چھوڑوں گا، جہاں تک کی تم مقصود کی طلب میں یوں نہ ہو جاؤ کہ مرے سر پر قدم رکھ کر گزر جاؤ اس سخن میں حضرت خواجہ نے اشارہ فرمایا ہے کہ شیخ ہی، ظاہر و باطن کے حوالے سے تمام مقامات اور منازل میں، مرید کی معراج ہے۔ اور حقیقت میں مرید کا ہر حال وصفت میں بلند ہونا شیخ کے ظاہری و باطنی لطف کی مدد کے واسطہ سے ہے، اس کی توجہ ایسی ہونی چاہیے کہ مرید براق ہمت پر سوار ہو کر بشریت کی پستی سے ''بقاع ملکیت'' کی سرحد پر جولانی دکھائے۔ حضور پیغمبر برحق ﷺ نے امیر المومنین علی المرتضےٰ رضی اللہ عنہ' سے فرمایا کہ آنحضور ﷺ کے شانہ مبارک پر قدم رکھ اور دیوار کعبہ سے بتوں کو ہٹا دے۔ یہ اسی صفت کی طرف اشارہ ہے۔

اظہار عجز کا ایک واقعہ: ہمارے خواجہ قدس سرہ' کے محبان کرام میں سے ایک دانشمند نقل کرتے ہیں کہ میں بخارا میں حصول علم کیلئے مشغول تھا مگر رہائش فتح آباد میں تھی۔ ایک مرتبہ فتح آباد میں میری، آپ کے ایک درویش سے ملاقات ہوئی، اس نے

Marfat.com

کہا تو ہمارے خواجہ قدس سرہ کی صحبت شریف میں کیوں نہیں آتا، میں نے اس سے عذر بیان کیا کہ اب تھوڑا دن رہ گیا ہے۔ اور میرے دل میں خیال پیدا ہوا حضرت خواجہ قدس سرہ کیلئے خاص اہتمام کی ضرورت ہے۔ اور یہ کہ آپ کی محفل پاک کو اپنے وجود سے کیا آلودہ کروں۔ میں اپنی منزل پہ روانہ ہوا۔ صبح ہوتے ہی فتح آباد سے حضرت خواجہ کے حضور پہنچا۔ آپ کی ملاقات سے مشرف ہوا تو آپ نے بعض اصحاب کی طرف توجہ فرمائی اور فرمایا کہ ہمارا ایک دوست تھا جو بڑا دانشور، فقیہ اور بزرگ تھا۔ ہماری صحبت میں آیا کرتا تھا، ایک دن ہم نے اسے کہا کہ کیا وجہ ہے، ہماری صحبت میں کم تشریف لاتے ہو! اس دانشور نے فرمایا کہ میں نہیں چاہتا کہ حضرت کی مجلس شریف کو اپنے وجود سے آلودہ کروں، ہم نے اس فقیہ سے کہا کہ یہاں یہ حال نہیں۔ آکر ہمارے مصاحب دیکھ لے، ہم اس کو ایک گھر کی طرف لے آئے۔ وہاں ایک کتا تھا جس کے ساتھ ہم بیٹھا کرتے تھے، ہم نے اس دانشور سے فرمایا کہ مصاحب ما ایں جانور است، ہمارا مصاحب تو یہ جانور بھی ہے۔ چہ جائکہ یہ بات جو تو نے بیان کی ہے۔

سگ بہ زکسی باشد کو پیش سگ کو یت
جان را محلی بیند دل را قدری داند

حضرت خواجہ علاء الحق والدین روح اللہ روحہ، نے ہمارے خواجہ قدس اللہ سرہٗ سے نقل فرمایا کہ وہ فرمایا کرتے تھے، ''بزرگانِ حقیقت کا یہ قول ہے کہ اس راہ پہ چلنے والا اگر اپنے نفس کو فرعون کے نفس سے سو گنا بدتر نہ سمجھے تو وہ اس راہ پر نہیں''۔

خدمت کی مثال: اس صاحب دانش نے بیان کیا کہ جس تاریخ کو دشت

Marfat.com

قبچاق سے ایک لشکر جرار شہر بخارا میں آیا اور شہر کا محاصر کر لیا۔ لوگوں نے ہجوم کے باعث چھتوں پر پاخانہ کر دیا، ایک دن ہمارے خواجہ قدس اللہ روحہ ان چند درویشوں کے ساتھ جو اس حادثہ میں آپ کے ہمراہ تھے ایک چھت پر تشریف فرماتھے اور چھت کو مسجد بنا رکھا تھا، اتفاق سے آپ کے چاہنے والوں میں سے دو طالب علم حاضر ہوئے، حضرت خواجہ نے فرمایا ''ان چھتوں کو صاف کر دو جن پر خلقت نے پاخانہ کیا ہے۔ میں نے خود شہر بخارا کے مدرسوں کی پاخانہ گاہوں کو صاف کیا ہے اور نجاست اٹھائی ہے۔ میں نے اس خدمت کا ذکر ایک درویش سے کیا تو اس نے فرمایا، ''تو نے نجاست اٹھا کر آسان کام کیا، میں نے بھی انہیں صاف کیا اور نجاست اپنے سر پر اٹھائی''۔

مخلوق خدا کا خیال رکھنا:

ہمارے خواجہ قدس اللہ روحہٗ فرماتے ہیں کہ ''طلب وجذبات'' کے اوائل میں ایک دوست حق سے میری ملاقات ہوئی۔ اس نے مجھے فرمایا کہ تو آشناؤں میں سے لگتا ہے۔ میں نے کہا میں امید رکھتا ہوں کہ خدا کے دوستوں کی برکت نظر سے آشنا ہو جاؤں۔ اس عزیز ''خدا دوست'' نے پوچھا کہ تیرا روزی کے ساتھ کیا معاملہ ہے۔ میں نے کہا ''اگر می یابم شکر می گویم واگر نمی یابم صبر می کنم'' مجھے ملتی ہے تو شکر کرتا ہوں، نہیں ملتی ہے تو صبر سے کام لیتا ہوں۔ اس نے مسکرا کر فرمایا، یہ تو بڑا آسان کام ہے، کام تو یہ ہے کہ تو نفس کو توبہ کرائے کہ اگر روٹی کا ٹکڑا اور پانی میسر نہ ہو تو بھی سرکشی نہ کرے میں نے عاجزی کی اور اس عزیز سے مدد طلب کی، اس نے فرمایا جب تو بیابان میں آئے تو امید نفس کو مخلوق سے بالکل منقطع کر لے اور اسی قدم پر تین روز سفر کرے، چوتھے دن تو ایک پہاڑ کے دامن

Marfat.com

میں پہنچے گا۔ اور تجھے ایک شاہسوار ملے گا جو گھوڑے کی ننگی پیٹھ پر سوار ہوگا۔ اسے سلام کر کے گزر جانا، جب تو تین قدم چلے گا تو وہ تجھے کہے گا اے جوان قرصی دارم بگیر ،اے جوان میرے پاس ایک روٹی ہے قبول کرلے، اس کی طرف التفات نہ کرنا، میں اس کے فرمان کے مطابق جنگل میں آیا اور اس طریقے پر چلا، تین روز گزر گئے اور چوتھے روز میں پہاڑ کے دامن میں پہنچا، اور وہ شہسوار اسی کیفیت میں میرے سامنے آیا، میں نے اسے سلام کیا اور گزر گیا۔ اس نے مجھے روٹی دینا چاہی مگر میں نے توجہ نہ کی۔ پھر اس عزیز نے فرمایا کہ لوگوں کی خاطر دریافت کرنی چاہیے، عاجزوں، کمزوروں، اور شکستہ دلوں کی خدمت کرنی چاہیے، اور ان کی خدمت کرنی چاہیے جن کو لوگ نظر التفات سے نہیں دیکھتے، اور ان سے نیاز و مسکنت کے ساتھ پیش آنا چاہئے۔ میں اس کے فرمان کے مطابق اس طریقے میں مشغول ہو گیا، اور مدتوں یہ سلوک طے کیا۔ پھر اس عزیز نے فرمایا جانوروں کی رعایت اور تیمارداری بھی کرنی چاہیے، اور نیازمندی سے رہنا چاہیے کہ یہ بھی خدا کی مخلوق ہے اور ان پر بھی نظر ربوبیت ہے۔ اور اگر ان کی پشت اور پہلو میں زخم ہو جائے تو کوئی تدبیر اور علاج کرنا چاہیے۔ میں اس امر کے موجب کچھ دیر یہ خدمت بھی بجالاتا رہا۔ جب راستے میں کوئی حیوان میرے پاس سے گزرتا تو میں رک جاتا جہاں تک کہ وہ گزر جاتا۔ میں اس سے پہل نہ کرتا۔ اور راتوں کو جہاں حیوانوں کے پاؤں لگتے میں وہاں اپنا چہرہ ملتا، اس طریقے سے سات سال بسر کئے۔ پھر اس نے فرمایا کہ اس بارگاہ کے کتوں کی خدمت بڑے عجز سے بجالانا۔ اور ان سے یہ بات طلب کرنا۔ اس دوران تو ایک سگ بارگاہ کے ذریعے سعادت حاصل کرے گا۔ میں نے اس فرمان کے مطابق اس خدمت کو بھی غنیمت سمجھا۔ ایک رات میں ایک سگ بارگاہ کے

Marfat.com

پاس پہنچا اور میرا حال بدل گیا، میں نے اس کے سامنے ''نیاز و تضرع'' سے کام لیا اور مجھ پر ''گریہ عظیم'' طاری ہوا، اس دوران اس جانور کو دیکھا کہ اس نے اپنی پشت زمین پر رکھی اور منہ آسمان کی طرف اٹھایا، اپنے چاروں پاؤں اوپر اٹھا کر غمناک آواز میں فریاد کی۔ میں نے ''نیاز اور شکستگی'' سے دونوں ہاتھ اٹھا کر آمین کہا، یہاں تک کہ وہ جانور خاموش ہو گیا اور اپنی پہلی حالت میں آ گیا، انہی دنوں میں ''قصر عارفاں'' سے ایک طرف روانہ ہوا۔ بھادوں کا موسم تھا، اس حال میں ایک جانور کو دیکھا جسے ''آفتاب پرست'' کہتے ہیں کہ وہ جمال آفتاب میں حیران و مستغرق ہے، اس کی اس صفت سے میرا ذوق بیدار ہوا، میرے دل میں خیال آیا کہ میں اسے کہوں کہ وہ اس بارگاہ میں میری سفارش کرے، میں ادب، حرمت اور نیاز کے ساتھ کھڑا ہو گیا، اور دونوں ہاتھ اٹھا لیے۔ وہ جانور حالت استغراق سے باز آیا اور اس نے پشت زمین پر رکھ کر منہ آسمان کی طرف اٹھا لیا۔ میں دیر تک آمین کہتا رہا،

پھر اس عزیز نے فرمایا کہ راستوں کی خدمت کرنی چاہیے، اگر راستے میں کوئی ایسی چیز پڑی ہو جو مخلوق کیلئے کراہت کا سبب ہو تو اسے ان کی نظروں سے پوشیدہ کر دینا چاہیے تا کہ ان کو نقصان نہ پہنچے۔ میں اس کے فرمان کے مطابق اس کام میں مشغول ہو گیا کہ سات سال میرے دامن و آستین خاک سے آلودہ رہے اور جو عمل اس ''خدا دوست'' نے فرمایا میں نے اسے پورے صدق سے ادا کیا اور ہر عمل کا نتیجہ اپنے اندر مشاہدہ کرتا رہا، اور اپنے تمام احوال میں ترقی معلوم کرتا رہا۔

مجاہدہ ہو تو ایسا: ہمارے خواجہ قدس اللہ روحہ کے بارے میں بتاتے ہیں کہ

Marfat.com

وہ اپنے ابتدائی احوال کے اواخر کے متعلق فرماتے ہیں کہ سردیوں کا موسم تھا۔ ہوا بہت سرد تھی۔ ریورتون میں تمام پانی منجمد تھا۔ ایک رات، میں درویشوں کے ساتھ ایک منزل میں متمکن تھا کہ مجھے اس رات غسل کی حاجت ہوئی۔ میں اس جگہ سے باہر آیا اور ہر طرف گیا کہ کوئی چیز مل جائے جس سے برف کو توڑ کر پانی حاصل کروں اور غسل کروں، میں یہ بھی نہیں چاہتا تھا کہ میری وجہ سے کوئی اس رات پریشان ہو۔ میں نے کسی کو خبر نہ دی، میں نے پرانی پوستین پہن رکھی تھی۔ اس سردی میں، ریورتون سے قصر عارفاں کی طرف آیا جب منزل پہ پہنچا تو بھی میں نے نہ چاہا کہ متعلقان سے کوئی میرے حال کے بارے میں باخبر ہو، میں نے ''اطراف وحوالی'' میں تلاش کی بالآخر میں نے مسجد کے قریب ایک حوض کے کنارے کدو دیکھا جس سے لوگ جانوروں کو پانی پلاتے ہیں۔ بہت زحمت ومشقت کے ساتھ میں نے برف کو توڑا، میرا ہاتھ بھی زخمی ہوا۔ اس کدو سے پانی لیا اور نہایا سردی مجھ پر غایت درجہ اثر انداز ہوئی، پھر وہی پرانی پوستین پہنے ہوئے اسی سرد رات میں، میں قصر عارفاں سے واپس ہوا اور ریورتون کی طرف چل پڑا

دامن کو یوں پکڑ کہ چھڑایا نہ جاسکے: ہمارے خواجہ قدس اللہ روحہ کے بارے میں بتاتے ہیں انہوں نے فرمایا کہ میں ان جذبات و بے خودی میں ہر طرف پھرتا تھا۔ اور میرے پاؤں خاروخاشاک سے مجروح ہو گئے جسم پر پرانی پوستین تھی۔ اتفاقاً موسم سرما تھا اور ہوا نہایت سرد تھی۔ ایک رات حضور سید امیر کلال علیہ الرحمہ کا جذبہ صحبت پیدا ہوا تو میں ان کی بارگاہ میں پہنچا۔ حضرت امیر درویشوں کے ہمراہ ایک مقام پر جلوہ فرما تھے، جب انہوں نے نظر مبارک ڈالی تو سوال فرمایا یہ کون ہے؟ جب معلوم کیا تو

Marfat.com

اشارہ فرمایا کہ جلدی اس کو اس مقام سے نکال دو۔ جب میں اس منزل مراد سے باہر آیا تو قریب تھا کہ میرا نفس سرکشی کرتا کہ ارادت وتسلیم کی رسی چھوڑ دے۔ اسی حال میں عنایت الٰہی نے مدد کی۔ میں نے کہا، یہ خواری حضرت عزت جل وعلا کی رضا سے ہے اس لئے اس سے مفر نہیں۔ میں نے اس آستان عزت پہ سر نیاز جھکایا اور کہا کیسا بھی حال ہو میں اس آستان سے سر نہ اٹھاؤں گا۔ تھوڑی تھوڑی برف گر رہی تھی، ہوا از حد ٹھنڈی تھی۔ جب صبح نزدیک ہوئی، حضرت امیر قدس اللہ روحہ باہر تشریف لائے اور قدم شریف میرے سر پر رکھا۔ میرا سر اس آستان سے اٹھایا اور مکان میں لے آئے، پھر مجھے خود بشارت دی ''فرزند ای لباس سعادت بر قدتست'' بیٹا یہ لباس سعادت تیرے قد پر (درست) ہے۔ اپنے دست مبارک کے ساتھ میرے پاؤں سے خار وخاشاک کو نکالا، جراحت سے پاک کیا اور نگاہ کرم فرمائی۔

☆......حضرت خواجہ علاء الحق والدین طیب اللہ مرقدہ ہمارے خواجہ قدس اللہ روحہ کے بارے میں بیان کرتے ہیں، جس وقت آپ اپنی ریاضتوں اور مجاہدوں کے متعلق فرماتے تو طالبوں کے فتور کا ذکر کرتے ہوئے آخر میں فرماتے ہر صبح جب میں منزل سے باہر نکلتا ہوں تو کہتا ہوں ''شاید کہ طالبی سر بر آستان نہادہ باشد ہمہ عالم شیخ است مرید نیست، شاید کوئی طالب آستانے پر سر رکھے پڑا ہو۔ تمام عالم شیخ ہے، مرید کوئی نہیں۔

گر نشاید بدوست رہ بردن
شرط یاری در طلب مردن

☆......فرماتے ہیں کہ میں بخارا میں تھا۔ سید امیر کلال علیہ الرحمہ نسف میں تھے، مجھ میں

Marfat.com

آپ کی صحبت شریف میں جانے کا جذبہ پیدا ہوا تو میں نسف کی طرف روانہ ہوا، میں ان کی خدمت میں پہنچا تو فرمایا ''بیٹا تو بڑے اچھے وقت پر آیا ہے۔ ہم نے خمدان کا ارادہ کیا ہے اور کوئی نہیں جو لکڑیاں جمع کرے۔ میں نے آپ کا اشارہ سمجھا اور خار مغیلاں اپنی پشت پر اٹھا کر خمدان کے پاس لایا۔

جمال کعبه چناں می دواندم به نشاط
که خار ہائے مغیلاں حریرمی آید

☆......فرماتے ہیں میں مولانا بہاءالدین دیکرانی علیہ الرحمہ کے ہاں حدیث پڑھتا تھا۔ اس راہ طلب کے دوران میں نسف سے گزرا تو آپ کے دل میں خیال آیا کہ ایک باغ میں عمارت تعمیر کریں۔ اس جگہ بہت سے ٹیڑھے درخت تھے۔ کلہاڑی کی ضرورت تھی۔ مولانا نے فرمایا ہماری کلہاڑی بخارا میں مولانا حسام الدین اصیلی کے پاس ہے میں نے مولانا کی مرضی کو اس طریقے سے معلوم کیا کہ مولانا اور دیگر حاضرین کو محسوس نہ ہوا اور نسف سے بخارا کی طرف روانہ ہو گیا اور دوسرے روز مولانا کی کلہاڑی بخارا سے لاکر ان کی خدمت میں پیش کر دی۔

☆......انہوں نے فرمایا کہ ہمارے خواجہ قدس اللہ روحہ جن دنوں قصر عارفاں میں مسجد کی عمارت بنانے میں مشغول تھے تو اپنے سر مبارک پر مٹی اٹھا کر مسجد کے چھت پر لے جاتے اور یہ شعر پڑھتے۔

به جان بکنم کار تو چرا نکنم
به سر بکشم بار تو چرا نکشم

☆......خواجہ علاء الحق والدین عطر اللہ تربتہ، نے فرمایا کہ ہمارے خواجہ قدس اللہ روحہ اپنی کبرسنی

Marfat.com

میں اکثر یہ فرمایا کرتے تھے "ما درا وقات جوانی از حضرت حق سبحانہ' و تعالیٰ درخواستہ بودیم کہ مدد توفیق بخشد و تحمل بارھائے ایں راہ کرامت فرماید، ہم نے جوانی کے اوقات میں حق سبحانہ' وتعالیٰ سے درخواست کی کہ مدد توفیق بخشے اور اس راہ کے بوجھ اٹھانے کی طاقت عطا فرمائے، تا کہ میں اس راہ کی ہر ریاضت اور بوجھ کو اٹھا سکوں۔ حضرت احدیت جلت الطافہ، نے کرم فرمایا اور اجابت وعنایت سے نوازا کہ اس راہ کے بوجھ میں نے جوانی میں اٹھائے اور پیری کے دوران کلفت عبادت سے آزاد ہوگیا۔

شر طیست کہ مالکان تحریر

آزاد کنند بندہء پیر

جو تلاش کیا وہ پالیا: خواجہ علاء الحق والدین طیب اللہ مشھدہ' نے فرمایا کہ ہمارے خواجہ قدس اللہ روحہ' کا ارشاد ہے، طلب کی ابتداء میں، میں جس "صاحب دولت" سے ملتا یہ پوچھتا" ضعیفی را با قوی کار افتادہ است چہ کند؟ ایک کمزور کو طاقتور سے کام پڑا ہے، کیا کرے"۔ وہ فرماتے "صبر کند۔ صبر کرے"۔ ایک روز ایک دوست حق سے ملاقات ہوئی، اس نے مجھ سے پوچھا کیا حال ہے، میں نے کہا، عنایت کا منتظر ہوں، اس دوست نے فرمایا" فرزند جستیم و نیافتیم تو طلب کہ خواھی یافت، بیٹا، ہم نے جستجو کی پر نہ پا سکے، امید ہے کہ تو طلب کرے تو پالے گا، اس صاحب دولت کی برکات نفس سے میں نے اس راہ میں بہت کوشش اور طلب سے کام لیا۔

Marfat.com

☆......انہوں نے فرمایا کہ ہمارے خواجہ قدس اللہ روحہ' فرمایا کرتے تھے کہ اوائل طلب میں ایک روز قمار خانے سے میرا گزر ہوا، میں نے ایک گروہ کو دیکھا کہ وہ جوئے میں مشغول ہے۔ان میں دو شخص جو سراپا مستغرق تھے۔ جب ایک مغلوب ہو گیا اور اس کے پاس کچھ مال تھا سب ہار دیا۔تو اس کے باوجود بھی وہ ہر لحظہ جدو جہد کرتا رہا اور حریف غالب سے کہتا!

''یار اگر اس کام میں سر بھی چلا جائے تو بھی پیچھے نہ ہٹوں گا''، جب میں نے اس کی یہ حالت دیکھی تو اس کام میں اس کے ذوق وشوق سے مجھے غیرت آئی، اس دن سے اس راہ میں میری طلب وسعی نے اور ترقی کی۔

تا در نزنی به هر چه داری آتش

هرگز نه شود حقیقت وقت تو خوش

☆......خواجہ علاء الحق والدین طیب اللہ ثراہ' نے فرمایا کہ ہمارے خواجہ قدس اللہ روحہ' فرمایا کرتے'' طلب کی ابتدا میں جہاں دو آدمی باہم گفتگو کرتے، میں کان لگا کر سنتا تھا، اگر اس (دوست) کی بات کرتے تو میں خوش ہوتا اور اگر غیر کی بات کرتے تو بہت ملول ہوتا۔

ہر که نه گویا به تو خاموش به

ہر چه نه یاد تو فراموش به

اور فرمایا کرتے کہ جب مجھ پر احوال کا غلبہ ہوتا، اور میں بے طاقت ہو جاتا تو کسی آشنا کو تلاش کرتا کہ عالم مقصود کی کوئی بات اس سے بیان کروں یا سنوں۔

اگر ہیچ نیابم کسکی بنشانم

تا او زتو می گوید ومن می شنوم

Marfat.com

کیا کام ہمیں خضر سے اے جان تمنا: انہوں نے بیان کیا ہمارے خواجہ قدس اللہ روحہ فرمایا کرتے کہ طلب کے غلبوں میں ایک روز میں بخارا سے نسف کی طرف روانہ ہوا کہ سید امیر کلال قدس اللہ روحہ کی صحبت شریف دریافت کروں۔ جب رباط جغراتی میں پہنچا تو ایک سوار میرے سامنے آیا۔ اس کے ہاتھ میں گلہ بانوں کی طرح بڑا سا ڈنڈا تھا اور وہ کلاہِ نمد پہنے ہوئے تھا۔ وہ میرے نزدیک آیا اور مجھ پر وہ ڈنڈا برسایا پھر ترکی زبان میں کہا کیا تو نے گھوڑوں کو دیکھا ہے۔ میں نے اس سے کوئی کلام نہ کیا۔ اس نے چند بار مجھے پکڑا اور ویسی تشویش میں رکھا، میں نے اس سے کہا ''میں تجھے جانتا ہوں کہ تو کون ہے'' پھر اس نے رباط قراول تک میرا پیچھا کیا، اور مجھ سے کہا آؤ کچھ دیر دونوں مل کر بیٹھیں۔ میں نے اس کی طرف توجہ نہ دی۔ جب میں حضرت امیر کی خدمت میں حاضر ہوا تو انہوں نے فرمایا' در راہ بہ خدمت خواجہ خضر علیہ السلام التفات نکردی ؟ راستے میں تو نے خواجہ خضر علیہ السلام کی طرف توجہ ہی نہیں کی۔ میں نے کہا'' بلا۔ چون متوجہ حضرت شما بودم با او مشغول نشدم ، ہاں، چونکہ میں آپ کے حضور متوجہ تھا اس لئے ان کے ساتھ مشغول نہ ہوا۔

شانِ عزم کا عالم: انہوں نے بیان فرمایا کہ جن دنوں ہمارے خواجہ قدس اللہ روحہ سید امیر کلال علیہ الرحمہ کی ملازمت میں رہتے تھے۔ کہ آپ نے راستے میں ایک خط کھینچا اور فرمایا، اس خط پر کوئی نہ گزرے۔ درویشوں کی جماعت حیران ہو کر ٹھہر گئی لیکن عنایت الٰہی نے میری امداد کی' قدم نہادم واز آں خط گزشتم '' میں قدم رکھ کر اس

Marfat.com

خط سے گزر گیا۔ میرے عقب میں سید امیر بھی روانہ ہوئے، جب میں حضرت امیر کے نزدیک ہوا تو انہوں نے نظر کرم فرمائی اور فرمایا بیٹا تو نے اچھا کیا کہ ''خطی از ما باز نماندی''، کہ تو ہمارے خط سے باز نہیں رہا۔

ہر کجا خط مشکلی بکشند

جهد کن تا درونِ خط باشی

☆......خواجہ علاء الحق والدین نور اللہ مرقدہٗ نے ہمارے خواجہ قدس اللہ روحہٗ کے متعلق فرمایا کہ ان کا ارشاد ہے ''ایک دفعہ میں ان جذبات میں بخارا سے نسف کی طرف روانہ ہوا۔ اتفاقاً میری والدہ ماجدہ بھی وہاں تھیں، صبح کے وقت میں کنوئیں کے کنارے پہنچا تو ایک جوان کو دیکھا جو نماز فجر ادا کرنے کے بعد دست نیاز اٹھا کر دعا کر رہا تھا، میں نے آمین کہا۔ میرے دل میں آیا کہ میں اس سے پوچھوں تو نے کونسی دعا کی ہے کہ میں نے آمین کہی۔ میں نے اس جوان سے پوچھا، اس نے کہا، میرے والدین موجود ہیں، میں نے یہ دعا کی کہ الٰہی! اگر وہ مجھے تیری بارگاہ سے باز کریں تو ان کا دیدار مجھے نصیب نہ فرما، خواجہ قدس اللہ روحہٗ نے فرمایا کہ میں نے دوبارہ آمین کہی

ہر کہ با ما ز راہ طینت آدم خویش است

گر ز عشاق رهش نیست که بیگانه ماست

ترک خویش و ترک خویشاں کرده ایم

ہر کہ اونے یار ما اغیار ماست

☆......انہوں نے فرمایا کہ ہمارے خواجہ قدس اللہ روحہٗ جب پہلی بار حج سے لوٹے تو نسف سے ہوتے ہوئے ''قصر عارفاں'' تشریف لائے۔ آپ کے والد ماجد شہر بخارا میں

Marfat.com

موجود تھے۔ فرمایا کہ والد ماجد سے ملاقات کا ارادہ ہے۔ اور پھر ارشاد فرمایا اگر وہ نہ ہوتا تو یہ نہ ہوتا، یعنی اگر ان کی تعظیم کا حکم حضرت حق تعالیٰ نے نہ دیا ہوتا تو یہ داعیہ نہ ہوتا، یہ کہا اور دراز گوش پر بیٹھ گئے اور بخارا کی طرف روانہ ہوئے، ابھی کچھ فاصلہ طے ہوا تھا کہ حال واقع ہوا، اس وقت حضرت خواجہ نے تین مرتبہ فرمایا ''توبہ'' پھر فرمایا مجھ پر عتاب کیا گیا ہے کہ دعویٰ محبت تو ہم سے ہے اور توجہ ملاقات غیر کی طرف ہے۔

برخ ہر کس کہ نیست داغ غلامی او
گر پدر من بود دشمن و اغیارم اوست

☆...... انہوں نے فرمایا کہ ہمارے خواجہ قدس اللہ روحہ کا ارشاد ہے، جس وقت حضرت کریم علی الاطلاق جل عطاءہٗ نے اپنے احسان سے مجھ پر توبہ کا دروازہ کھولا تو ایک رات میں ایک راستے پر چل رہا تھا کہ ماضی کے دوستوں کی ایک جماعت میرے سامنے آئی۔ اور انہوں نے مجھے اپنے طریقے کی طرف بلایا اور کافی جدوجہد کی۔ عنایت الٰہی سے یہ کلمہ مجھ سے ظاہر ہوا۔ جس دروازے کو اللہ تعالیٰ نے بند کیا، کیا تم اس کو کھول سکتے ہو ''مایفتح اللہ للناس من رحمة فلا ممسک لها و ما یمسک فلا مرسل له من بعده'' (فاطر ۲) یعنی اللہ جو رحمت لوگوں پر کھول دے کوئی اسے روک نہیں سکتا اور جس کو وہ روک دے کوئی اسے بھیجنے والا نہیں۔

کس بستہ در تو باز نتواند کرد
ور باز بود فراز نتواند کرد

اس بات نے اس جماعت پر اثر کیا اور وہ تمام تائب ہو گئے۔

Marfat.com

بیگانہ مشو کہ آشنائیم: انہوں نے فرمایا کہ ہمارے خواجہ قدس اللہ روحہ نے احوال کے ابتدائی زمانے میں اپنی نسبت خود بیان کیا کہ چھ ماہ تک مجھ پر عالم باطن کا دروازہ بند رہا اور کوئی فیض نصیب نہ ہوا، میں بے طاقت اور بے آرام تھا۔ میں نے ارادہ کیا کہ مخلوق کی ملازمت میں مشغول ہو جاؤں، اس حال میں میرا گزر ایک مسجد سے ہوا۔ میں نے اس مسجد کے دروازے پر لکھا ہوا دیکھا۔

اے دوست بیا کہ ما ترا ئیم

بیگا نہ مشو کہ آشنا ئیم

یعنی اے دوست آجا کہ ہم تیرے ہیں۔ بیگانہ نہ بن، ہم تو آشنا ہیں، یہ پڑھ کر بہت رقت طاری ہوئی اور عنایت الٰہی سے پھر وہ دروازہ کھل گیا۔

☆...... خواجہ علاء الحق والدین طابت تربتہ، ہمارے خواجہ قدس اللہ روحہٗ سے نقل کرتے ہیں کہ وہ فرمایا کرتے تھے ''منازل و مقامات کو عبور کرتے ہوئے میرے اندر دو مرتبہ منصور حلاج کی صفت پیدا ہوئی اور نزدیک تھا کہ جو صدا اُس سے ظاہر ہوئی وہ مجھ سے ظاہر ہو جاتی، بخارا میں ایک سولی تھی، دونوں مرتبہ میں اس کے پاس گیا اور کہا'' جائے تو سر ایں دار است'' تیری جگہ اس دار کا سر ہے، عنایت الٰہی سے وہ مقام عبور ہوا، حضرت عزیزان علیہ الرحمان سے منقول ہے کہ ایک دور سے یہ درویش ان کی تربیت میں ہے، انہوں نے خوارقِ عادات کی نفی کی ہے اور کمال شفقت سے اس کو عتبات ہستی اور وجود ظہور سے گزارا ہے اور فرماتے ہیں کہ اگر در روئے زمین یکی از فرزندان خواجہ عبد الخالق قدس اللہ ارواحھم موجود بودی ہرگز

Marfat.com

منصور بر سردار نرفتی ۔ اگر روئے زمین میں خواجہ عبدالخالق قدس اللہ سرہٗ کے فرزندوں میں سے کوئی موجود ہوتا تو منصور ہرگز سولی نہ چڑھتا۔

بارگاہ رسالت کا ادب: انہوں نے نقل کیا کہ ہمارے خواجہ قدس اللہ روحہٗ الشریف فرمایا کرتے تھے، حضرت سلطان العارفین ابو یزید بسطامی قدس اللہ سرہٗ سے منقول ہے، کہ جب میں مقام سیر میں انبیاء کرام علیہم السلام کی صفات کی سیر کرتے ہوئے بارگاہ محمدی ﷺ میں پہنچا تو چاہا کہ ان کی صفت میں سیر کروں۔ انہوں نے میری پیشانی پر دستِ رد رکھا (یعنی روکا) خواجہ قدس سرہٗ نے فرمایا جب عنایت الٰہی سے میں نے اس مقام کی سیر کی تو یہ گستاخی نہ کی، سر نیاز و تعظیم بر آستانہ عزت واحترام آن حضرت نہادم ،میں نے سر نیاز و تعظیم کو آں حضرت ﷺ کے آستانہ عزت واحترام پر جھکا دیا۔

☆...... ایک درویش نے بیان کیا کہ میں، حضرت خواجہء ما قدس اللہ روحہ الشریف کے ہمرکاب نسف میں جارہا تھا تو آپ اپنے سلوک کی نسبت مجھ سے (گفتگو) فرمارہے تھے۔ اس دوران انہوں نے بہت سے مشائخ کبار کا ذکر کیا اور فرمایا کہ جب میں نے سلطان ابو یزید قدس اللہ سرہٗ کے مقام کی سیر کی تو اس جگہ پہنچا جہاں وہ پہنچے تھے۔ میں نے شیخ جنید، شیخ شبلی اور شیخ منصور حلاج کے مقام کی بھی سیر کی ،جس جگہ وہ سب پہنچے تھے، میں بھی پہنچا۔ پھر میں اس بارگاہ میں پہنچا جس سے معظم تر کوئی بارگاہ نہیں، میں نے جانا کہ یہ بارگاہِ محمدی ہے، میں نے گستاخی نہ کی اور جو ابو یزید نے کیا تھا میں نے نہ کیا،

☆...... انہوں نے بیان کیا ہمارے خواجہ قدس اللہ روحہٗ سے سوال ہوا کہ بعض مشائخ

Marfat.com

طریقت فرماتے ہیں ولایت محمد یہ ہم پر ختم ہو چکی ہے، حضرت خواجہ نے فرمایا وہ اپنے زمانے کے ختم و لایت ہوئے ہیں، حضرت خواجہ کی اس تاویل کی مثالیں آیات و احادیث کی تاویلوں میں بہت زیادہ ہیں۔

☆ ...... خواجہ علاء الحق والدین روح اللہ روحہٗ نے ہمارے خواجہ قدس اللہ سرہٗ کے بارے میں فرمایا کہ وہ فرمایا کرتے تھے، زمانے کے اقطاب اور زمین کے اوتاد کی ایک جماعت حاضر ہوئی انہوں نے مجھے ''نمدِ سفید'' پر بٹھایا اور پھر اس کی اطراف کو پکڑ کر ایک ''تختِ بزرگ'' پر بٹھایا، بلاشبہ اس کے بعد مجھے کوئی غم نہ آیا۔

کرامات

آئینہ ادراک : حضرت خواجہ علاء الحق والدین عطر اللہ تربتہ، سے منقول ہے کہ حضرت خواجہ ما قدس اللہ روحہ، بخارا شریف میں جلوہ گر تھے، آپ کے دوستان عزیز میں سے مولانا عارف خوارزم گئے ہوئے تھے۔ آپ ''صفت بصیری'' میں کلام فرمارہے تھے۔ کہ اس وقت ارشاد فرمایا، اس وقت مولانا عارف کو خوارزم۔ سے سرائے کی طرف جانے کا اتفاق ہوا ہے۔ وہ خوارزم سے باہر آ کر سرائے کے راستے فلاں موضع تک گیا ہے۔ پھر چند لمحے ٹھہر کر فرمایا کہ اب مولانا عارف کے دل میں یہ خیال آیا ہے کہ وہ سرائے میں نہ جائے۔ لو اب وہ واپس خوارزم کی طرف آ گیا ہے۔ اس وقت جتنے درویش حضرت خواجہ کی خدمت میں حاضر تھے، سب نے اس قصہ کی تاریخ لکھ لی۔ فرصت کے بعد مولانا عارف خوارزم میں آئے تو حاضرین مجلس نے ان سے پوچھا کہ کیا فلاں تاریخ کو خوارزم میں سرائے کی طرف آنے کا اتفاق ہوا تھا؟ مولانا عارف نے

Marfat.com

شروع سے آخر تک تمام قصہ اسی طرح بیان کیا جسطرح حضرت خواجہ بیان فرما چکے تھے۔سب حاضرین حیرت زدہ ہو گئے کہ حضرت خواجہ نے کیسے جانے کی وجہ اور واپس ہونے کو مشاہدہ کرلیا۔

ہمیں فراموش نہ کرنا:۔ ماوراء النہر کے شہروں کے ایک دانش ور انسان سے منقول ہے کہ اوائل شباب ہی میں میری حضرت خواجہ قدس سرہ سے گہری وابستگی اور محبت تھی ۔اور آپ کی برکت نظر سے میرے اندر ایک خاص صفت پیدا ہو گئی تھی ،آپ نے مجھے وصیت فرمائی تھی کہ ''مارا فراموش نہ کنی''،ہمیں فراموش نہ کرنا،میرا کوئی لمحہ آپ کی یاد سے خالی نہیں ہوتا تھا۔اسی اثنا میں میرے والد کو حج پہ جانے کا اتفاق ہوا۔انہوں نے مجھے بھی ہمراہ لے لیا۔جب ہم ہرات پہنچے اور اس شہر کے حالات کا مطالعہ کیا تو حضرت خواجہ سے ملنے والی وہ صفت غائب ہوگئی۔پھر اس کے بعد جب ہم اصفہان پہنچے تو اس کے اطراف میں ایک عزیز تھا کہ خلق روزگار اس کی قربت چاہتی تھی اور اس میں ولایت کی نشانیاں نظر آتی تھیں ۔میرے والد نے اس عزیز سے التجا کی کہ وہ میری طرف نظر کرے۔اور میرا یہ حال تھا کہ میں حضرت خواجہ کی ''صفت غیوری'' سے خوفزدہ تھا۔پھر جب ایک سال یا زیادہ مدت کے بعد حج سے مراجعت ہوئی تو میں حضرت خواجہ سے ہراتمیں ہونے والے قصور اور اصفہان کے قصے کے سبب بہت خوفزدہ تھا،حضرت خواجہ نے فرمایا،نہ ڈر،وہ ہمارا ہی کام تھا۔تو ہمارا فرزند ہے،اور کوئی ہمارے فرزندوں پر تصرف نہیں کرسکتا۔اور پھر فرمایا جب تو ہرات پہنچا تو ہمیں فراموش کر دیا تھا۔

فراموشی نہ شرط دوستان است

Marfat.com

بارگاہ رسالت کے حضور: ایک دانش مند سے منقول ہے کہ میں نے سفر عراق کا پختہ ارادہ کر لیا تو مجھے حضرت خواجہ کے بعض درویشوں کی موافقت کا اتفاق ہوا۔ جب ہم سمنان پہنچے تو ہم نے سنا کہ یہاں ہمارے خواجہ کا ایک محبّ صادق امیر محمود قصر مغانی قیام پذیر ہے۔ میں ان درویشوں کے ہمراہ اس عزیز کی خدمت میں حاضر ہوا۔ جب اس سے ملاقات ہوئی تو اس سے حضرت خواجہ کے ساتھ وابستگی کا سبب پوچھا گیا۔ اس نے کہا کہ عنایت الٰہی سے ایک رات میں نے ایک خواب دیکھا کہ ایک نہایت باصفا مقام پر حضرت رسول اللہ علیہ السلام تشریف فرما تھے۔ اور اللہ بہتر جانتا ہے یا وہ بزرگان امت میں سے کوئی بزرگ تھے۔ اس مجلس میں ایک عزیز ہے جو نہایت نورانی صورت ہے۔ میں نے حضرت رسالت مآب ﷺ یا اس بزرگ امت سے تضرع و مسکنت کے ساتھ التماس کی کہ میں آپ کی خدمت کے "عہد و زمان" کی برکت اور شرف صحبت کو حاصل نہ کر سکا، اور اس سعادت سے دور رہا، میرے کام کی کیا تدبیر ہے۔ حضرت پیغمبر علیہ السلام یا اس بزرگ نے مجھ سے فرمایا، اگر تو چاہتا ہے کہ ہمارے خیر و برکت کو حاصل کرے تو اس عزیز کی متابعت اختیار کر اور حضرت خواجہ کا نام مبارک مجھے بتایا۔ حالانکہ اس سے پیشتر میں نے کبھی حضرت خواجہ کو دیکھا تک نہ تھا۔ جب میں بیدار ہوا تو حضرت خواجہ کی صفت و صورت کو ایک کتاب کی پشت پر لکھ لیا۔ اور اس پر وہ تاریخ ثبت کر دی، اس واقعہ کے چند سال بعد ایک دن میں بازار میں ایک بزاز کی دکان پر بیٹھا ہوا تھا۔ ناگاہ وہ نورانی عزیز آیا اور دکان پر بیٹھ گیا۔ اس کی جبین مبارک سے ہیبت وجلال کا اثر ظاہر تھا۔ جب میں نے اس کے روئے مبارک پر نظر ڈالی تو میرے دل میں

Marfat.com

وہی صورت جلوہ گر ہوئی جسے میں نے کتاب کی پشت پر لکھا تھا۔ میرا حال دگرگوں ہو گیا۔ کچھ دیر کے بعد جب میں صحیح حالت میں آیا تو حضرت خواجہ سے گزارش کی کہ آپ اس کمزور انسان کے گھر کو اپنے قدم شریف سے نوازیں۔ حضرت خواجہ نے کرم فرمایا اور میرے آگے چل پڑے اور میں آپ کے عقب میں اپنے گھر کی طرف چل پڑا۔ یہ پہلی کرامت تھی جو میں نے حضرت خواجہ سے مشاہدہ کی تھی۔ آپ نے میرا گھر ہرگز نہ دیکھا تھا۔ میرے گھر میں داخل ہوئے اور اتفاقاً میرے کمرے کا ارادہ فرمایا، آپ کمرے میں داخل ہوئے۔ اس کی دیوار کے طاق میں چند کتابیں تھیں، حضرت خواجہ نے دست مبارک دراز فرمایا اور ان کتابوں کے درمیان سے ایک کتاب باہر نکالی، اور میرے ہاتھ میں دیتے ہوئے فرمایا، تو نے اس کتاب کی پشت پر کیا لکھا ہے؟ جب میں نے دیکھا کہ وہ واقعہ اس کتاب کی پشت پر رقم ہے تو اس تاریخ سے لے کر حضرت خواجہ کی ملاقات تک سات سال گزر چکے ہیں۔ تو میرا احوال اس مبارک بات سے اور بھی قوی ہو گیا۔ میں درست حالت میں آیا تو آپ نے بہت لطف فرمایا اور میری درخواست قبول فرمائی اور مجھے اپنی بندگی سے مشرف فرمایا۔ بعد ازاں اس دانشمند نے اس عبد ضعیف سے کہا کہ میں نے حضرت خواجہ کے ادنیٰ ترین درویشوں سے وہ حالت مشاہدہ کی ہے کہ تقریر سے باہر ہے۔

بے سجادہ رنگیں کن: حضرت خواجہ علاء الحق و الدین عطر اللہ تربتہ، وکثر قربتہ نے فرمایا کہ ایک شام حضرت خواجہ ما قدس اللہ روحہ، بخارا شریف کے ایک محلّہ گلاباد میں ایک درویش کے گھر نزول فرماتے۔ درویشوں کا مجمع حاضر تھا۔ دریں حال حضرت خواجہ قدس

Marfat.com

اللہ روحہ، نے مولانا نجم الدین دادرک کی طرف توجہ فرمائی۔ہم جو کچھ تمہیں حکم فرمائیں کیا وہ بجالائے گا۔اس نے کہا میں بجالاؤں گا،فرمایا اگر ہم فلاں عمل یا فلاں کام کا حکم دیں تو کیا اس سے عہدہ برآ ہو گا،اس نے کہا،ہوں گا۔فرمایا اگر ہم چوری کے بارے میں حکم کریں کیا چوری کرو گے۔اس نے کہا نہیں۔حضرت خواجہ نے فرمایا کیوں،اس نے کہا اس لیے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے حق کا کام ہے اور اس کے کرم کی کوئی ''نہایت'' نہیں اور چوری کا تعلق بندوں کے حق کے ساتھ ہے۔حضرت خواجہ نے ''مولانا دادرک'' سے فرمایا، چونکہ تو نے ہمارا حکم نہیں مانا لہذا ہماری صحبت ترک کر دے،فوراً اس پر ''حالت قبض'' اور اندوہ عظیم نے غلبہ کر لیا،اور وہ شدید اضطراب کا شکار ہو گیا۔حضرت خواجہ کے حاضرین نے درخواست کی اور بہت تضرع سے کام لیا، پھر کہیں جا کر حضرت خواجہ نے مولانا دادرک کو معاف فرمایا۔بعد ازاں حضرت خواجہ اس ''منزل'' سے باہر آئے،آپ کی خدمت میں مولانا دادرک بھی تھا،آپ کچھ درویشوں کے ساتھ دروازۂ سمرقند کے محلے کی طرف متوجہ ہوئے،جب ایک مقام پر پہنچے تو ایک مکان کی جانب توجہ فرمائی،اور درویشوں سے فرمایا،اس مکان میں سوراخ کیا جائے۔درویش بہت جلد اس عمل میں مشغول ہو گئے اور انہوں نے سوراخ کر لیا حضرت خواجہ نے فرمایا کہ اس مکان کی فلاں جگہ ایک بوری موجود ہے،جو مال سے بھری ہوئی ہے۔وہ بوری مکان سے باہر لے آؤ۔ جلدی سے درویشوں نے مال سے بھری ہوئی بوری باہر نکال دی،حضرت خواجہ درویشوں کے ہمراہ ایک گوشہ میں بیٹھے رہے۔ایک ساعت کے بعد ''آوازِ سگ'' سنائی دی۔ حضرت خواجہ نے ''مولانا دادرک'' کو بعض درویشوں کے ساتھ فرمایا کہ اس مکان کی دوسری جانب جاؤ جب وہ گئے تو دیکھا کہ چوروں نے اس مکان کی دوسری طرف

Marfat.com

سوراخ کیا ہوا تھا، چور اندر گئے اور پھر باہر نکل کر کہنے لگے، ہم سے پہلے ہی ''عیاروں'' نے اس گھر کا مال اڑا لیا ہے۔ انہوں نے وہ حالت، مشاہدہ کی تو متحیر ہوئے، اتفاقاً اس مکان کا مالک باغ میں گیا ہوا تھا۔ حضرت خواجہ نے وہ ''جوال رخت'' ایک درویش کے ہاتھ اس مکان کے مالک کے پاس بھیجی۔ اور اس درویش سے فرمایا کہ اس سے اسطرح کہو، سب درویش رات کو اس جگہ سے گزرے، اس حال سے واقف ہوئے اور انہوں نے بوری چوروں سے بچالی۔ بعدہٗ حضرت خواجہ نے ''مولانا دادرک'' سے فرمایا اگر تو شروع میں اس قصے کو قبول کر لیتا تو تجھ پر اسکی حکمت بسیار ظاہر ہو جاتی۔ مولانا دادرک اس سے ''قوی نادم'' ہوا اور اس واقعہ کا مطالعہ ایک جماعت کے ''رسوخ محبت'' کا سبب بنا۔ کتاب صحیح بخاری شریف میں حضرت موسیٰ اور حضرت خضر علیہما السلام کے واقعہ میں یہ حدیث مذکور ہے، حضرت پیغامبر ﷺ کا فرمان ہے " رحم اللہ اخی موسیٰ لو صبر لغض اللہ علیہ " اللہ میرے بھائی موسیٰ پر رحم فرمائے اگر وہ صبر کر لیتے تو اللہ کچھ اور بیان فرماتا۔

بمے سجادہ رنگیں کن گرت پیر مغاں گوید
کہ سالک بے خبر نبود زرسم وراہ منزل ہا

(مترجم)

صورت حال کا مشاہدہ: ایک درویش سے منقول ہے کہ جب حضرت خواجہ ماقدس اللہ روحہٗ 'مرو' میں تشریف فرما تھے تو میں ان کی خدمت اقدس میں رہتا تھا۔ حضرت خواجہ درویشوں کو ہر ایک کے حال کے مطابق ''طبعیت بشریت'' کی مخالفت کا حکم

Marfat.com

فرماتے۔ دریں اثنا اہل واولاد کی رغبت نے بہت مشوش کیا۔ میں اجازت طلب کرنے سے بہت ڈرتا تھا کہ بخارا شریف کی طرف روانہ ہو جاؤں، شیخ امیر حسین آپ کی خدمت میں رہتے تھے، میں نے ان سے درخواست کی کہ کسی مناسب موقع پر آپ حضرت خواجہ سے مجھے اجازت حاصل کر دیں، بخارا کی طرف سے کوئی آدمی آیا ہے اور اس نے خبر دی ہے کہ میرا بھائی شمس الدین فوت ہو چکا ہے، میرا دل پریشان ہے۔ اتفاقاً اس دن جمعہ تھا۔ جس وقت حضرت خواجہ ''مسجد جمعہ'' سے باہر نکلنے کو تھے۔ شیخ امیر حسین نے میرے بھائی شمس الدین کی وفات کی خبر سنائی۔ حضرت خواجہ نے فرمایا امیر حسین تو نے اس کے فوت ہونیکی بات کیسے کر دی۔ وہ فوت نہیں ہوا۔ اسکی بو آ رہی ہے۔ پھر فرمایا اسکی بو نزدیک آ رہی ہے۔ جب حضرت خواجہ نے شیخ امیر حسین سے یہ سخن فرمایا، برادرم شمس الدین بخارا کی طرف سے پہنچ گیا اور اس نے حضرت خواجہ کو سلام کی۔ حضرت خواجہ نے فرمایا ''امیر حسین! یہ ہے شمس الدین''، اب حاضرین کا حال دگرگوں تھا، اور یہ قصہ اس علاقے میں مشہور ہو گیا۔

خواجہء مشکل کشا، مشکل مری آسان کر: حضرت خواجہ ءما قدس اللہ روحہٗ کے ایک محبؒ سے منقول ہے، جس تاریخ میں ایک لشکر ''دشتِ قپچان'' سے بخارا شریف آیا اور اس نے بہت سی خلقت کو قتل کر دیا اور بہت زیادہ کو اسیر بنا لیا، میرا بھائی بھی پکڑا گیا تو میرا باپ اپنے بیٹے کی وجہ سے بہت ''خستہ خاطر'' ہوا۔ اور ہمیشہ مجھے کہتا رہا کہ اگر تو میری رضا چاہتا ہے تو اپنے بھائی کی تلاش میں ''دشتِ قپچان'' کی طرف جا۔ چونکہ مجھے حضرت خواجہ قدس اللہ روحہٗ سے مکمل عقیدت و محبت تھی اور میں ''مہمات'' میں آپ کی

Marfat.com

مشاورت کی جانب رجوع کیا کرتا تھا، لہذا یہ قصہ بھی آپ کے حضور عرض کر دیا، آپ نے فرمایا چلا جا اور اپنے باپ کی رضا حاصل کر، اس کفایت میں بہت زیادہ سعادت ہے۔ میں نے چند درم آپ کی خدمت میں پیش کئے، آپ نے لطف فرمایا۔ اور قبول کرنے کے بعد عطا کرتے ہوئے فرمایا'' نگاہ دار! ان سے برکتیں ہوں گی۔ اور جس جگہ تجھے سفر میں کوئی مہم پیش آئے، ہماری طرف متوجہ ہو جانا۔ جب میں آپ کے اشارے سے روانہ ہوا تو اس سفر میں معمولی تجارت سے بھی بہت زیادہ 'فتوح'' حاصل ہوئیں، اور بے تشویش میں نے اپنے بھائی کو خوارزم میں پالیا۔ ہم اسیروں کی جماعت کے ساتھ کشتی میں بیٹھے اور بخارا شریف کی طرف متوجہ ہوئے۔ کشتی میں بہت زیادہ لوگ موجود تھے۔ ناگاہ باد مخالف اٹھی اور یہ خوف پیدا ہو گیا کہ کشتی غرق ہو جائے گی۔ لوگ فغاں کرنے لگے، اس درماندگی کی حالت میں میرے کان میں ایک آواز آئی کہ کوئی حضرت خواجہ کو یاد کر رہا ہے۔ اب حضرت ایشاں قدس سرہٗ کا وہ سخن مبارک مجھے یاد آیا، ''جس جگہ تجھے سفر میں کوئی مہم پیش آئے ہماری طرف متوجہ ہو جانا۔'' میں نے حضرت خواجہ کی طرف توجہ کی تو اس حال میں آپ ظاہر ہو گئے۔ میں نے آپ کو سلام عرض کیا۔ اسی لمحے آپ کی برکت سے ہوا ساکن ہو گئی اور موج دریا رک گئی۔ اس فرصت کے بعد جب ہم دونوں بھائی بہ سلامت بخارا پہنچے اور حضرت خواجہ کی خدمت میں حاضر ہو کر سلام عرض کی تو آپ نے تبسم فرمایا اور فرمایا'' اس وقت کشتی میں جب تو نے ہمیں سلام کیا تھا، ہم نے تیرے سلام کا جواب دیا تھا مگر تو نے نہیں سنا، اس واقعہ کے مطالعہ سے حضرت خواجہ کے ساتھ میری محبت اور عقیدت میں اور اضافہ ہو گیا۔

(اس ایمان افروز واقعہ کا ترجمہ کرتے وقت اس مترجم عاجز سے

Marfat.com

یہ نظم موزوں ہوگئی، میں سمجھتا ہوں کہ اس میں بھی حضرت خواجہ نقشبند بخاری قدس سرہ الباری کے ذکر کی برکت شامل ہے۔)

اس گدائے بینوا کو واصل عرفان کر
خواجہ مشکل کشا، مشکل میری آسان کر

دیدہ دل میں درخشاں عشق کا ارمان کر
ہستی بیجاں میں پیدا روح کا فیضان کر
آ گیا ہوں تیرے در پر تیری رحمت جان کر
اے شہ صدق و صفا احسان کر، احسان کر
خواجہ مشکل کشا، مشکل میری آسان کر

کشتی جاں کب سے ساحل آشنا ہوتی نہیں
میری سوچوں کی کہیں بھی انتہا ہوتی نہیں
آنکھ روتی ہے مگر کم ابتلا ہوتی نہیں
چشم بنیا سے مری امید کا سامان کر
خواجہ مشکل کشا، مشکل مری آسان کر

میرے دل میں نقش کر دے بند الا اللہ کا
عرش تک پہنچے اثر میرے جگر کی آہ کا
کس قدر شہرہ ہے دنیا میں تری شہراہ کا
میں مسافر ہوں، مسافر کو عطا پہچان کر
خواجہ مشکل کشا، مشکل مری آسان کر

Marfat.com

تیرے دسترخوان نعمت سے پلا میرا وجود
آہ نظروں سے ابھی تک گم ہے وحدت کا شہود
حسرت نابود کیا ہے اور کیا ہے فکر بود
اس غلامؔ زار کے افکار کو یکجان کر
خواجہ مشکل کشا، مشکل مری آسان کر

حکیم ترمذی کی بشارت: حضرت شیخ عبداللہ خجندی علیہ الرحمہ سے منقول ہے، انہوں نے فرمایا کہ حضرت خواجہ ماقدس اللہ روحہٗ کے ساتھ میری پیوستگی کا سبب یہ تھا کہ آپ کی صحبت سے مشرف ہونے سے چند سال قبل میرے اندر جذبہ پیدا ہوا۔ میں خجند میں بہت ''بے قرار اور بے آرام'' تھا۔ جب اس راہ کے ''دردِ طلب'' کا میرے وجود پر استیلا ہوا تو میں اسی حال میں خجند سے باہر نکلا اور ہر طرف سے پھرتا ہوا ''ترمذ'' پہنچ گیا۔ حضرت خواجہ محمد علی حکیم ترمذی علیہ الرحمہ کے مزار پر حاضری دی، چونکہ مجھے ''قوی اضطراب'' لاحق تھا اس لئے اس مقام کی نسبت مجھ سے بے ادبی صادر ہوگئی، وہاں متعین خادم نے مجھے تکلیف دینی چاہی مگر جب اسے میری حالت معلوم ہوئی تو اس نے مجھے ''معذور'' سمجھا۔ بعدہٗ میں ''دریائے جیحون'' کے کنارے واقع ایک مسجد میں آکر سو گیا، پھر میں نے دیکھا کہ دو ''بغایت نورانی'' بزرگ تشریف لائے۔ ان میں سے ایک نے مجھے کہا کہ، ہمیں جانتے ہو؟ میں محمد علی حکیم ہوں اور دوسرے حضرت خضر علیہ السلام ہیں۔ تو اپنے آپ کو اس وقت تشویش واضطراب میں مبتلا نہ کر، تو جو طلب کر رہا ہے اس کا یہ وقت نہیں تیرا مدعا بارہ سال کے بعد بخارا میں مل جائے گا، اور قطب زماں حضرت

Marfat.com

خواجہ بہاؤالدین کی بارگاہ سے حاصل ہوگا۔ اس واقعہ سے مجھے تسکین نصیب ہوئی۔ اور میں خجند لوٹ آیا، ایک دن میں بازار جارہا تھا۔ میں نے مسجد میں دو ترک دیکھے جو آپس میں گفتگو کررہے تھے، میں نے غور سے سنا تو معلوم ہوا کہ وہ بھی اس کے بارے میں گفتگو کررہے تھے۔ میرا دل ان کی طرف مائل ہوگیا اور جلدی سے میں ان کیلئے طعام لے آیا۔ انہوں نے کہا یہ درویش طالب ہے، اس کے لائق یہی ہے کہ یہ ہمارے سلطان زادہ اسحاق خواجہ کی خدمت میں حاضر ہوجائے۔ میں نے ان سے یہ بات سن کر پوچھا تو معلوم ہوا کہ اسحاق خواجہ ''اسبیجاب'' کے نواح میں رہتے ہیں میں خجند سے ان کی صحبت پاک میں چلا گیا'' وہ بسیار لطف'' سے پیش آئے۔ انکا ایک فرزند تھا جو بہت شائستہ تھا، اس سے قبول ونجابت کے آثار ظاہر تھے۔ ایک دن اس نے اپنے والد گرامی اسحاق خواجہ سے عرض کی کہ یہ درویش مسکین ہے، اسے چاہیے کہ آپ کی صحبت میں رہے، اسحاق خواجہ گریاں ہوئے اور فرمانے لگے، اے فرزند! یہ درویش حضرت خواجہ بہاؤالدین کا فرزند ہوگا، ہم اس پر تصرف نہیں کرسکتے، میں خجند کی طرف واپس آگیا۔ اوران دو اشاروں کے ظہور کا انتظار کرنے لگا۔ ایک عرصے کے بعد مجھے بخارا کی کشش ہوئی اور میں توقف نہ کرسکا۔ میں حضرت خواجہ کی طرف متوجہ ہوگیا، جب میں بخارا میں حضرت ایشاں کی بارگاہ میں حاضر ہوا، تو بارہ سال گزر چکے تھے۔ خواجہ پاک نے ارشاد فرمایا، عبداللہ خجندی، خوش آمدید، ابھی بارہ سال تمام ہونے میں تین روز باقی ہیں، آپ کے اس اشارے سے میرے اندر ایک عظیم صفت نے تصرف کیا اور مجھ میں ان کی محبت کی صبح سعادت پیدا ہوگئی۔ ان کی صحبت میں بیٹھے ہوئے تمام درویش حیران ہوکر مجھ سے اس اشارت کا قصہ دریافت کرنے لگے، میں نے ''اول تا آخر'' تمام قصہ سنایا تو ان

Marfat.com

کی حیرت دو چند ہوگئی۔ بعدہ حضرت خواجہ نے عنایت فرمائی اور مجھے غلامی میں قبول فرمالیا۔

احوالِ دل کی خبر: حضرت باباسمرقندی علیہ الرحمہ سے منقول ہے، انہوں نے فرمایا کہ جب حضرت خواجہ ماقدس اللہ روحہٗ کی کرامات و مقامات مشہور ہوئے تو مجھ میں ان کی "ملاقات کا داعیہ" پیدا ہوا، اور میں سمرقند سے ان کی صحبت شریف کی دریافت کیلئے بخارا کی طرف متوجہ ہوا۔ جس وقت میں نے ان کی خدمت میں جانے کیلئے توجہ کی تو میرے دل میں خیال آیا کہ بخارا میں سب سے پہلے میں ان کی خدمت سے مشرف ہوں گا۔ میں بخارا پہنچ کر کاروان سرائے میں اترا اور اس سے پہلے کہ کسی سے ملاقات کروں، کارواں سرائے سے جلد ان کی خدمت میں پہنچنے کا ارادہ کر کے باہر نکل آیا، اور ان کی طرف چلنے لگا، میں نے راستے میں ایک گروہ کو دیکھا تو میرے دل میں خیال آیا کہ یہ درویشوں کا گروہ ہوگا، میرے اندر ایک صفت نے تصرف کیا اور میں تیزی سے ان کے تعاقب میں چل پڑا، پھر میرے دل میں خیال آیا کہ جب میں پہلے پہل حضرت خواجہ سے ملوں تو آپ مجھے "سرشیر" عطا فرمائیں۔ اور کسی کو میرے ساتھ شریک نہ ہونے دیں۔ اسی خیال میں، میں نے، دو تین قدم اٹھائے تو وہ گروہ کھڑا ہو گیا۔ ان کے درمیان ایک "نورانی عزیز" تھا جس کی پیشانی سے آثارِ ولایت چمک رہے تھے۔ اس نے میرا استقبال کیا۔ اور مجھے "کنار گرفت" میں لے کر دو مرتبہ فرمایا "خوش آمدی باباصاحب سمرقندی" اور حال یہ تھا کہ میں نے اس سے پہلے اس عزیز سے کبھی ملاقات نہیں کی تھی۔ میں متحیر تھا کہ وہ میرا نام کیسے جانتے ہیں۔ اسی وقت میرے دل میں خیال گزرا کہ

Marfat.com

یہی حضرت خواجہ بہاؤ الدین ہیں۔آپ چل پڑے اور مجھ سے سمرقند کے اکابر علما کے احوال پوچھنے لگے، جب وہ منزل پہ پہنچے تو اس منزل سے حضرت خواجہ جلدی سے باہر تشریف لائے اور ان کے سب حاضر و غائب اصحاب ان کی سنت و طریقت کے مطابق بیٹھ گئے۔ان کی صحبت غایت درجہ ''باروح'' اور خوش باش تھی اور مجلس ''قوی دلکش'' تھی، فرصت کے بعد معاً حضرت خواجہ نے تشریف لا کر سر شیر کی گرم ٹکیا میرے سامنے رکھ دی اور میرے نزدیک بیٹھ کر فرمایا کھاؤ، یہ تمہارا ''نصیبہ'' ہے، تمہارے ساتھ کوئی شریک نہیں ہوگا، اور پھر آہستہ سے مجھے کہا ان ''عزیزوں کے دل کو اتنی سی بات کیلئے تکلیف نہیں دینی چاہیے''۔

جو چاہا سو پالیا: حضرت خواجہ ما قدس اللہ روحہٗ کے ملازموں میں سے ایک درویش سے منقول ہے کہ عید قربان تھی۔حضرت خواجہ شہر بخارا میں ایک درویش کی منزل پر تشریف فرما تھے۔اور مقام معرفت سے متعلق کچھ فرما رہے تھے۔میرے دل میں آیا کہ آپ مجھے اجازت عطا فرمائیں کہ میں آپ کی والدہ ماجدہ کی خدمت میں عید کی مبارک باد پیش کروں۔اور آپ مجھے خلوت میں کھانا دیں اور تین درم کے بادام، تین درم کی سوئیاں اور تین درم کا مشرانہ شور عطا فرمائیں، جب حضرت خواجہ مصلے سے اٹھے تو مجھے فرمایا میری والدہ ماجدہ کو عید مبارک کہنے کیلئے جاؤ۔جب اس درویش کے گھر پہنچے تو اسے فرمایا کہ گھر میں خلوت کرو، اور مجھے اشارہ کیا کہ اس گھر میں چلے جاؤ۔جب میں اندر گیا تو حضرت خواجہ نے میری طلب سے زیادہ کھانا بھجوا دیا۔اس نے کہا، اس کے بعد ایک آدمی آیا، اس نے سویاں پیش کیں، آپ نے پوچھا یہ سویاں کتنے درم کی آئی ہیں، اس نے کہا تین

Marfat.com

درم کی، پھر دوسرا آدمی معرانہ شور کا طبق لے کر آیا، آپ نے پوچھا، کتنے کا خریدا ہے، اس نے کہا، تین درم کا، ایک ساعت گزر گئی تو کسی نے آکر آپ کی خدمت میں تین درم ہدیہ کئے۔ آپ نے میری طرف اشارہ کیا اور فرمایا، تو نے اس روز ہم سے تین چیزیں طلب کیں، مبارک باد کی اجازت، طعام خلوت، اور یہ تین چیزیں، پھر اسی وقت فرمایا، یہ خواہشات نیک نہیں ہیں۔ اس لئے کہ ہم ان (خواہشات کو پورا کرنے) کیلئے اس جہان سے اس جہان میں آئے اور (یادالٰہی کو چھوڑ کر) تیرے کام کی کفایت کیلئے گوشہ دل کو ادھر مشغول کیا،

باغ زاغان کا قصہ: ایک درویش کا بیان ہے کہ جب حضرت خواجہ ماقدس اللہ روحہ نے پہلی مرتبہ سفر مبارک سے مراجعت فرمائی تو ماخان تشریف فرما ہوئے ایک دانشمند مولانا محمد ہروی آپ کے پیچھے بغداد پہنچے اور طلب کا اظہار کیا۔ حضرت خواجہ نے فرمایا ''یہ زمان التفات پر موقوف ہے''۔ ایک روز درویشوں کی جماعت حاضر خدمت تھی۔ حضرت خواجہ نے فرمایا اب وہ وقت آگیا ہے جس کا انتظار اس راہ کے طالب، عاشق اور دل سوختہ کر رہے تھے، مولانا محمد ہروی کو پاس بلا کر فرمایا تو بھی واقف ہوتا کہ تجھے بھی حصہ نصیب ہو جائے، آپ نے اتنا فرما کر ''انگشت مسبحہ'' اس کے زانو پر لگائی تو اس کا حال دیگر ہو گیا، حضرت خواجہ اسے اپنی پہلی حالت پر لا کر فرمانے لگے، ''باخبر ہو کہ وہ وقت گزر رہا ہے'' اور پھر اس کی طرف التفات فرمائی، پھر ''حالت اول'' واقع ہو گئی، پھر آپ نے اسے واپس لاتے ہوئے فرمایا ''خوب توجہ کر کہ اب وقت بہت تھوڑا رہ گیا ہے'' آپ مولانا محمد ہروی کی طرف متوجہ ہوئے اور اس پر مزید عنایت فرمائی، جب اس

Marfat.com

حال میں ایک ساعت گزری تو فرمایا ''اے مسلمان! اس وقت ''باغ زاغان'' کو یاد کرنے کا کیا ہی موقع ہے۔ یونہی حضرت خواجہ نے یہ سخن فرمایا، مولانا ہروی گریہ زن ہو گئے اور اپنا لباس پارہ پارہ کرلیا، اور ''اضطراب عظیم'' ظاہر کیا۔ جب مولانا محمد ہروی اس اضطراب سے ساکن ہوئے تو اصحاب نے ان سے پوچھا کہ اس وقت، حضرت خواجہ نے جو فرمایا کہ ''باغ زاغان'' کو یاد کرنے کا کیا ہی موقع ہے، اس کا کیا سبب تھا، اور حضرت خواجہ کے سخن کے بعد آپ پر وہ اضطراب کیسا تھا، مولانا محمد ہروی نے کہا ''باغ زاغان کا قصہ یوں ہوا، کہ ایک روز میں ایک دینی دوست کے ساتھ ہرات کے باغ زاغان میں تھا، اس دوست نے مجھے کہا، جس وقت تجھے دوستان حق میں سے کسی دوست کی صحبت مل جائے اور تجھے اس صاحب دولت کی برکت نصیب ہو جائے تو مجھے فراموش نہ کرنا۔ جس وقت حضرت خواجہ مجھ پر التفات کر رہے تھے اور عنایت فرما رہے تھے تو میرے احوال عجیب ہو گئے، تو باغ زاغان کا قصہ میرے دل میں گزرا، اس لئے حضرت خواجہ نے فرمایا ''کہ اس قصے کو یاد کرنے کا کیا ہی موقع ہے'' اور میرے اضطراب کی یہ وجہ تھی کہ حضرت خواجہ میرے خیال سے مطلع ہو گئے ہیں۔ میں کئی سال سے دنیا میں پھر رہا تھا لیکن یہ کمال کسی میں نظر نہ آیا اور میرا یہ خیال تھا کہ اس زمانے میں ایسا صاحب شرف اور کوئی نہیں۔

حجابات اٹھ گئے: حضرت خواجہ علاء الدین عطر اللہ روضۃ سے منقول ہے کہ ایک روز میں حضرت خواجہ ماقدس اللہ روحہ کے حضور حاضر تھا، اتفاقاً فضا ابر آلود تھی، حضرت خواجہ نے مجھ سے پوچھا کہ کیا نماز ظہر کا وقت ہو گیا ہے، میں نے عرض کیا، ابھی نماز کا

Marfat.com

وقت نہیں ہوا، آپ نے فرمایا آسمان کی طرف دیکھو، جب میں نے دیکھا تو کوئی حجاب نہ رہا، آسمان کے تمام فرشتے نماز ظہر کا فریضہ ادا کرنے میں مشغول تھے۔ آپ نے فرمایا، اب کیا کہتے ہو، کیا نماز ظہر کا وقت ہو گیا ہے؟ میں اپنے کلام پر پشیمان ہوا اور استغفار پڑھا، اور مدت تک اس سخن میں ڈوبا رہا۔

حالِ دل کی کیفیت: حضرت خواجہ ماقدس اللہ روحہٗ کے ایک درویش نے بیان کیا کہ کسی نے حضرت خواجہ علاء الحق والدین علیہ الرحمۃ والغفر ان سے سوال کیا، آپ کے نزدیک حال دل کی کیا کیفیت ہے، آپ نے فرمایا، یہ کیفیت مجھے معلوم نہیں۔ اس درویش نے کہا، ہمارے نزدیک تو دل تین روزہ چاند کی طرح ہے۔ حاضرین نے قصہ حضرت خواجہ تک پہنچا دیا، آپ نے فرمایا۔ اس درویش نے اپنے دل کی کیفیت بیان کی ہے، پھر اسی وقت آپ نے حضرت خواجہ علاء الحق والدین کو طلب فرمایا، اور ان پر کرم فرمایا، اور اپنا قدم مبارک ان کے قدم پر رکھا، ان پر ایک ''حال بزرگ'' نے تصرف کیا، بعد ازاں، حضرت خواجہ علاء الحق والدین اس حال سے واپس آئے، آپ نے فرمایا'' اب اس حال کی شرح بیان کرو، انہوں نے عرض کی،'' جمیع موجودات را در خود مشاہدہ کردم، میں نے تمام موجودات کو اپنے اندر دیکھ لیا ہے، حضرت خواجہ نے فرمایا، تیرے دل کی یہ نسبت ہے، اور جب تیرے دل کا یہ حال ہے تو تو اپنے حال دل کا کیسے ادراک کر سکتا ہے۔'' بزرگی دِل'' کی صفت بیان میں نہیں آسکتی، اس حدیث پاک ''لا یسعنی ارضی ولاسمائی و لکن یسعنی قلب عبدی المومن'' یعنی میں زمین و آسمان میں نہیں سما سکتا، لیکن اپنے عبد مومن کے دِل میں

Marfat.com

جلوہ گر ہوتا ہوں، کا راز وہی جانتا ہے جو دل کو پہچان لیتا ہے۔

نور ہی نور کے جلوے: منقول ہے کہ ایک روز شیخ شادی غدیوتی علیہ الرحمہ درویشوں کے ہمراہ غدیوت سے حضرت خواجہ ماقدس سرہ کی خدمت میں قصر عارفاں میں حاضر ہوئے، آپ "باغ مزار" کے نزدیک تھے۔ اور شیخ امیر حسین آپ کے سامنے زمین میں کپاس کی کاشت میں مشغول تھا۔ جب غدیوت کے درویش پہنچے، حضرت خواجہ، شیخ امیر حسین سے فرمانے لگے، اس سخن میں حق ہماری طرف ہے یا تیری طرف؟ شیخ امیر حسین نے کوئی بات نہ کی، آپ نے اسے ہیبت کی نظر سے دیکھا، وہ گر پڑا اور اس کا سر زمین اماج کی طرح جانے لگا اور اس کا سر اور گردن خاک پوشیدہ ہوگئی، اس کا سانس بالکل رک گیا۔ وہاں قریب ہی ایک درخت تھا۔ حضرت خواجہ نے اپنی پشت مبارک اس درخت کے ساتھ لگادی، شیخ شادی نے ایک درویش سے کہا کہ تو اس راہ میں مبتدی ہے تیرا سخن قبول ہوگا، تو حضرت خواجہ کے حضور شیخ امیر حسین کی طرف سے معافی مانگ، اس درویش نے حضرت خواجہ سے درخواست کی۔ آپ نے شیخ امیر حسین کے متعلق اس کی درخواست کو قبول فرمالیا۔ آپ شیخ امیر حسین کی طرف روانہ ہوئے۔ اتفاقاً کپاس کے کھیت کے کنارے دو آدمی کھڑے تھے۔ انہوں نے حضرت خواجہ کی طرف دیکھا، دریں اثنا حضرت خواجہ کی نظر ان پر پڑی، وہ بھی زمین پر جا گرے، حضرت خواجہ شیخ امیر حسین کے نزدیک پہنچے اور قدم مبارک کفش سے باہر نکالا اور اس کے سینے پر رکھا، وہ اسی وقت حرکت میں آگیا۔ اور بہت زیادہ رونے لگا۔ اس نے عذر پیش کیا، حضرت خواجہ نے اس سے فرمایا کہ "پانی میں آؤ"، یہ اشارہ "باغ مزار" کے حوض کی طرف کیا۔ اس درویش

Marfat.com

نے کہا کہ حضرت خواجہ نے مجھے فرمایا، تو دیکھ وہ دو آدمی کون تھے۔ میں ان کی جانب گیا، پھر میں نے آپ سے عرض کیا وہ محمد زاہد اور محمود یورتونی تھے۔ آپ نے کرم فرمایا اور ان کے نزدیک گئے اور تین مرتبہ آواز دی ''محمد'' محمد زاہد نے جواب دیا، اور اٹھ گیا۔ آپ نے اس سے پوچھا کہ تمہارا یہ حال کیوں ہوا؟ اس نے کہا میں نے آپ کی طرف نظر کی تھی، آپ کی ہیبت سے یہ حال واقع ہوگیا۔ پھر آپ باغ مزار میں آئے، شیخ امیر حسین چاہتا تھا کہ حوض میں داخل ہو جائے۔ جب وہ داخل ہوا اور غوطہ لگایا اور بہت دیر ٹھہرا رہا۔ حضرت خواجہ نے فرمایا کہ پانی سے سر باہر نکالو نہیں تو پھر وہی صفت پیدا ہو جائے گی۔ وہ بہت جلد پانی سے باہر آ گیا۔ اس قصے کو اس ضعیف نے ایک ناقل سے سنا، کہ میں نے شیخ امیر حسین سے پوچھا کہ پانی میں آپ کے توقف کا کیا سبب تھا، انہوں نے فرمایا جب میں نے غوطہ لگایا تو میری آنکھ کھل گئی، وہاں نہ پانی تھا نہ زمین و آسمان تھے۔ نہ ماہ و آفتاب تھے نہ شب و روز تھے، میں جدھر بھی نظر کرتا بے نہایت نور دکھائی دیتا تھا

ستاروں سے آگے جہاں اور بھی ہیں: ایک درویش عزیز نے نقل کیا ہے کہ ایک مرتبہ میں حضرت خواجہ ماقدس سرہ، کی صحبت شریف میں حاضر ہوا۔ آپ قصر عارفاں سے شہر بخارا کی طرف جا رہے تھے۔ ایک نزدیکی درویش آپ کے ہمرکاب تھے، آپ اس کی طرف متوجہ ہوئے اور اس فقیر کی جانب اشارہ کر کے فرمایا ''یہ مرد آسمان پر پرواز کریگا۔'' چند دن میں آپ کی صحبت شریف میں رہا۔ آپ کا وہ کلام میرے دل میں جاگزین تھا۔ جب مجھے اپنی ولایت کی طرف روانہ فرمایا تو حضرت خواجہ کی '' خاطر مبارک'' کی برکت سے میرے اندر ایک صفت بزرگ نے تصرف کیا۔ ایک دن میں

Marfat.com

ایک منزل میں نماز ادا کر رہا تھا، قعود میں تھا کہ حال عجب ظاہر ہوا۔ میں نے اپنے آپ کو دیکھا کہ میں آسمان کی طرف جا رہا ہوں۔ جہاں تک کہ اس جگہ جا پہنچا کہ جسکی تشریح سے تقریر عاجز تھی، وہاں نہ آسماں تھا اور نہ زمین تھی، نہ آفتاب تھا اور نہ چاند ستارے تھے۔

نگاہِ ولایت کا صدقہ: ایک درویش نے نقل کیا ہے کہ حضرت خواجہ ماقدس اللہ روحہ 'قصرِ عارفاں میں جلوہ گر تھے۔ آپ نے نمازِ عشا ادا فرمائی تھی اور مسجد کے دروازے پر کھڑے تھے، نماز عشاء باجماعت ادا کرنے والے گاؤں کے لوگ بھی حاضر تھے۔ اتفاقاً فصل بہار تھی۔ حضرت خواجہ نے مجھے اشارہ فرمایا کہ "تم شہر بخارا سے پارہء ترانگبین لے آؤ" میں آپ کی نظر سے بہت جلد روانہ ہو گیا۔ اتفاقاً ان دنوں (اس علاقے میں) بھیڑیے کا غلبہ تھا، اور مخلوق خدا تشویش کر رہی تھی۔ یہ مشہور تھا کہ اس نے بہت سے لوگوں کو ہلاک کر دیا ہے۔ راستے میں جب میں "پل علی سلیمان" پر پہنچا تو تین بھیڑیے مجھے ملے، اور انہوں نے مجھے نقصان پہنچانے کا ارادہ کیا۔ وہ میرے نزدیک آئے، اور اپنے منہ میری طرف کیے۔ لیکن وہ اپنے منہ کھول نہ سکے۔ میں شہر بخارا پہنچ گیا کہ ہنوز لوگ نماز عشاء ادا کر رہے تھے۔ میں بازار میں آیا، اور جہاں کوئی دکان ملی وہاں جا کر کہا حق تعالیٰ کے خاص بندوں میں سے ایک بندے کو ترانگبین چاہیے۔ یہاں تک کہ میں نے ترانگبین خرید لی، اور اسی وقت قصر عارفاں کی طرف متوجہ ہوا۔ جب میں نزدیک پہنچا تو بارش کا اثر پیدا ہوا۔ میں جلدی سے مسجد میں داخل ہو گیا، اس رات بہت زیادہ بارش ہوئی۔ صبح نمودار ہوئی تو لوگ مسجد میں حاضر ہوئے اور مجھے دیکھ کر ایک دوسرے سے کہنے لگے اس نے حضرت خواجہ کے حکم کی مخالفت کی ہے۔ اور یہ ترانگبین

Marfat.com

نہیں لا سکا۔

جب حضرت خواجہ نے نماز با جماعت ادا فرمائی تو میں نے ''ترانگبین'' آپ کی خدمت میں پیش کر دی، آپ نے فرمایا کیا راستے میں تمہیں بھیڑیے ملے تھے، میں نے کہا ہاں! لیکن وہ مجھے نقصان نہ پہنچا سکے۔ آپ نے فرمایا وہ نقصان کیسے پہنچاتے، ان کے منہ تو بند تھے، اہل مسجد ایک دوسرے سے آہستہ گفتگو کر رہے تھے، آپ نے فرمایا، تم لوگ کیا کر رہے ہو؟ وہ بولے ہمیں مشکل در پیش ہے، آپ نے فرمایا، اس کے متعلق سوال کرنا چاہیے، وہ بولے آج رات بہت بارش ہوئی مگر اس کا پوستین خشک رہا۔ میں نے کہا ''جب میں گاؤں کے قریب آیا تو بارش کا اثر پیدا ہوا تھا، اور میں جلدی سے مسجد میں داخل ہو گیا''۔ لوگ متحیر ہو گئے اور بولے، نماز عشاء کے فوراً بعد بارش ہونا شروع ہو گئی تھی، تو ایک فرسنگ کا راستہ کس طرح گیا اور آیا ہے۔ میں نے کہا ''مجھ پر تو راہ سعادت کھلی تھی، مجھے جانے اور نہ جانے سے کیا کام تھا۔

ولی کا علم اسرار: حضرت خواجہ ما قدس اللہ روحہٗ کے متبعین میں سے ایک درویش نے نقل فرمایا، میری حضرت خواجہ کے ساتھ وابستگی کا سبب یہ تھا کہ آپ باغ مزار میں تھے اور درویش ''بہ طریق اجتماع'' آپ کی عیادت کرنے آ رہے تھے، آپ نے اس ''حالت رنجوری'' میں بھی درویشوں کو اپنی ملاقات سے خوش کیا، اور بہت بشاشت ظاہر ہوئی۔ اتنی علالت کے باوجود بھی آپ درویشوں کے ہمراہ گئے۔ اور بکریاں لے کر آئے۔ ایک بکری آپ نے اپنے ''دوش مبارک'' پر اٹھا رکھی تھی، پھر آپ اپنا کھانا پکانے میں مشغول ہوئے۔ والحق، ان مکارم اخلاق کا مشاہدہ ہی میری محبت

Marfat.com

کا سبب بنا، پھر آپ نے مجھے ایک کام کیلئے اپنے گھر بھیجا، اور فرمایا کہ جب گاؤں آئے تو ہمارا گھر پوچھ لینا اور کسی بچے کو اندر بھیجنا کہ وہ دیگچہ اور کاسہ وغیرہ جو چیزیں کھانا پکانے کے کام آتی ہیں لے آئے۔ اور اگر کوئی بچہ نہ ملے تو دروازے پر آہستہ سے زنجیر مارنا۔ اور جو ہم نے کہا ہے وہ طلب کرنا اور جلدی واپس آنا۔ جب میں گاؤں پہنچا تو وہاں بیٹھی ہوئی ایک بوڑھی خاتون سے پوچھا، شیخ بہاؤالدین کی منزل کہاں ہے۔ وہ بوڑھی خاتون جفا کرتے ہوئے بولی اس گاؤں میں کوئی شیخ نہیں، ایک طرار اور جلاد ہے۔ اس کی منزل فلاں ہے۔ اس کے لفظوں سے میرا دل بہت خستہ ہوا۔ جیسے مجھے خواجہ صاحب نے تعلیم فرمائی تھی، میں نے دروازے پر زنجیر ماری اور کھانا پکانے کے اسباب لے کر آپ تک پہنچائے، آپ نے میری طرف نظر فرماتے ہوئے کہا، جیسا تو ہماری طرف سے گیا تھا، ویسا نہیں آیا اس تغیر کی کیا وجہ ہے۔ میں نے جو کچھ بوڑھی خاتون سے سنا تھا۔ آپ سے عرض کر دیا۔ آپ نے فرمایا، اب پھر جاؤ، اور دستر خوان لے کر آؤ، جب میں دوبارہ گاؤں پہنچا تو بوڑھی خاتون اور زیادہ جفا سے پیش آئی۔ اور بولی، یہ شخص کیسے شیخ ہو سکتا ہے۔ نہ ذکر کرتا ہے نہ سماع خلوت اپناتا ہے، اس کے اس سخن سے میں پہلے سخن سے بھی زیادہ خستہ حال ہوا۔ میں نے حضرت خواجہ کے گھر سے دستر خوان طلب کیا اور آپ کی خدمت میں پہنچایا۔ حضرت خواجہ نے فرمایا اس بار تو پہلے سے زیادہ متغیر ہو کر آیا ہے، میں نے سبب عرض کیا، آپ نے فرمایا، اس باغ سے باہر ہمارا ایک درویش امیر حسین زراعت میں مشغول ہے، اسے طلب کرو، شیخ امیر حسین حاضر ہوا، حضرت خواجہ نے فرمایا ''فلاں بوڑھی خاتون سے کہو، جلادی تو کرتی ہے اور تہمت ہم پر لگاتی ہے۔ اگر وہ کہے میں نے کون سی جلادی کی ہے تو کہنا کہ تو نے فلاں آدمی کے ساتھ فلاں ''کاہ دان'' میں

Marfat.com

برا فعل کیا تھا، جب اس کا اثر تجھ میں ظاہر ہوا تو لوگوں نے تجھے بدنام کرنا چاہا۔ اور تو نے اسے از خود نکال کر فلاں جگہ میں دفن کر دیا'' بعدہٗ مجھ سے فرمایا کہ تو امیر حسین کے پیچھے جا، اور یہ دیکھ کہ جو کچھ ہم سے سنا ہے وہی درست ہے۔؟ میں شیخ امیر حسین کے ساتھ اس ضعیفہ کے نزدیک پہنچا اور جو باتیں میں نے حضرت خواجہ سے سنیں تھیں، اس ضعیفہ سے کہیں، اس نے گریہ اور نالہ سے کام لیا اور نہایت عاجزی سے بولی، حق تعالیٰ کے بندے ان کاموں سے واقف ہوتے ہیں۔ میں نے برا کیا۔ اور اب میں توبہ کرتی ہوں۔ شیخ امیر نے کہا'' اگر حق تعالیٰ انہیں اطلاع نہ فرمائے تو وہ کیسے ظاہر کر سکتے ہیں۔'' ناقل نے کہا کہ'' ان احوال کے مشاہدے کے سبب حضرت خواجہ کے ساتھ مجھے مزید محبت ہوگئی۔''

ایک بزرگ نعمت: انہوں نے بیان کیا کہ حضرت خواجہ ماقدس اللہ روحہٗ اکثر فرمایا کرتے (تھے)'' اولیاء اللہ کی صحبت ایک بہت بزرگ نعمت ہے''۔

آنکس که بیافت دولتی یافت عظیم
آنکس که نیافت دردنا یافت بس است

اس نعمت سے دور رہنے کا سبب (کوئی) قصور ہے جو اس راہ پر چلنے والے سے سرزد ہو جاتا ہے، جس فرصت یہ بندۂ ضعیف سمرقند سے بخارا روانہ ہوا کہ حضرت خواجہ کی صحبت شریف دریافت کرے، آپ کے اصحاب کا یہ وظیفہ تھا کہ وہ حتیٰ الامکان حضرت خواجہ کے ہمراہ مسجد میں باجماعت نماز پڑھتے (تھے) خاص کر صبح کی نماز (ضرور پڑھتے تھے) ایک روز اس فقیر سے یہ وظیفہ فوت ہو گیا، اور میں اس سعادت سے مشرف

Marfat.com

نہ ہوسکا کہ صبح کی نماز آپ کی اس بابرکت جماعت کے ہمراہ گزار سکوں، میں زیر بار ہوا تو اسی وقت آپ کی طرف متوجہ ہوگیا، (دوسرے روز) میں نے چاہا کہ صبح کی نماز آپ کی مسجد میں ادا کروں، لیکن اب بھی پہلی رکعت با جماعت ادا نہ کرسکا تو بار اور زیادہ ہو گیا۔ اس کے بعد میں جلدی سے چلا کہ جب حضرت خواجہ مسجد سے باہر نکلیں تو آپ کو سلام عرض کروں، اب مجھ سے یہ دولت ضائع نہ ہوجائے، میں اسی معنیٰ کا منتظر رہا، پھر جب میں نے آپ کو سلام عرض کی تو آپ نے جواب دیا اور میرے کان میں آہستہ سے فرمایا ''جب کسی سے کوئی قصور واقع ہوجائے تو وہ دوستان حق کی صحبت سے دور ہو جاتا ہے،'' حضرت خواجہ نے یہ فرمایا تو میرا بار پہلے سے بھی زیادہ ہوگیا۔ میں اسی حال میں رہا کہ نماز ظہر ہوگئی۔ حضرت خواجہ اصحاب کے ہمراہ ایک دوست کے گھر تشریف لے گئے (تو وہاں) آپ نے اس ضعیف کو اپنے پاس بٹھا کر فرمایا ''حضرت عزیزان علیہ رحمۃ الرحمان سے پوچھا گیا ''مسبوق، قضائے مسبوقانہ کے لئے کس وقت اٹھے'' آپ نے فرمایا ''وقت صبح سے پہلے اٹھے تاکہ اس سے نماز با جماعت فوت نہ ہوجائے''

ہماری خواب گاہ یہاں ہوگی ایک درویش نے نقل کیا ہے کہ (ایک بار) میں ''نسف'' سے حضرت خواجہ ماقدس اللہ روحہٗ کی صحبت شریف کی دریافت کے لئے حاضر ہوا تو آپ باغ میں جلوہ فرماتے تھے جہاں اس وقت آپ کا مرقد منور ہے۔ آپ نے اولیا اللہ کی شان میں بہت سے کلمات ارشاد فرمائے، اور پھر فرمایا ''ہماری خواب گاہ یہاں ہو گی'' پھر آپ نے ایک جگہ کی طرف اشارہ فرمایا، آپ کا مرقد منور اب اسی جگہ ہے، یہ اشارہ آپ کے انتقال سے ایک مدت پہلے (ہوا) تھا۔

Marfat.com

الموت راحۃ المومن انہوں نے نقل کیا کہ جب کبھی کوئی عزیز فوت ہو جاتا تو حضرت خواجہ ماقدس اللہ روحہٗ یہ حدیث مبارک پڑھا کرتے کہ الموت راحۃ المومن، یعنی موت مومن کی راحت ہے۔ اس حدیث کی صحیح تاویل یہ ہے کہ موت حق جل لقاۂ کی ملاقات کا وسیلہ راحت ہے۔ چنانچہ حدیث پاک میں آیا ہے کہ لا راحۃ للمومن من دون لقاء اللہ تعالیٰ یعنی مومن کو حق تعالیٰ وتقدس کی ملاقات کے بغیر کوئی راحت نہیں ہوتی۔ وہ اس لئے کہ دنیا کے قید خانے میں بدن کے حجاب کی بقا کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی ملاقات کی دولت کا وصول ہونا ممکن نہیں۔ (اسکی) دلیل یہ ہے کہ الدنیا سجن المومن، دنیا مومن کے لئے قید خانہ ہے۔ لہٰذا اس راحت سے مشرف ہونے کے لئے موت کا ذائقہ چکھنا ضروری ہے۔ کیونکہ حدیث پاک میں وارد ہے والموت دون اللقاء۔ منقول ہے کہ حضرت خواجہ موت کو بہت یاد فرمایا کرتے تھے۔ خصوصاً زندگی کے آخر میں فرمایا کرتے تھے "دوست تو چلے گئے، وہ عالم بہت زیادہ خوش ہے" اس کے بعد خواجگان کرام کا ذکر کیا کرتے، پھر (اسکے بعد) جلد ہی آپ رحلت فرما گئے، یہاں حدیث صحیح میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا حضرت پیغمبر ﷺ کے طریق زندگی اور احوال (بندگی) کو روایت فرماتی ہیں، مذکور ہے (حضور ﷺ نے فرمایا) یاعائشۃ اخوانی من اولی العزم والرسل قد صبروا علی ما ھوا شد من ھذا فھضوا علیٰ حالھم فقدموا علی ربھم فاکرم مآبھم و اجزل ثوابھم (الی قولہٖ) وما من شی احب الی من اللحوق باخلائی واخوانی، قالت عائشۃ واللہ ما استکمل بعد ذالک جمعۃ حتیٰ قبض اللہ تعالیٰ

Marfat.com

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضرت رسول اللہ ﷺ نے کبھی سیر ہو کر کھانا نہ کھایا تو میں نے درخواست کی، آپ نے فرمایا ''اے عائشہ عزم والوں اور رسولوں میں سے میرے بھائیوں نے اس سے بھی سخت تر کاموں پر صبر اختیار کیا۔ اور اپنے اسی حال پر اس دنیا سے چلے گئے اور حضرت پروردگار کے حضور پہنچ گئے، پس اس نے ان کو ''ثواب بزرگ'' اور ''نیک بازگشت'' عطا فرمائی لہذا مجھے اپنے دوستوں اور بھائیوں کے ساتھ ملنے سے کوئی چیز زیادہ عزیز نہیں ہے۔ آپ فرماتی ہیں ''اس کے بعد حضور پرنور ﷺ پورا ایک ہفتہ بھی اس دنیا میں نہ رہے، کہ اس عالم سے حق تعالیٰ وتقدس کے جوار لطف میں انتقال فرما گئے۔

قبر مبارک میں حوروں کو کیا جواب دیا: برکت زمان، قطب عزلتیان القدس حضرت عبدالوہاب سے منقول ہے کہ جب حضرت خواجہ ماقدس اللہ روحہٗ کو لوگوں نے دفن فرمایا تو آپ کے روئے مبارک کی طرف سے القبر روضۃ من ریاض الجنۃ' یعنی قبر جنت کی کیاریوں میں سے ایک کیاری ہے۔ کے حکم کے مطابق آپ کی قبر منور میں ایک دریچۂ جنت کھل گیا۔ اور دو حوریں اندر داخل ہوئیں، انہوں نے سلام عرض کیا اور کہا ''ہم آپ کی ملکیت ہیں، جس وقت سے حضرت کریم مطلق جلت الطافہ نے ہمیں تخلیق فرمایا ہے، ہم آپ کی خدمت کی منتظر ہیں'' حضرت خواجہ نے فرمایا ''میرا حضرت حق سبحانہٗ وتعالیٰ سے وعدہ ہے کہ جب تک میں اسکے بے چون اور بے چگون دیدار سے مشرف نہ ہو جاؤں اور ان تمام لوگوں کی جو مجھ سے پیوستہ رہے ہیں اور جنھوں نے مجھ سے کوئی کلمہ حق سنا ہے اور اس پر عمل کیا ہے، کی شفاعت نہ کرلوں، میں کسی چیز اور کسی

Marfat.com

شخص کی طرف ہرگز مشغول نہ ہوں گا“

اہل اللہ زندہ ہیں: ایک دانشمند نے نقل کیا کہ جس وقت حضرت خواجہ ماقدس اللہ روحہٗ نے دار فنا سے دار بقا کی طرف رحلت فرمائی، میں ”ولایت کش“ میں تھا، جب مجھے یہ خبر موصول ہوئی تو بہت زیادہ شکستہ خاطر ہوا۔ میں نے اپنے آپ سے کہا کہ دوبارہ مدرسہ میں چلا جاؤں، میں نے اسی شام حضرت خواجہ کو خواب میں دیکھا کہ یہ آیت پڑھ رہے ہیں“ افائن مات او قتل انقلبتم علیٰ اعقابکم“یعنی اگر محمد مصطفےٰ دنیا سے چلے جائیں یا شہید کردیئے جائیں تو کیا تم واپس پلٹ جاؤ گے، (آل عمران ۱۴۴) اور فرما رہے ہیں ”زید بن حارثہ نے کہا ہے“

جب میں اس خواب سے بیدار ہوا تو حضرت خواجہ کے اشارے کو سمجھ گیا کہ آپ روحانیت کے سبب سے جن سب فقیروں پہ توجہ فرماتے تھے اسی طرح اب بھی عنایت فرمائیں گے، لیکن جو آپ نے فرمایا ”زید بن حارثہ نے کہا ہے“ میں نے اس (جملے کا مطلب) معلوم نہ کیا، اس (واقعے) کے نزدیک ہی میں نے پھر حضرت خواجہ کو خواب میں دیکھا تو آپ نے فرمایا ’قال زید بن حارثہ الدین واحد“، زید بن حارثہ نے کہا ہے کہ دین تو ایک ہی ہے، حضرت خواجہ کا یہ اشارہ ہمیشہ میرے دل میں رہتا تھا، یہ خواب آپ کی حقانیت کی دلیل ہے کہ حضرت حق جل جلالہٗ کے بندے حیات وممات میں راہ راست پر دلالت کرتے ہیں اور جو کچھ کھاتے ہیں وہ کتاب وسنت اور آثار صحابہ رضوان اللہ علیہم اور سلف صالح کی سیرتوں سے (ثابت) ہوتا ہے۔ قدس اللہ روحہ‘ و افاض علینا من برکاتہٖ

Marfat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حضرت بابا

فریدالدین مسعود گنج شکر

رحمۃ اللہ علیہ

Marfat.com

ولادت وجاہت: حضرت بابا فرید الدین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ ارض ہند کے مشاہیر اولیاء میں سے ہیں، آپ کے دادا شیخ شعیب اہل وعیال سمیت کابل سے لاہور آئے تھے، چونکہ فضلائے عصر سے تھے، اس لئے قاضی مقرر ہوئے، ان کے بعد آپ کے والد حضرت شیخ سلیمان بھی قاضی ہوئے۔

آپ کی والدہ صاحبہ بی بی قرسم خاتون بنت مولانا وجیہ الدین، بڑی بزرگ اور صاحب ولایت تھیں، آپ مادرزاد ولی تھے، ایک دفعہ کہیں آپ کی والدہ نے دوران حمل میں ہمسائی کی بیری کا ایک بیر کھا لیا تھا، اسی وقت شکم مبارک میں درد پیدا ہو گیا، جسے آپ نے بڑے ہو کر ایک دفعہ بتا بھی دیا تھا، شہر میں رمضان کے چاند کے متعلق ابر کے باعث کچھ اشتباہ تھا، ایک ابدال نے لوگوں سے کہا، مطمئن رہو آج کی شب قاضی صاحب کے ہاں بچہ ہوگا۔ جو آگے چل کر قطب وقت بنے گا۔ اگر اس نے صبح کو دودھ نہ پیا تو روزہ رکھنا۔ چنانچہ آپ نے دودھ نہ پیا اور سب نے روزہ رکھا، رمضان بھر یہی عالم رہا کہ آپ دن بھر دودھ نہ پیتے (سیر السالکین) چار برس کے ہوئے تو مکتب میں بٹھائے گئے اور قلیل وقفہ مدت ہی میں تمام ضروری علوم سے فراغت پائی۔ (سیر الاخیار ص ۳۵۷)

بارگاہ شیخ میں: ایک روز آپ ملتان کی مسجد مولانا منہاج الدین میں بیٹھے کتاب نافع پڑھ رہے تھے۔ وہیں قطب الاقطاب حضرت خواجہ بختیار کاکی تشریف لے آئے۔ مرید ہو کر ساتھ ہوئے۔ فرمایا، تکمیل علوم کے بعد میرے پاس آنا۔ یہ سنتے ہی آپ قندہار آئے۔ کچھ عرصہ یہاں پڑھنے کے بعد دار العلوم بغداد میں ایک مدت علم حاصل کرتے رہے اور سند فضیلت حاصل کر لی۔ اس مدت میں آپ حضرت شیخ شہاب الدین

Marfat.com

سہروردی رحمۃ اللہ علیہ، شیخ بہاؤالدین حموی رحمۃ اللہ علیہ، شیخ احدالدین کرمانی رحمۃ اللہ علیہ، شیخ سیف الدین باخضری رحمۃ اللہ علیہ اور شیخ بابا فریدالدین محمد نیشاپوری کی خدمت میں برابر حاضر ہوتے اور فیض پاتے رہے۔ اس کے بعد اپنے مرشد گرامی کے پاس دہلی آ گئے، خود ہی فرمایا کرتے تھے کہ میں شیخ الشیوخ حضرت شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ کی صحبت میں رہا۔ دس ہزار دینار سے کم روزانہ فتوح نہ تھی۔ مگر سب راہ خدا میں روز لٹا دیتے تھے، شیخ سیف الدین باخضری رحمۃ اللہ علیہ نے دیکھ کر فرمایا، یہ مشائخ روزگار میں سے ہوگا۔ اور اولاد و مرید بہ کثرت ہونگے۔ اسی طرح آپ بخارا، بلخ، نیشاپور، بدخشان اور ہرات ہوتے ہوئے ملتان آئے اور یہاں شیخ الاسلام حضرت بہاؤالدین زکریا سہروردی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس قیام کیا۔ (سیر الاخیار ص ۳۵۸)

مجاہدات اور ریاضات: ظاہر ہے کہ اتنے بزرگوں کی صحبت و فیوض ہی نے آپ کو کہیں سے کہیں پہنچا دیا ہوگا۔ اور واقعی پہنچ گئے تھے۔ مگر آپ کو یگانہ روزگار بننا تھا۔ اس لئے مرشد گرامی نے آپ کو مجاہدات کی ہدایت کی، دروازہ غزنوی کے برابر جو برج تھا۔ اسی میں مصروف مجاہدہ ہو گئے، ہفتہ میں ایک دن قطب الاقطاب سے ملنے جایا کرتے تھے۔ پھر قطب صاحب نے روزہ رکھوا دیا کہ جب غیب سے ملے تو کھانا، چھ روز گزر گئے تھے۔ بھوک سے بے حال تھے کہ سنگریزوں کو اٹھا کر اضطراب میں منہ میں رکھ لیا تو وہ شکر ہو گئے، اسی روز سے شکر گنج خطاب ہوا۔ (سیر الاولیاء)

اس کے بعد بھی آپ چلے کرتے رہے۔ جن کے باعث اتنے کمزور ہو گئے کہ جب خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ دہلی تشریف لائے اور آپ کو دیکھا تو آپ کی تعظیم کو

Marfat.com

کھڑے نہ ہو سکے، گر پڑے اور رقت طاری ہو گئی۔ خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ کی شان رحم و کرم مشہور ہے۔ رحم آ گیا۔ فرمایا، بختیار اس جوان کو کب تک مجاہدات میں جلائے گا۔ اب کچھ عطا کر۔ عرض کی آپ کے سامنے میری کیا مجال ہے۔ چنانچہ دونوں بزرگوں نے آپ کو درمیان میں لے کر اللہ سے دعا کی، اسم اعظم بتایا اور دولت کونین بخش دی، پھر کیا تھا، تجلی زار انوار بن گئے، خواجہ قطب الاقطاب رحمۃ اللہ علیہ نے خرقہ خلافت، عصا و مصلیٰ، نعلین چوبین اور دیگر تبرکات بھی آپ کو عطا کر کے اپنا جانشین مقرر کیا اور یہ امانت حضرت قاضی حمید الدین ناگوری کے سپرد کر کے وصال پایا۔ جو آپ کے تشریف لانے پر آپ کے حوالے کر دی گئی۔ لکھا ہے کہ آپ کئی سال تو جنگلوں میں پھرتے، مجاہدات کرتے اور کھاتے پیتے رہے۔ اور ایسے ایسے مجاہدات کئے، جن کے سننے سے دل لرز جاتا ہے۔

(سیر الاخیار ص ۳۵۹)

مکشوفات: مجاہدات کی فراوانی اور عشق الٰہی کی جولانی نے آپ کو خلوت پسند بنا دیا تھا، جہاں پہنچے خلقت ہجوم کرتی۔ چنانچہ آپ ہانسی سے لاہور اور وہاں سے اجودھن پہنچ گئے۔ جو اس وقت ایک غیر معروف قصبہ تھا۔ یہاں ایک زبردست اور صاحب استدراج جادوگر رہتا تھا، جو صرف آٹھویں روز دودھ پیتا تھا۔ شہر والے اپنے اپنے گھروں سے دودھ لا دیتے اور وہ جادو کے زور سے سب چڑھا جاتا۔ بڑا شہرہ تھا۔ روحانیت بھی تھی۔ جوگ کے متعدد مقامات طے کر چکا تھا۔ لیکن بعض مقامات نہ کھلتے تھے۔ اس کا نام شنبھو ناتھ تھا۔ آپ کا شہرہ سن کر وہ بھی آیا اور خیال کیا کہ اگر یہ فقیر کامل ہے تو میرے کانوں کے مندرے خود بخود نکل جائیں گے۔ چنانچہ سامنے پہنچتے ہی ایسا ہی ہوا۔ پھر سوچا یہ ان مندروں کو باآور کر دیں تو سمجھوں۔ آپ نے نور باطن سے معلوم کر

Marfat.com

کے انہیں مٹی میں دبا دیا اور اسی وقت شاخیں پیدا ہو گئیں۔ بولا معتقد تو ہو گیا اب روحانیت دیکھنی ہے۔ میں غائب ہوتا ہوں۔ آپ مجھے ڈھونڈ نکالیں، چادر اوڑھ کر لیٹا تو روح پرواز کر گئی۔ حضرت بابا نے فرمایا، ٹھہر آگے تیرا گزر نہ ہوگا کہ وہ مقام اہل ایمان کا ہے۔ چنانچہ آپ اس کی روح کو پکڑ کر لائے۔ وہ اٹھ بیٹھا۔ اللہ تعالیٰ کی دین ملاحظہ ہو، یہی کافر ازلی مرید ہو کر درجہ ولایت پر فائز ہوتا ہے۔ اور آپ اسے سیرستان کا شاہ ولایت مقرر فرماتے ہیں۔ نہ صرف وہ جوگی بلکہ اس کے تمام چیلے بھی مسلمان ہو کر اولیا بن جاتے ہیں۔ (اقتباس الانوار)

☆......ایک جوان مرید ہونے کے لیے چلا۔ راستہ میں ایک حسین و جمیل عورت مل گئی۔ رات کو خلوت میں گئے، تو اچانک ایک شخص نے غائب سے نمودار ہو کر تمانچہ مارا، بے ادب مرید ہونے جا رہا ہے اور راہ میں گناہ کے ارتکاب پر آمادہ ہے، اس نے توبہ کی، اجودھن پہنچا تو فرمایا، شکر ہے کہ تجھے ایک فاحشہ کے مکر سے نجات ملی۔ (سیر المشائخ)

☆......صاحبزادہ شہاب الدین نے قاضی اجودھن کی شکایت کی کہ مجھے بہت برا بھلا کہا ہے، بے عزتی کی ہے۔ آپ کو غصہ جو آیا، عصا زمین پر دے مارا۔ اسی وقت قاضی کے پیٹ میں درد شروع ہو گیا۔ معافی کے لیے آ رہا تھا کہ راستہ میں مر گیا۔ (تاریخ فرشتہ)

☆...... آپ کے خرید کردہ قطع زمین پر ایک شخص نے ملکیت کا دعویٰ کیا۔ حاکم دیپالپور نے طلب کیا۔ لکھا، قصبہ والوں سے تحقیق کر لو۔ حکم دیا حاضری ضروری ہے۔ فرمایا اس گردن شکستہ سے کہو کہ ہمارے پاس نہ سند ہے اور نہ گواہ، اعتبار نہیں تو متنازعہ زمین سے خود پوچھ لے، ہزار لوگوں کے سامنے زمین نے خود کو آپکی ملکیت بتایا۔ حاکم متعجب ہوا۔ پھر گرا اور گردن ٹوٹ گئی اور مر گیا۔ (خزینۃ الاصفیاء)

Marfat.com

☆......آپ کا دوست محمد شاہ رنجیدہ نظر آیا۔ پوچھا تو کہا کہ بھائی کو نزع کے عالم میں چھوڑ کر آیا ہوں۔ فرمایا، جا تیرا بھائی اچھا ہو گیا ہے۔ (راحت القلوب)

☆...... حسن قوال نے لڑکی کی شادی کے لیے کچھ مانگا تو فرمایا جانتا ہے، میرے پاس دینے کو تو کچھ بھی نہیں۔ بولا اس اینٹ کو کہہ دیجئے اٹھا لے۔ آپ چپ رہے۔ پھر فرمایا کہ اٹھا لے، وہ سونے کی ہو گئی۔ اسی طرح تین اینٹیں اٹھا لیں، تینوں سونے کی ہو گئیں۔

☆......دیپال پور کے حملے میں فوج کے آدمی ایک تیلی کی خوبصورت بیوی کو پکڑ کر لے گئے، یہ روتا ہوا آیا۔ فرمایا تین روز میرے پاس رہ۔ اللہ تعالیٰ مالک ہے۔ اسی روز ایک عہدے دار نے آ کر عرض کی کہ مجھ پر عتاب شاہی ہوا ہے۔ دعا کیجئے۔ فرمایا جو انعام وغیرہ ملے اس تیلی کو آ کر دے دینا۔ وہ تیلی کو ہمراہ لیکر حاکم دیپال پور کے پاس گیا۔ بحال کر دیا گیا اور خلعت دے کر ایک خوبصورت کنیز انعاماً عطا کی۔ عہدے دار نے سب کچھ تیلی کو دے دیا۔ دیکھا وہ کنیز اس کی بیوی تھی۔ دونوں نے سجدہ شکر ادا کیا اور فقیر ہو کر آپ کی خدمت میں آ رہے ہے۔ (سیر الاخیار ص ۳۶۰)

سلطان بلبن پر بارش کرم: سلطان ناصر الدین اوچ اور ملتان پر لشکر کشی کے سلسلے میں قدمبوسی کے لیے اجودھن میں بھی حاضر ہوا۔ اس کے بعد چار گاؤں کی سند اور کچھ زر نقد لے کر بلبن کو بھیجا۔ زر نقد تو اسی وقت تقسیم کر دیا، سندیں واپس کر دیں کہ اس کے مستحق وطالب نہیں۔ پشت پر لکھوایا

شاہ مارا دیہہ دہد منت نہد!
رازق ما رزق بے منت دہد!

Marfat.com

اسی وقت بلبن نے سوچا، سلطان لاولد ہے، کیا اچھا ہو کہ حضرت کی دعا سے بادشاہی مجھے ہی مل جائے کہ وہ آپ کا مرید بھی تھا۔ آپ نے نظر اٹھا کر فرمایا

فریدون فرخ فرشتہ نہ بود

زعود و زعنبر سرشتہ نہ بود

زداد و دہش یافتہ او نیکوئی

تو داد و دہش کن فریدوں توئی (سیر الاولیاء)

چنانچہ بلبن کو سلطنت مل گئی۔ کچھ عرصہ کے بعد سلطان غیاث الدین بلبن اپنے مرشد کی زیارت کیلئے حاضر ہوا۔ اور عرض کی کہ بندہ تو کئی بار شرف زیارت سے سعادت اندوز ہو چکا ہے۔ مگر بیگمات کو زیارت کی آرزو بے تاب بنائے ہوئے ہے۔ بندہ نوازی ہو گی، اگر دہلی تشریف لے چلیں۔ فرمایا فقیروں کی تو یہ سنت نہیں کہ امرا کے گھر جائیں۔ مگر مشیت ایزدی میں چارہ نہیں، دہلی پہنچ کر حرم سرائے شاہی میں قدم رکھا۔ عالی بخت ہزیرہ بانو دختر سلطان ڈیوڑھی پر مؤدب کھڑی تھیں، نظر جو پڑی۔ پوچھا کون ہے، کہا غلام زادی ہے۔ خاموش ہو گئے اور کچھ دیر بیگمات کو زیارت کرا کے چلے آئے، سلطان نے وزیر سے تمام واقعہ کہہ کر حکم دیا۔ میل خاطر معلوم ہوتا ہے۔ جا اور عرض کر کہ ارشاد ہو تو غلام زادی خدمت کیلئے حاضر ہو جائے۔ حضرت نے وزیر سے کہا، میرا تو ارادہ نہ تھا مگر پیہم حکم خداوندی ہو رہا ہے کہ میرے حبیب کی سنت ادا کر محل میں گیا تو پھر حکم ہوا کہ سر اونچا کر کے دیکھ۔ اسی سے تیرا عقد ہو گا۔ اس لئے دیر تک دیکھتا رہا۔ مجبور ہوں نکاح کرتا ہوں۔ منظور ہے۔ چنانچہ نکاح ہو گیا۔ تین رات یہی صورت رہی کہ آپ ایک گوشے میں مصلیٰ بچھا کر رات بھر نماز میں مصروف رہتے اور دلہن مؤدب

Marfat.com

کھڑی رہتیں، چوتھے روز شب کوعرض کی کہ کنیز سے کیا قصور ہوا جو توجہ نہیں ہوتی ؟ فرمایا فقیر کی رضا مندی خدا کی رضا مندی ہے۔ رضائے حق درکار ہے تو دنیا ترک کر کے درویشی لباس پہن چنانچہ دلہن نے سب مال لٹا دیا، تین روز تک بادشاہ اتنا ہی دیتا رہا اور آپ راہ خدا میں لٹاتی رہیں۔ عرض کی کہ باپ بادشاہ ہے، میں افلاس کا لباس پہن چکی ہوں۔ انھیں گوارا نہ ہوگا، اب آپ اجودھن ہی چلیں اور وہیں عبادت کریں، اللہ اللہ بادشاہ وقت کی حسین ونوجوان دختر اور یہ عجز اور فقر واطاعت۔ اللہ کی دین ہے۔

(سیر الاخیار ص ۳۶۱)

اخلاق ومعاشرت: اللہ تعالیٰ کو ہزیرہ بانو رحمۃ اللہ علیہا کی یہ فقیرانہ ادا بھا گئی اور حضرت کی تمام اولاد آپ ہی سے ہوئی اور بڑی نسل پھیلی۔ چھ بیٹے اور تین بیٹیاں ان سے پیدا ہوئیں، صاحب سیر الاقطاب لکھتے ہیں کہ حضرت کی تین بیویاں تھیں ایک ہزیرہ بانو دوسری سارہ اور تیسری شکرو یہ اور شادی دہلی میں ہوئی تھی، جب کہ آپ بعد وصال مرشد وہاں قیام پذیر رہے تھے، مگر درست یہی معلوم ہوتا ہے کہ شادی بعد میں ہوئی اور آپ اجودہن سے تشریف لائے، تعمیر روضہ حضرت غوث پاک کے وقت آپ بغداد ہی میں تھے، ہر روز مزدوری کرتے اور مزدوری ملتے ہی غائب ہو جاتے، صاحبزادہ محترم سید عبدالرزاق متعجب تھے، ایک شب حکم ہوا کہ یہ مزدور نہیں فرید مسعود ہے، برائے حصول سعادت آیا ہے، اس کی عزت ودعوت کرو اور بہ اکرام واپس بھیجو (خلاصۃ القادریہ)

وصال باکمال: شب ماہ محرم تھی کہ نماز عشاء ادا کی، فرط ضعف سے بے ہوش ہو گئے، ہوش آیا تو بھول گئے، دوبارہ نماز پڑھی، اس کے بعد یا حی، یا قیوم کہتے ہوئے

Marfat.com

واصل بحق ہو گئے، پچانوے سال کی عمر ہوئی، پاک پتن میں مزار گہر بار زیارت گاہ خلائق ہے، ہر سال عظیم الشان عرس ہوتا ہے، سات برس کی عمر میں کرامت کا اظہار شروع ہو گیا تھا، پندرہ برس کی عمر میں مرید ہوئے، پیر کے انتقال کے بعد تیس سال تک زندہ رہے۔ (سیرۃ الاولیا)

اجودھن میں جو پاک پتن کہلاتا ہے، جامع مسجد کے قریب ہی مکان بنوالیا تھا مگر آپ کا زیادہ وقت مسجد ہی میں گزرتا تھا مدت تک کریر کے درختوں کے سائے میں رہے انہیں کے پتوں پر گزر ہوئی نہ صرف آپ کا بلکہ تمام اہل وعیال کا گزر بھی پیلو یا گل کریر پر تھا اور وہ بھی پیٹ بھر کر نہ ملتا تھا، پھر وسیع لنگر جاری کر دیا، جس سے ہزار ہا مخلوق فیض اندوز ہوتی تھی۔ سلطان المشائخ آپ کی خدمت میں رہے، فرمایا کرتے تھے، جس روز گلہائے کریر مجھے پیٹ بھر کر مل جاتے تھے، سمجھتا کہ وہ روز روز عید سے کم نہیں، فتوحات بہت زیادہ تھیں، نذرانے بہت ملتے تھے مگر سب کچھ راہ خدا میں مساکین کو تقسیم کر دیا کرتے تھے۔ آپ کے گھر میں تنگی اور فقر و فاقہ ہی رہا، یہی حالت حضرت قطب الاقطاب کی تھی، ہمیشہ دن کو روزہ رکھا کرتے، چند دانہ ہائے مویز ایک پیالہ پانی میں تر کر دیئے جاتے اور آبِ زلال پی لیا کرتے۔ سحری کے وقت دو خشک روٹیاں آتیں، تھوڑی کھا کر باقی درویشوں کو تقسیم کر دیا کرتے۔ بعد افطار روزہ کے ہر قسم کا کھانا سامنے حاضر ہوتا۔ مگر خود ہی کم ہاتھ ڈالتے، سب دوسروں کو کھلا دیتے، کسی کام میں عار نہ تھا۔ (سیر الاخیار ص ۳۶۳)

ایک دفعہ آپ ہی روٹیاں پکا کر درویشوں کے لئے لے آئے۔ حضرت بہاؤالدین زکریا ملتانی سے بہت دوستی تھی۔ آمد و رفت بھی رہتی تھی۔ نہایت کریم النفس

Marfat.com

متواضع، خلیق اور رحمدل بزرگ تھے۔ استغراقی حالت طاری رہتی تھی، عالم طیر ہی میں ہر جگہ پہنچ کر سیر کر آتے تھے۔

تعلیمات وفیوضات: فرمایا، اللہ تعالیٰ سے معاملہ درست رکھنا چاہیے۔ وہ جب دیتا ہے اسے کوئی نہیں چھین سکتا اور جب وہ لے لیتا ہے تو کوئی دلا نہیں سکتا، فرمایا، جو شخص تمام دنیا کو دشمن بنانا چاہے، تکبر اختیار کرے، جو اپنی عزت و اعتبار گنوانا چاہے، وہ غمازی و دروغ گوئی اختیار کرے' فرمایا، درویش کو چاہیے کہ ظاہری تزئین و آرائش میں کوشش نہ کرے اور دنیوی عزت کیلئے خود کو اللہ کے سامنے بے قدر نہ بنائے۔ فرمایا سائل کو ہرگز نہ جھڑکے جو میسر ہو دیدے، نہ ہو تو نرمی سے منع کردے، برا بھلا نہ کہے۔

فرمایا، دشمن کے ساتھ دوست ہو، دوستی میں اس سے بے خوف نہ رہنا چاہیے۔ جیسا کہ نفس و شیطان ہے، جو تجھ سے ڈرے تو بھی اس سے ڈرتا رہ، اہل اللہ کی صحبت کو غنیمت سمجھ اور ان کے ملفوظات اور سیرتوں کا مطالعہ کرتا رہ۔ مردان خدا جہاں بھی ہیں وہیں کعبہ اور وہیں بیت المقدس اور عرش و کرسی ہیں، جو کچھ اللہ نے پیدا کیا ہے سب ان کے پیش نظر رہتا ہے۔

تبلیغی مقاصد ہر وقت آپ کے بھی پیش نظر رہتے تھے، آپ کی خانقاہ سے ہزارہا اولیاء اللہ پیدا ہو کر اطراف عالم میں پھیلے اور ہدایت خلق میں مصروف ہوئے جواہر فریدی میں تو آپ کے خلفاء کی تعداد پچاس ہزار تک بتائی گئی ہے۔ شیخ منتخب الدین چشتی کو کفر و بدعت کی بیخ کنی کے لئے آپ نے دیوگری (دکن) میں متعین کیا تھا۔ آپ ہی نے وہاں پہنچ کر چراغ اسلام روشن کیا، منکرین آپ کی دعا سے پتھر ہو

Marfat.com

گئے۔ مزار بھی دیوگری ہی میں ہے، ان کے بعد سلطان المشائخ نے آپ کے بھائی شیخ برہان الدین غریب کو وہاں معمور کیا اور ان کی سعی سے اسلام پھیل گیا، ہر جگہ ایسے ہی بزرگ متعین تھے۔ بابا صاحب کے ہاتھ پر ہزار ہا ہندو مسلمان ہوئے اور اس علاقہ کے لوگوں کو لوائے اسلام کے نیچے جمع کر لیا۔

☆......☆......☆

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حضرت خواجہ

سخی شہباز قلندر مروندی

رحمۃ اللہ علیہ

Marfat.com

وادی مہران کو سلام عقیدت پیش کرتے ہیں جسے باب الاسلام ہونے کا شرف حاصل ہے۔ جس کے وجود میں اسلامی مراکز آج بھی بلند و بالا مینار کی طرح کھڑے، گذرے ہوئے حسین لمحات کی یاد تازہ کرتے ہیں، ایسے چند مقامات میں سیوستان (سیوھن)، ٹھٹھ، روہڑی، نیرون کوٹ (حیدرآباد) بکھر (سکھر)، بھٹ شاہ، بالا، مٹیاری، بلڑی اور پیر جو گوٹھ وغیرہ شامل ہیں۔ جن کے بطن اقدس میں ان گنت محبوبان خدا، صحابہ کرام، تابعین، تبع تابعین، اغواث، اقطاب، نجفا، اخیار، ابدال، اوتاد، علماء ربانین، فقہاء احناف، محدثین، مفسرین اور محققین آرام فرما ہیں۔

ایسی ہی ایک عظیم ہستی سیوھن شریف (ضلع دادو سندھ) میں آرام فرما ہیں جنھیں دنیا شہباز ولایت، مخدوم اولیاء، سید الاصفیاء، امام الاتقیاء، حضرت حافظ سید محمد عثمان مروندی سیوھانی سرکار المعروف لال شہباز قدس سرہ الاقدس کے نام پاک سے جانتی ہے۔ برصغیر میں آپ کو بڑی شہرت، عقیدت اور محبت حاصل ہے، سیوھن سندھ کا عظیم روحانی مرکز ہے جہاں ہر وقت میلے کا سماں ہوتا ہے، آپ کی روحانی مدد سے آپ کی سوانح کے متعلق جو تحقیق ہوسکی وہ درج ذیل ہے۔ اللہ تعالیٰ ہماری کوشش کو مقبول و منظور فرمائے۔ (شہباز ولایت ص۹)

بشارت: آپ کے والد ماجد حضرت سید محمد کبیر الدین احمد شاہ قدس سرہ کے ہاں کوئی اولاد نہیں ہوتی تھی اور وہ قطع نسل کے خیال سے سخت پریشان رہتے تھے۔ چنانچہ ایک خواب میں انھوں نے امیر المومنیں حضرت علی المرتضیٰ حیدر کرار رضی اللہ عنہ کو دیکھا اور عرض کیا کہ امیر المومنین آپ میرے حق میں اولاد کے لئے اللہ تعالیٰ سے دعا

Marfat.com

کیجیے کہ وہ مجھے فرزند عطا فرمائے۔ حضرت شیر خدا علی المرتضی رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا: احمد! اللہ تعالیٰ تم کو بیٹا عطا فرمائے گا مگر میری ایک بات یاد رکھنا کہ جب فرزند تولد ہو تو اس کا نام "محمد عثمان" رکھنا اور جب وہ تین سو چوراسی دن کا ہو جائے تو اس کو لے کر مدینہ منورہ حاضری دینا اور حضور ﷺ کے حضور سلام کے بعد حضرت سیدنا عثمان غنی ذوالنورین رضی اللہ عنہ کے مزار پر لے جانا اور سلام عرض کرنا، چنانچہ والد صاحب نے حسب وصیت ایسا ہی کیا۔ (لال شہباز قلندر صفحہ ۵۴)

ولادت باسعادت: حضرت شہباز قلندر چھٹی صدی ہجری کے آخر میں تبریز (آذربائیجان) کے قریب ایک گاؤں مروند میں ۵۷۳ھ، ۱۱۷۷ء میں پیدا ہوئے اور وہیں تعلیم و تربیت حاصل کی۔

پیدائشی وطن: لب تاریخ سندھ صفحہ ۷، موج کوثر صفحہ ۳۳۱ پر شیخ اکرام نے آپ کے پیدائشی وطن کا نام مرند لکھا ہے اور اس کا جائے وقوع تبریز کے قریب بتایا ہے۔

(شہباز ولایت بحوالہ تذکرہ صوفیائے سندھ صفحہ ۱۹۹)

نسب نامہ: آپ صحیح النسب سادات میں سے ہیں اور حضرت سیدنا امام محمد جعفر صادق رضی اللہ عنہ کی اولاد سے ہیں، سلسلہ نسب یہ ہے:

حضرت سید محمد عثمان مروندی ابن حضرت سید کبیر ابن حضرت سید شمس الدین ابن حضرت سید نور شاہ ابن حضرت سید محمد احمد شاہ ابن حضرت سید ھادی شاہ ابن حضرت سید مہدی شاہ ابن حضرت منتخب شاہ ابن حضرت سید غالب شاہ ابن حضرت سید منصور شاہ ابن حضرت سید امام اسمٰعیل ابن حضرت امام محمد تقی ابن حضرت امام جعفر صادق (رضوان اللہ

Marfat.com

تعالیٰ علیھم اجمعین) (شہباز ولایت بحوالہ لب تاریخ سندھ)

تعلیم و تربیت: حضرت شہباز قلندر کو بچپن سے ہی علم حاصل کرنے کا از حد شوق تھا اور سات سال کی عمر میں انھوں نے قرآن مجید حفظ کر لیا تھا۔ اس کے علاوہ تھوڑے ہی عرصہ میں عربی اور فارسی میں بھی مہارت حاصل کر لی تھی۔ ان کی عربی مہارت کے سلسلے میں مندرجہ ذیل واقعہ سے ثبوت مل سکتا ہے۔ حضرت شہباز قلندر جب ملتان میں تشریف لائے تو اس زمانہ میں غیاث الدین بلبن حکمران تھا وہ عارفوں اور عالموں کا بہت قدردان تھا۔ جب اس نے قلندر شہباز کی آمد سنی تو وہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ تعظیم بجالایا اور تحفہ تحائف دینے کے بعد آپ سے ملتان میں قیام کی درخواست کی لیکن آپ نے یہ دعوت قبول کرنے سے معذوری ظاہر کی۔ اسی دوران قیام، سلطان نے ایک عربی محفل مشاعرہ کا اہتمام کیا۔ اس مجلس میں حضرت غوث بہاء الدین زکریا ملتانی کے فرزند حضرت صدر الدین عارف ملتانی بھی موجود تھے اور یہ دونوں بزرگ (یعنی شہباز قلندر اور عارف ملتانی) عالم وجد میں رقص کرنے لگے اور خود سلطان کا یہی عالم تھا۔ اس واقعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ عربی کے ماہر تھے۔ فارسی میں آپ کی دسترس تو ان اشعار سے عیاں ہو جاتی ہے جو آپ نے کہے ہیں۔ مشہور انگریز محقق برٹن جو کہ علوم شرقیہ لسانیات اور گرائمر کا ماہر متصور کیا جاتا ہے اپنی تصنیف میں رقم طراز ہے کہ اس وقت اسلامی مدارس میں جو کتابیں پڑھائی جاتی ہیں، ان میں قلندر شہباز کی یہ کتب بھی شامل ہیں۔ عقد صرف صغیر قسم دوئم، اجناس، میزان الصرف (شہباز ولایت)

بیعت و خلافت: حضرت شہباز قلندر مادر زاد ولی تھے۔ ابھی سن شعور

Marfat.com

شباب کا آغاز تھا کہ مروند کے نامور بزرگ شیخ ابواسحاق بابا ابراہیم قادری رحمتہ اللہ علیہ کوان کے جدامجد غوث اعظم غوث الثقلین محبوب سبحانی قطب ربانی مرشد حقانی پیران پیر دستگیر شہنشاہ بغداد حضرت شیخ محی الدین ابومحمد سید عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ نے عالم خواب میں آگاہ کیا اور کہا "مروند میں محمد عثمان (شہباز قلندر) کی طرف توجہ کریں اور راہ سلوک کے منازل طے کرانے میں پوری پوری کوشش کریں" حضرت بابا ابراہیم صاحب نے شہباز پر خصوصی نظر کرم فرمائی اور سلسلہ عالیہ قادریہ میں بیعت فرما کر روحانی تربیت سلوک معرفت کی منازل طے کرائیں، آخر ایک دن عصر کے بعد بابا ابراہیم صاحب قادری گیلانی نے مروند میں مشائخ کو جمع کیا اور اس خصوصی تقریب میں شہباز قلندر کو خلافت عطا فرمائی۔

مشائخ عظام سلسلہ قادریہ

☆...... حضرت شیخ حافظ سید محمد عثمان مروندی

☆...... حضرت شیخ بابا ابراہیم قادری

☆...... حضرت شیخ مرتضیٰ سبحانی

☆...... حضرت شیخ احمد بن مبارک

☆...... حضرت غوث اعظم دستگیر سید عبدالقادر گیلانی رحمہم اللہ تعالیٰ (لال شہباز قلندر صفحہ ۱۸)

تذکرۃ الفقرا نے شجرہ میں شیخ بابا ابراہیم کے مرشد کا نام شاہ جمال مجرد لکھا ہے۔ دیگر اسماء گرامی مندرجہ بالا ہیں (مظہر شاہ جہانی مرتبہ پیر حسام الدین راشدی تعلیقات صفحہ ۲۶۴)

وطن مالوف سے ہجرت: حضرت شہباز قلندر اپنے آباؤ اجداد کے وطن

Marfat.com

مروند (تبریز، آذربائیجان) سے ہجرت کرنے ہندوستان کیوں تشریف لائے اور وہ کون سے اسباب ہیں۔ اس سلسلے میں اکثر تاریخ نویس اور تذکرہ نگار خاموش ہیں۔

جناب انعام محمد نے اس جانب توجہ دی اور پس منظر کی کھوج لگائی، وہ عالمی شہرت یافتہ کتاب Literary Historty of Persia کے حوالے سے رقم طراز ہیں:

۱...... تیرھویں صدی عیسوی کی ابتداء میں علاؤ الدین محمد شاہ خوارزم تخت نشین ہوئے۔ ان کی سلطنت اتنی وسیع تھی جتنی سلجوقی سلطنت اپنے عروج کے دور میں ایک طرف اڑل پہاڑ تا ایرانی نار تک پھیلی ہوئی تھی تو دوسری طرف دریائے فرات تک۔

۲......خوارزم کی سلطنت، غزنوی سلطنت، سلجوقی سلطنت اور غوری سلطنت سے بھی زیادہ مستحکم تھی اور ایک سو سال تک قائم رہتی اگر یہ سانحہ پیش نہ آتا۔ اس سانحہ نے سلطنت کو تباہ و برباد کر دیا۔ اس نے دنیا کا نقشہ مسخ کر دیا اور ایسی قوتوں کو کھڑا کیا جو کہ آج تک اثر انداز ہیں۔ انسان کی ذات پر ایسا عذاب اُمڈ آیا جو کہ دنیا کی تاریخ میں ہمارے دور تک محفوظ ریکارڈ میں تو کسی بھی سانحہ سے برپا نہ ہوا۔ اس سانحہ سے مراد (Mongolinvasion) مغلوں کا حملہ ہے۔

۳...... ہلاکو، مغل شہنشاہ نے ۶۵۶ھ مطابق ۱۲۵۸ء میں بغداد شریف پر حملہ کر دیا۔ شیخ الجبال (Grandmaster) رکن الدین خورد شاہ اور ان کے معتقدین کے لیے صرف ایک ہی راستہ تھا کہ وہ دوسرے ممالک کی طرف کوچ کریں اور اپنی مذہبی سرگرمیاں جاری رکھیں۔ ان میں سے ایک شخص جو کہ نسب کے لحاظ سے تو اسماعیلی سید تھے مگر عقیدہ مختلف (اہل سنت) رکھتے تھے یعنی سید عثمان مروندی۔ آپ نے وطن سے

Marfat.com

ہجرت کی، مغرب کی سمت نکل پڑے اور بالآخر سندھ کے تاریخی شہر سیوھن شریف میں قیام فرمایا۔

غوث بہاء الدین زکریا ملتانی کے جد امجد مغلوں کے ظلم وستم وتباہی کے سبب خراسان سے ملتان آئے اور حضرت شہباز قلندر نے بھی مغلوں کے حملوں کے سبب وطن سے ہجرت کی اور ملتان شریف تشریف لائے اور سیوہن کا مستقل قیام کے لیے انتخاب کیا۔ اس عہد میں سندھ اور ملتان ایک ہی ملک تھا۔ (شہباز ولایت)

چار یار: برصغیر کے صوفیا کرام میں جو "چار یار" مشہور ہیں۔ ان سے درج ذیل مشائخ عظام مراد ہیں۔

۱...... شیخ الاسلام غوث بہاء الدین زکریا سہروردی ملتانی (ملتان شریف)

۲...... قطب عالم مخدوم سید محمد عثمان شہباز قلندر (سیوہن شریف)

۳...... سید السادات مخدوم جلال الدین بخاری سہروردی (اوچ شریف)

۴...... قطب المشائخ خواجہ فرید الدین مسعود چشتی بابا گنج شکر (پاکپتن شریف)

یہ چاروں درویش اہل سنت و جماعت کے پیران کبار میں سے تھے۔

مذہب ومسلک: حضرت شہباز قلندر سنی مذہب ومسلک سے تعلق رکھتے تھے۔ بعض حضرات کا خیال ہے کہ وہ اسماعیلی شیعہ تھے۔ لیکن یہ بات تاریخی شواہد و حقائق کی روشنی میں من گھڑت ثابت ہو چکی ہے، شہبازِ قلندر مخدوم حاجی حافظ سید محمد عثمان مروندی، زندگی بھر کسی بھی باطل فرقہ سے وابستہ نہیں رہے۔ اگرچہ آپ کے دور میں ملتان اسماعیلیوں کا مرکز تھا لیکن تاریخی شواہد سے ثابت ہوتا ہے کہ آپ اہل سنت

Marfat.com

و جماعت کے پیران کبار سے رابطہ، دوستی، صحبت اور محبت رکھتے تھے، اسماعیلیوں کی ایک کتاب The great Ismaili heroes ۱۹۷۳ء میں کراچی سے شائع ہوئی۔ جس کے آغاز میں آغا خان کا خط بطور افتتاحیہ کلمات، شامل ہے۔ اور اس کتاب میں منصور الیمانی اسماعیلی تا پیر سبز علی (وفات سنہ ۱۹۳۸ء) تک تیس اہم اسماعیلی مشاہیر کا تذکرہ درج ہے۔ لیکن ہمارے شہباز قلندر حضرت مخدوم عثمان مروندی کا ذکر کہیں بھی درج نہیں ہے۔ (شہباز ولایت ص ۱۴)

معلوم ہوا کہ اسماعیلی خوجہ شیعہ کے محققین کے ہاں بھی شہباز قلندر شیعہ نہیں ہیں۔ غلام ربانی آگرو صاحب رقم طراز ہیں کہ! میں نے کراچی میں گارڈن کے نزد خوجہ جماعت خانہ کے عقب میں اسماعیلیہ ایسوسی ایشن کے جنرل سیکریڑی شیخ محمد اقبال سے ملاقات کی جو کہ تیس برسوں سے ایسوسی ایشن سے منسلک ہیں۔ میں نے شہباز قلندر کے متعلق دریافت کیا کہ وہ آپ کے ہاں اسماعیلی ہیں؟ انھوں نے بتایا: اصل بات یہ ہے کہ قلندر شہباز اسماعیلی نہیں تھے۔ (سندھ کے بر بحر پہاڑ جلد اول صفحہ ۱۵۸۔۳۲۱)

کراچی کے قاری مولانا احمد پیلی بھیتی رقم طراز ہیں کہ: حیات نامہ قلندری کا بیان ہے کہ حضرت لعل شہباز قلندر رحمۃ اللہ علیہ کا پورا نام سید محمد عثمان حنفی تھا اور آپ کے والد صاحب کا نام محمد احمد کبیر الدین تھا۔ آپ آذر بائیجان کے صدر مقام تبریز سے چالیس میل دور مغرب کی جانب ایک گاؤں مرند میں پیدا ہوئے تھے۔ مگر مرندی کی بجائے کتابوں میں ان کو مروندی لکھا گیا۔ اس غلطی کی وجہ سے انکا پیدائشی مقام افغانستان کے قریب مروند تصور کرلیا گیا ہے۔ (لال شہباز قلندر صفحہ ۱۴)

حضرت مولانا عبدالرحیم جتوئی مرحوم نے اپنے استاد محترم سرتاج الفقھاء ولی کامل

Marfat.com

حضرت علامہ مفتی ابوالفیض غلام عمر جتوئی علیہ الرحمہ کا شیعہ حضرات کے ساتھ ایک مباحثہ نقل کیا ہے، وہ رقم طراز ہیں کہ گذشتہ سال حضرت مولانا ابوالفیض غلام عمر ساکن سونہ جتوئی، لاڑکانہ تشریف فرما ہوئے تو بندہ حاضر خدمت تھا۔ جب میاں علی محمد قادری کے بنگلے میں داخل ہوئے تو وہیں حاجی امیر علی لاہوری، ماسٹر محمد پریل (شیعہ صاحبان) اور دیگر غیر معلوم حضرات بھی تھے۔ قادری صاحب ایک جعلی شعر پڑھنے میں مشغول تھے، جس میں حضرت قلندر صاحب مرحوم کا نام پڑھا جارہا تھا، ایک مصرع کا پچھلا حصہ پڑھا گیا **ھم علی من ست ھم الہ من ست** جس پر تمام شیعہ صاحبان جھومنے لگے۔ حضرت استاد صاحب نے فرمایا: قلندر کا اسم گرامی محمد عثمان ہے۔ پھر اس اسم گرامی والا شخص شیعہ کیسے ہوگا؟ جو کہ حضرت علی کو اللہ کہے۔ پھر ان صاحبان میں سے کسی کو بولنے کی جرات نہ ہوسکی (شہباز ولایت ص ۱۵ بحوالہ حقانی خیالات)

سندھ کے محقق و مورخ ڈاکٹر میمن عبدالمجید سندھی مرحوم نے بڑی جستجو و تحقیق کے بعد قلمی بیاضوں سے شہباز قلندر کا منتشر کلام جمع کیا۔ ایک نعتیہ غزل کے آخری مصرع میں حضرت شہباز قلندر اپنا عقیدہ بیان فرماتے ہیں:

عثمان چو شد غلام نبی و چہار یار
امیدش از مکارم عربی محمد است

گویا کہ ان کا عقیدہ ہے:

بندۂ پروردگارم امت احمد نبی
دوستدار م چار یار تابع اولاد علی

Marfat.com

مذہب حنفیہ دارم ملت حضرت خلیل
خاک پائے غوث اعظم زیرسایہ ہر ولی

درس وتدریس: شہباز قلندر حافظ القرآن ، بلند پایہ عالم دین، صدر المدرس اور صاحب تصانیف تھے۔ پرہیز گاری اور متبع سنت ہونا ان کا طرہ امتیاز تھا۔

ڈاکٹر وفا راشدی رقم طراز ہیں کہ: لعل شہباز جس پایہ کے صاحب علم وفضل اور صاحب تصوف و معرفت تھے۔ اسی پایہ کے معلم ومقرر اور ادیب وشاعر بھی تھے۔ عربی اور فارسی علوم وادبیات پر کامل دستگاہ رکھتے۔ قرآن وحدیث وفقہ کا وسیع مطالعہ تھا۔ ماہر لسانیات اور ماہر قواعد زبان بھی تھے۔ آپ کی کتابیں مدرسوں کے نصاب میں شامل ہیں، جن میں عقد، اجناس، میزان، صرف، صرف صغیر قسم دوئم وغیرہ مشہور ہیں۔ (مہران نقش ۱۷۰) اس دور میں ایشیا کی سب سے بڑی دینی درسگاہ ملتان میں غوث بہاء الحق کی تھی۔ جس کے متعلق مولانا نور احمد مرحوم رقم طراز ہیں:

حضرت شیخ الاسلام بہاؤ الدین زکریا قدس سرہ کی خانقاہ سے مراد صرف آپ کا مقبرہ نہیں بلکہ اپنے دور کی بہت بڑی روحانی یونیورسٹی تھی۔ مدرسہ بہائیہ کے دو شعبے تھے۔ (۱) تدریسی (۲) تبلیغی۔ (تذکرہ بہاء الدین زکریا ملتانی ص ۹۸)

مدرسہ بہائیہ علماء قرا اور حفاظ پیدا کرتا تھا اور تبلیغی مرکز حضرات علما کو مبلغ بناتا تھا۔ حضرت شیخ الاسلام نے لسانی بنیادوں پر تبلیغی شعبے قائم کرر کھے تھے۔ سنسکرت، بنگالی سندھی، فارسی، عربی، جاوی، برمی، مرہٹی، الغرض مشہور مشہور زبانوں کے الگ الگ شعبے تھے۔ جو عالم رضا کارانہ طور پر اپنے آپ کو تبلیغ کے لیے پیش کرتا۔ اسے اسی شعبے

Marfat.com

میں داخل کیا جاتا تھا، جہاں اسے بھیجنا مقصود ہوتا تھا۔ مثلاً جو عالم دین انڈونیشیا کو جانے اور وہاں تبلیغ کرنے پر آمادگی ظاہر کرتا اسے اس شعبے میں داخلہ ملتا جہاں انڈونیشین علما اپنے علاقے کی زبان سکھانے اور اپنے ملک کے طور طریقے سمجھانے پر مقرر تھے جب اس طرح پندرہ بیس مبلغین ایک ایک ملک کے لیے تیار ہو جاتے تو حضرت شیخ الاسلام اپنے ذاتی خزانے سے پانچ پانچ ہزار اشرفی ایک ایک مبلغ کو عنایت فرماتے تھے۔ اور وہ اپنے اپنے اتالیق کی ہدایت کے مطابق اس ملک کی ضرورت کی چیزیں خرید کر اپنی اپنی منزلوں کی طرف روانہ ہو جاتے تھے۔ (تذکرہ بہاء الدین)

حضرت شہباز قلندر ملتان کے مدرسہ بہائیہ میں درس و تدریس کے شعبہ سے منسلک تھے۔ شیخ محمد اکرام نے اپنی کتاب موج کوثر میں ایک انگریز مورخ کے حوالے سے لکھا ہے کہ حضرت قلندر صاحب بہت بڑے عالم اور بہت سی زبانوں کے جاننے والے تھے اور علوم صرف و نحو میں پوری مہارت رکھتے تھے۔ چنانچہ انگریز مورخ رچرڈ برٹن کے زمانہ ۱۸۵۲ میں میزان الصرف آپ ہی سے منسوب کی جاتی تھی۔ میزان الصرف اور صرفِ صغیر تو آج بھی درس نظامی میں شامل ہے اور عربی مدرسوں میں پڑھائی جاتی ہے۔ (شہباز ولایت ص ۱۷)

حضرت شہباز قلندر چونکہ مذہبی علوم کے عالم تھے اور فارسی و عربی زبان پر پورا عبور رکھتے تھے، اس لیے اکثر اہل علم آپ کی خدمت میں حاضر ہوا کرتے تھے اور مسائل و قواعد میں آپ سے استفادہ کرتے تھے۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ ملتان میں حضرت زکریا ملتانی علیہ الرحمہ نے جو مدرسہ قائم کیا تھا اس میں آپ نے کچھ عرصہ درس و تدریس کی خدمت بھی انجام دی تھی اور صرف و نحو کے شائقین خاص طور پر آپ سے سبق لیا کرتے

Marfat.com

تھے۔(لال شہباز قلندر صفحہ ۵۷)

ڈاکٹر سرفراز احمد بھٹی بتاتے ہیں کہ قیام پاکستان کے بعد انھوں نے نصر پور کے مولوی عبدالحق ربانی کے پاس حضرت شہباز کی تصنیف میزان کے قلمی نسخہ کی زیارت کی تھی۔لیکن مولوی صاحب کے انتقال کے بعد وہ نسخہ ضائع ہو گیا جس کا آج تک غم ہے۔

(شہباز ولایت ص ۱۷)

لال اور شہباز کا مطلب: آپ کو لال شہباز کہا جاتا ہے اس کا مطلب کیا ہے؟لعل کے متعلق ایک حکایت سے روشنی پڑتی ہے۔

امام العارفین غوث العالمین تیرھویں صدی کے مجدد برحق حضرت سید محمد راشد پیر سائیں روضے دھنی قدس سرہ اپنے ملفوظات مبارکہ میں فرماتے ہیں:

مخدوم لعل شہباز کو کامل اکمل ولی اللہ کی تلاش تھی۔عرصہ دراز کی جستجو و تلاش کے بعد آخر جو یندہ پایندہ است،ایک عشق کے جلے ہوئے اور سراپا سوز و درد شخص کی زیارت نصیب ہوئی اور ان کی صحبت اختیار کی جب نماز کا وقت ہوا تو شہباز قلندر نے بزرگ سے عرض کی،بزرگوار نماز کا وقت ہوا چاہتا ہے۔اٹھیے کہ نماز ادا کریں۔بزرگ نے فرمایا۔نماز کیا ہے:شہباز قلندر نے کہا نماز عبادت ہے،پھر بزرگ کو وضو کرا کے جماعت میں لا کھڑا کیا اور شہباز قلندر خود امام بن گئے مخدوم شہباز قلندر نے مغرب نماز کی تکبیر اللہ اکبر کہی تو اللہ کا اسم پاک سن کر وہ بزرگ محبوب حقیقی کے عشق میں جل کر خاک ہو گئے۔

مخدوم علیہ الرحمہ جب نماز سے فارغ ہوئے،تب کیا دیکھتے ہیں کہ وہ بزرگ تو جل کر

Marfat.com

خاک ہو چکے ہیں۔ وہ بزرگ اپنے معبود حقیقی کے عشق ومحبت میں بے انتہا محو تھے۔

قرآن مجید کی آیت: ذکر اللہ وجلت قلوبھم (پ۹ع۱۵) کی تفسیر میں صاحب تفسیر حسینی رقم طراز ہیں: وہ لوگ جن کے ہاں اللہ تعالیٰ کا نام پاک لیا جائے تو وہ انوار و تجلیات کی ہیبت سے ڈر جاتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے جلال وعظمت سے پروانوں کی طرح اپنی ہستی کو جلا دیتے ہیں انکی نگاہ غیر اللہ کی طرف نہیں اٹھتی، اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور کو نہیں دیکھتی۔

دیدہ از غیر تماشا تو بردوختہ باد

آتش عشق تو جان ودل ما سوختہ باد

شہباز قلندر نے خاک اقدس اپنے چہرہ انور اور بدن پر مل لی۔ اس خاک پاک کا شہباز قلندر پر ایسا اثر ہوا کہ جب بھی اللہ تعالیٰ کا نام مبارک سنتے تھے تو یکدم آپ کے جسم کے ہر ایک بال مبارک کی جڑ سے خون نکلتا تھا۔ (شہباز ولایت ص ۱۸ بحوالہ ملفوظات شریف سندھی)

اس روز سے شہباز قلندر "، لال کہلائے۔ لعل کا لغوی معنی ہے سرخ رنگ کا قیمتی پتھر جس طرح لعل پتھروں میں اعلیٰ شان والا ہے اس طرح لال شہباز اولیا میں اعلیٰ شان والا ہے، جس طرح شہباز (بڑا باز) بلند پرواز کے سبب تمام پرندوں کا سردار کہلاتا ہے۔ اسی طرح حضرت شہباز قلندر، بلند پرواز کے سبب قلندروں کے سردار، پیشوا اور شہباز ولایت ہیں۔ جیسا کہ سرکار غوث اعظم پیران پیر دستگیر رضی اللہ عنہ اپنے "قصیدہ غوثیہ" میں فرماتے ہیں۔

...... انا البازی اشہب کل شیخ ......

Marfat.com

جس طرح باز اشہب (سیاہ وسفید پروں والا باز) تمام پرندوں پر غالب ہے اسی طرح میں تمام مشائخ پر غالب ہوں۔

قلندری طریقت: بعض مؤلفین کا خیال ہے کہ آپ ''قلندری طریقت'' رکھتے تھے۔ ملنگوں نے قلندروں کو شریعت پاک سے آزاد سمجھ رکھا ہے اور قلندری طریقے کو بے نمازی اور غیر شرعی کاموں سے روشناس کراتے ہیں۔ اس لئے بہتر ہوگا کہ قلندری طریقت پر وضاحت پیش کی جائے۔

قلندر شہباز ولایت تھے۔ شہباز قلندر شریعت پاک پر عامل، نماز کے نہ صرف پابند تھے بلکہ بہت بڑے مبلغ تھے۔ آپ کامل ولی اللہ کی تلاش میں مصروف تھے کہ ایک کامل کی زیارت سے مشرف ہوئے لیکن جب نماز کا وقت ہوا تو آپ نے بڑے ادب سے انھیں بھی نماز یاد دلائی اور آپ یہ حکایت مستند حوالے سے پڑھ آئے ہیں کہ نماز کی تبلیغ کی برکت سے آپ کو "لال شہباز قلندر" کا مرتبہ ملا۔ شہباز قلندر، اللہ تعالیٰ و رسول کریم نبی مختار ﷺ کے سچے عاشق تھے تو پھر عاشق اپنے محبوب پاک ﷺ کا راستہ کیسے ترک کرسکتا ہے جو کہ صراط مستقیم ہے۔ ملنگوں نے حضرت شہباز قلندر مخدوم سید محمد عثمان قدس سرہ الاقدس کے متعلق بہت سی غلط قسم کی من گھڑت حکایتیں مشہور کر رکھی ہیں جو کہ عقل وشعور علم وآگہی، تحقیق وتفتیش کی روشنی میں کچھ بھی وقعت نہیں رکھتیں۔

اللہ ورسول کی دیوانی، عشق حقیقی کی مستانی، شب خیز عابدہ حضرت رابعہ بصری رحمتہ اللہ علیہا، جس کے متعلق مشہور ہے کہ وہ بھی قلندر تھیں۔ آپ کے متعلق حضرت شیخ فرید الدین عطار قدس سرہ رقم طراز ہیں کہ: شب وروز میں ایک ہزار رکعت نماز پڑھا

Marfat.com

کرتی تھیں۔ (تذکرۃ الاولیاص ۴۴)

شہباز قلندر کے یار بابا فرید الدین گنج شکر تھے، ان کے خلیفہ خواجہ نظام الدین اولیا دہلوی تھے اور ان کے منظورِ نظر شیخ صدر الدین حکیم تھے، وہ فرماتے ہیں کہ:

بے نمازوں سے کہو کہ اللہ تعالےٰ نے ہم پر نماز پنجگانہ فرض فرمائی ہے اور پنجگانہ نماز پڑھنے کا حکم دیا ہے اور نماز میں اس بات کا خیال رکھنا فرض عین ہے کہ ہم خدا کے ہاں حاضر ہیں۔ فرائض وسنن پر اکتفا کر کے نوافل کو ترک نہ کرو۔ (اخبار الاخیار صفحہ ۳۱۹)

اس سے قلندر کی عبادت، ریاضت، شب خیزی، تقوی، پرہیزگاری، ختم قرآن، قائم اللیل وصائم الدھر ہونے کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔

قلندری طریقت کے سلسلے میں صاحب ''طبقات الصوفیہ'' رقم طراز ہیں:

''تارک الدنیا تہجد گزار اور نفسانی لذتوں سے پاک فرد کو قلندر کہتے ہیں''

صاحب حدیقۃ السلوک کا کہنا ہے کہ حضرت خواجہ عبید اللہ احرار قدس سرہ نے فرمایا:

''اپنے آپ کو دنیاوی خواہشات سے مجرد رکھنے اور نفس کو معبود کے تابع کر دینے کو قلندری طریقت کہا جاتا ہے''

قلندر اس کو کہا جاتا ہے جو کہ دنیا سے آزاد ہو کر صرف معبود (اللہ تعالیٰ) میں محو ہو جائے''۔ غرضیکہ طریقہ قلندری میں ہمہ وقت مشغول بہ حق رہنے کی تلقین کی جاتی ہے۔ یعنی عرفان نفس، راضی بہ رضائے حق رہنا، استغنا، عالی ہمت، عمل پیہم اور نفس کے ساتھ جہاد قلندریت کے اجزائے ترکیبی ہیں۔ شاعر مشرق علامہ ڈاکٹر محمد اقبال قادری لاہوری نے بھی قلندریت کا یہی مفہوم بیان کیا ہے۔ علامہ اقبال کے نزدیک قلندر وہ ہے جس کے دل میں دنیا کے مضرات اور مشکلات کا خوف وہراس نہ ہو۔ (شہباز ولایت ص ۲۱)

Marfat.com

ہزار خوف ہو لیکن زباں ہو دل کی رفیق
یہی رہا ہے ازل سے قلندروں کا طریق

قلندر کو جو روحانی فتوحات حاصل ہوتی ہیں وہ کسی بادشاہ کی فوجیں بھی حاصل نہیں کر سکتیں۔علامہ اقبال فرماتے ہیں:

دبد بہ قلندری طنطنہ سکندری
آں ہمہ جذبہ کلیم این ہمہ سحر سامری
آں بہ نگاہ می کشد این بہ سپاہ می کچد
آں ہمہ صالح وآتشی، ایں ہمہ جنگ وداوری (شہباز قلندر صفحہ ۳۹)

حافظ شیرازی نے قلندر کی شان میں فرمایا ہے کہ:

ہزار نکتہ باریک تر زمو اینجا است
نہ ہر کہ سر بہ تراشد قلندری داند

سلطان العارفین حضرت سلطان باہو قادری نے فرمایا ہے:

جو دم غافل سودم کافر سانوں مرشد ایہہ پڑھایا ہو
سنیا سخن گیاں کھل اکھیں ،اساں چت مولا ول لایاہو
کیتی جان حوالے رب دے اساں ایسا عشق کمایا ہو
مرن تو اگے مر گئے باہو ، تاں مطلب نوں پایاہو

برھان قاطع فارسی زبان کی مستند و معتبر لغت ہے۔اس میں قلندر کا معنی و تشریح اس طرح ہے:

قلندر۔بروزن سمندر ،عبارت از ذاتی است کہ از نقوش

Marfat.com

و اشکال عادتی و آمال بی سعادتی مجرد با صفا گشته

با شد وبمرتبه روح ترقی کرده واز قیود تکلفات رسمی

وتعریفات اسمی خلاص یافته و دامن وجود خود راز

همه برید موطالب جمال و جلال حق شده وبدان

حضرت رسیده و اگر ذره ای بکونین واهل آن میلی

داشته با شد از اهل غروراست نه قلندر۔ (شہباز ولایت ص ۲۲)

دم زندگی رم زندگی غم زندگی سم زندگی

غم رم نہ کر، سم غم نہ کھا کہ یہی ہے شان قلندری

سندھ میں تشریف آوری: حضرت شہباز قلندر نے تعلیم وتربیت، بیعت وخرقہ خلافت اپنے وطن میں حاصل کیا۔ ملک میں فتنہ وفساد کے سبب اپنے وطن سے ہجرت کر کے ہندوستان آئے اور سیر و سیاحت درس و تدریس، تبلیغ اور تلقین وارشاد فرماتے رہے۔ آپ تبلیغ وارشاد کے سلسلے میں کن کن ممالک میں گئے اس کی تفصیلات میسر نہیں ہیں۔ بعض مؤلفین کا خیال ہے کہ آپ نے مشہد شریف ایران حضرت امام علی رضا رضی اللہ عنہ کے مزار شریف کی زیارت کی، اس کے بعد عراق گئے جہاں بغداد شریف میں سراج الامت امام اعظم حضرت سیدنا امام ابوحنیفہ تابعی رضی اللہ عنہ اور سرکار غوث اعظم محبوب سبحانی قطب ربانی پیرانِ پیر دستگیر شیخ محی الدین ابومحمد سید عبد القادر جیلانی حسنی حسینی رضی اللہ عنہ کے مزارات قدسیہ پر حاضری دی۔ وہاں سے کربلائے معلیٰ گئے، جہاں نشان حق وصداقت سید شباب اہل جنت حضرت سیدنا امام حسین شہید کربلا رضی اللہ عنہ کے

Marfat.com

مزار اقدس پر حاضری کا شرف حاصل کیا۔ بغداد شریف میں حضرت سید علی بغدادی آپ کے مرید ہوئے جو کہ آگے چل کر آپ کے مشہور خلیفہ بنے (جن کا مزار شہباز قلندر کے دروازے کے ساتھ ہے)

وہاں سے حج بیت اللہ کرنے مکہ معظّمہ گئے، وہاں سے مدینہ منورہ امام الانبیاء ختم المرسلین، شفیع المذنبین، رحمۃ للعالمین ﷺ کے حضور حاضری دی اور گنبد خضریٰ کے سائے تلے صلوٰۃ وسلام عرض کیا۔ وہاں سے دوسری بار عراق تشریف لے گئے، وہاں سے مکران کے راہ ہوتے سندھ میں تشریف لائے یہاں سے پھر تبلیغ و تلقین کے لیے ملتان اور ہندوستان تشریف لے گئے کچھ، گرنار، گجرات اور جونا گڑھ بھی گئے۔

ملتان سے اپنے یاروں کے ساتھ گرمیوں میں کشمیر اور بلخ بخارا جاتے رہے اور سردیوں میں ان کے ساتھ مل کر سندھ پنجاب اور بلوچستان میں تبلیغ کرتے رہے۔ ملک میں ایسی کئی چلہ گاہیں آج بھی مرجع خلائق ہیں جہاں آپ دوران سفر قیام فرمایا کرتے تھے۔ قدوسی مرحوم لکھتے ہیں: ''بہت دن تک آپ شیخ منصور کی خدمت میں بھی رہے'' (صوفیائے سندھ) جب کہ حضرت شیخ حسین منصور حلاج رحمۃ اللہ علیہ سے آپ کی ملاقات ثابت نہیں۔ حضرت شہباز قلندر کی ولادت ۵۳۸ھ اور ۵۸۳ھ کے درمیان میں ہوئی ہوگی جب کہ شیخ منصور نے ۳۰۹ھ میں وصال کیا ہے۔ (شہباز ولایت ص ۲۳)

منم عثمان مروندی کہ یار خواجہ منصورم
ملامت می کند خلقی و من برداری رقصم

یہ شعر حضرت شہباز قلندر کا نہیں ہے بلکہ خواجہ غریب نواز کے مرشد حضرت خواجہ عثمان ہارونی رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ کی طرف منسوب ہے۔ اور یوں پڑھا جائے گا۔

Marfat.com

منم عثمان ھارونی کہ یارِ شیخ منصورم
ملامت می کند خلقی ومن بر دارمی رقصم

مؤرخ سندھ میر علی شیر قانع ٹھٹوی رقم طراز ہیں:

آپ سیر وسیاحت کرتے ہوئے عارف کامل حضرت شیخ شرف الدین بوعلی قلندر پانی پتی قدس سرہ (جو سراج امت امام اعظم سیدنا ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کی اولاد سے تھے) کی خدمت میں پہنچے۔ انھوں نے فرمایا کہ ہند میں تین سو قلندر موجود ہیں۔ بہتر یہ ہے کہ آپ سندھ تشریف لے جائیں، ان کے مشورہ کے مطابق آپ نے سندھ میں پہنچ کر سیوستان (سیوھن شریف) میں قیام فرمایا۔ (شہباز ولایت ص ۲۴ بحوالہ تحفۃ الاکرام سندھی جلد ۳ صفحہ ۳۴۹۔ تذکرہ صوفیائے سندھ صفحہ ۲۰۲)

حضرت شہباز قلندر بذریعہ کشتی دریائے سندھ کے سفر پر تھے۔ جب کشتی لکی شاہ صدر کے قریب پہنچی تو امام الاولیا شیخ المشائخ سند الاتقیا قطب ربانی حضرت سید صدر الدین شاہ لکیاری قدس سرہ کی کرامت اور تصرف سے شہباز کی کشتی رک گئی۔ حضرت شہباز قلندر راز کو سمجھ گئے اور کشتی سے اتر کر سیدھے غار میں حضرت کی خدمت عالیہ میں حاضر ہوئے، جہاں آپ پہاڑی کی غار میں چلہ گاہ میں مصروف عبادت تھے۔ مصافحہ و معانقہ کے بعد حضرت نے فرمایا۔ آپ یہیں سیوھن میں قیام فرمائیں اور دین کی خدمت بجالائیں۔ شہباز قلندر نے جواب میں دودھ سے بھرا ہوا پیالہ خدمت میں پیش کیا جس کا مطلب یہ تھا کہ علاقہ دودھ سے بھرے ہوئے پیالے کی مانند اولیاء اللہ سے بھرا ہوا ہے، اب میری کیا گنجائش ہو سکتی ہے۔ حضرت نے بھرے ہوئے دودھ کے پیالے پر گلاب کا پھول رکھ دیا اور ارشاد فرمایا: یہ علاقہ (سیوستان) اولیاء اللہ سے اگر چہ

Marfat.com

بھرا ہوا ہے لیکن آپ اس پھول کی طرح ممتاز ہوں گے۔ شہباز قلندر راضی ہو گئے اور مستقل قیام کا فیصلہ کر لیا اور فرمایا:

''شاہ صدر نیک نظر است'' (روزنامہ مہران اخبار شاہ نمبر ۱۹۵۸ء)

شہباز قلندر کا عہد سندھ میں سومرا قوم کی حکومت کا عہد تھا۔ یہ عہد سندھ کا روشن عہد تھا، علمی و روحانی سرگرمیاں تیزی کے ساتھ ترقی کر رہی تھیں۔ اس کا سبب یہ تھا کہ ایران خراسان اور دیگر اسلامی ممالک سے علما فقہا اور صوفیا کرام مغلوں کے حملوں کے سبب ہجرت کر کے ہند اور سندھ تشریف لا رہے تھے، اس طرح سندھ اور ہند کے علما کا بخارا، سمرقند، آذربائیجان، بغداد، خراسان اور ایران کے علما سے رابطہ پیدا ہوا۔

اسی دور میں بکھر (سندھ) کے مدارس اسلامیہ میں فقہ اور تفسیر کی تعلیم دی جاتی تھی اور درس و تدریس کے اہم اساتذہ میں مولانا ظہیر الدین بخاری، مولانا سید علی بن سید بدر الدین شیخ صدر الدین بخاری، مولانا برہان الدین بخاری، مولانا ابو حنیف بخاری اور مولانا عبداللہ حنفی تھے۔ ڈاکٹر سرفراز احمد بھٹی نے تاریخ سومرا پر تحقیقی مقالہ تحریر کیا ہے اور یہی عہد شہباز قلندر کا تھا۔ ڈاکٹر صاحب کا کہنا ہے کہ عباسی خلافت والے دور میں سینٹرل ایشیا اور ایران کی درسگاہیں اپنے عروج پر تھیں سندھ میں خصوصاً اروڑ، بکھر، سکھر اور سیوھن میں مدارس اسلامیہ کے منتظم اعلیٰ حضرت سید محمد مکی اور حضرت نوح بکھری سہروردی خانوادے میں سے تھے۔ مشہور مسلمان سیرانی ابن بطوطہ جو کہ شہباز کے بعد سندھ کی سیاحت پر آئے تھے۔ وہ رقم طراز ہیں کہ سومرا عہد میں سندھ کی درسگاہیں معیار کے لحاظ سے ایران اور سینٹرل ایشیا کی درسگاہوں کے مدمقابل تھیں۔ اگھم کوٹ کی درسگاہ میں پانچ سو طلبہ قرآن و فقہ کی تعلیم حاصل کرتے تھے ان کے علاوہ

Marfat.com

بھی دیگر مدارس تھے جن کے اخراجات سومرا قوم کے زمین دار اور وڈیرے ادا کرتے تھے (اللہ تعالیٰ ان کے طفیل آج کل کے سندھی زمینداروں وڈیروں، سرداروں اور نوابوں میں وہی جذبہ پیدا فرمائے اور نیک کام کرنے کی توفیق عطا فرمائے آمین) وہ نیک اور پرہیز گار انسان تھے۔ (شہباز ولایت ص ۲۶)

ابن بطوطہ نے سیوھن میں شہباز قلندر کی درس گاہ کے متولی شیخ محمد البغدادی سے بھی شرف ملاقات حاصل کیا۔ ان کے علاوہ دیگر متعدد علماء اسلام سے ملاقاتیں کیں جن میں سے خطیب شعبانی زیادہ مشہور ہیں۔ سیوھن شریف میں مدرسہ ''فقہ الاسلام'' تھا۔ جس کے متعلق ایک روایت ہے کہ شہباز قلندر نے قائم کیا تھا۔ اور دوسری روایت ہے کہ شہباز نے مدرسہ کو ترقی دلوائی تھی اور اس جیسا عالی شان دارالعلوم پورے سندھ میں نہ تھا۔ ڈاکٹر صاحب کی تحقیق کے مطابق اسکندریہ جیسے دور دراز علاقہ سے طلبہ اس درسگاہ میں تحصیل علم کے لیے حاضر ہوتے تھے۔ شہباز قلندر کے عہد میں سیوھن گویا سندھ میں علم و علماء اسلام کا مرکز تھا اور آپ علماء کی اس کہکشاں میں مثل آفتاب تھے۔

(شہباز ولایت ص ۲۶ بحوالہ سندھ، بر بحر اور پہاڑ)

رشد و ہدایت: مخدوم شہباز قلندر نے سیوھن میں رہ کر بگڑے ہوئے لوگوں کو سیدھے راستے پر لگایا اور ان کے اخلاق کو سنوارا، انسانوں کے دلوں میں نیکی اور سچائی کی لگن پیدا کی اور ایک دوسرے کے ساتھ محبت اور پیار سے رہنا سکھایا۔ وہ دو سال تک سیوھن شریف میں رہ کر اسلام کا نور سندھ میں پھیلاتے رہے۔ ہزاروں انسانوں نے آپ سے ہدایت پائی اور بہت سے بھٹکے ہوئے لوگوں کا رشتہ اللہ سے جڑ گیا۔

Marfat.com

تبرکات کی تعظیم: حضرت شہباز ولایت شہباز قلندر مخدوم حافظ حاجی سید محمد عثمان سیوھانی قدس سرہ الاقدس اکثر ایک وزنی پتھر گردن میں لٹکا لیتے تھے۔ ایک تو وہ پتھر متبرک تھا اور دوسرا یہ کہ وزنی ہونے کے سبب گردن جھکی رہتی تھی۔ اس سے انسان میں تکبر پیدا نہیں ہوگا۔ تواضع وانکساری انسان کے لیے اکسیر کا درجہ رکھتی ہے۔ جتنی تواضع زیادہ ہوگی اتنا مرتبہ بلند ہوگا۔ سر جھکانے کے سبب نظر کی حفاظت ہوتی ہے وہ خواہ مخواہ بھٹکنے سے محفوظ رہتی ہے اور توجہ وخیال ہمیشہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی جانب رہتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن حکیم میں مسلمانوں کو نظر کی حفاظت کے لیے اس طرح حکم دیا ہے:

قل للمو منین یغضو ا من ابصارھم (سورۃ النور)

ترجمہ: مسلمان مردوں کو حکم دو اپنی نگاہیں کچھ نیچی رکھیں۔

شاید شہباز قلندر اس آیت کریمہ پر عمل کی غرض سے اپنی گردن مبارک جھکا لیتے تھے۔ شہباز قلندر کے شیدائیوں کو خصوصی طور پر اس پر عمل کرنا چاہیے۔ (شہباز ولایت ص ۲۷)

مذکورہ بالا پتھر ''گلو بند'' کہلاتا ہے۔ اصل میں یہ پتھر حضرت سیدنا امام زین العابدین رضی اللہ عنہ کی طرف سے تبرک تھا۔ جو کہ شہباز قلندر کو اپنے مرشد کے توسط سے ملا تھا۔ دوسرا تبرک شہباز قلندر کو اپنے مرشد کریم سے بادام کی لکڑی سے بنا ہوا عصا عنایت ہوا تھا۔ (دیکھیے حکیم سیوھانی کی کتاب قلندر نامہ سندھی)

یہ گلو بند شہباز قلندر کے مزار شریف کے چبوترے کے ساتھ تبرکا لٹکایا گیا ہے زائرین زیارت کے وقت تبرکا اس پتھر کو بھی چومتے ہیں۔

شادی: آپ نے شادی نہیں کی تھی، زندگی بھر مجرد رہے۔

Marfat.com

نکاح کے درجات: مسئلہ۔اعتدال کی حالت میں یعنی نہ شہوت کا بہت زیادہ غلبہ ہو نہ عنین (نامرد) ہو اور مہر و نفقہ پر قدرت بھی ہو تو نکاح سنت مؤکدہ ہے کہ نکاح نہ کرنے پر اڑا رہنا گناہ ہے اور اگر حرام سے بچنا یا اتباعِ سنت و تعمیلِ حکم یا اولاد حاصل ہونا مقصود ہے تو ثواب بھی پائے گا اور اگر محض لذت یا قضائے شہوت منظور ہو تو ثواب نہیں۔ (درمختار۔ردالمختار)

مسئلہ: شہوت کا غلبہ ہے کہ نکاح نہ کرے تو معاذ اللہ اندیشہ زنا ہے اور مہر و نفقہ کی قدرت رکھتا ہو تو نکاح واجب یوں ہی جب کہ اجنبی عورت کی طرف نگاہ اٹھنے سے روک نہیں سکتا یا معاذ اللہ ہاتھ سے کام لینا پڑے گا تو نکاح واجب ہے۔

مسئلہ: یہ یقین ہو کو نکاح نہ کرنے میں زنا واقع ہو جائے گا تو فرض ہے کہ نکاح کرے۔

مسئلہ: اگر یہ اندیشہ ہے کہ نکاح کرے گا تو نان و نفقہ نہ دے سکے گا یا جو ضروری باتیں ہیں ان کو پورا نہ کر سکے گا تو مکروہ ہے اور ان باتوں کا یقین ہو تو نکاح کرنا حرام۔

بعض جہلا کہتے ہیں کہ نکاح کرنا ہر حال میں فرض ہے اور حضرت شہباز قلندر علیہ الرحمہ کے بعض ملنگ شادی اس لیے نہیں کرتے کہ قلندر نے شادی نہیں کی تھی۔ حالانکہ شریعت مطہرہ کا صحیح مسئلہ وہ ہے جو کہ اوپر مذکور ہوا۔ ہر ایک انسان کی مختلف کیفیات کے سبب نکاح کے بھی مختلف درجات ہیں۔

ہمارے خیال میں حضرت شہباز قلندر نے اس لیے شادی ترک کی کہ آپ ہمیشہ سفر میں رہتے تھے، اس لیے مسئلہ مذکورہ کی آخری صورت ہو سکتی ہے۔ ملنگوں کو شادی کر لینی چاہیے اور اگر حضرت لعل شہباز قلندر کی پیروی کا شوق ہے تو پرہیز گاری

Marfat.com

کریں، پنج وقتہ نماز کی پابندی معمول بنالیں، شب بیداری کی عادت ڈالیں، ذکر شریف و درود شریف کا کثرت سے ورد کریں۔ اپنے بچوں کو حافظ قرآن بنائیں، حرام سے اجتناب اور شریعت مطہرہ پر عمل کریں۔

وصال مبارک: حضرت شہباز قلندر سید محمد عثمان مروندی ۲۱ شعبان المعظم ۶۵۰ ھ۔۱۲۵۲ء کو رحمت ایزدی کے آغوش میں آرام فرما ہوئے۔ کسی شاعر نے "برحمت" سے سن وصال ۶۵۰ ھ نکالا (لب تاریخ سندھ فارسی مترجم سندھی حافظ خیر محمد اوحدی)

شیخ عبدالقادر ٹھٹوی نے آپ کے محامد و اوصاف اور اخلاق عالیہ کو حسب ذیل اشعار میں نظم کیا ہے۔

شاہ باز نشیمنِ لاہوت شاہ اورنگِ حطہ ملکوت
اہل دل عارفِ معارف حق صاحب وجد و تارکِ مطلق
شاہ عثمان شاہ باز لقب اشرف الذات ہم شریف نسب
بحر عرفان کنوز دانائی مہر ایقاں چراغ بینائی
مست خم خانہ محبت شوق بلبل گلستانِ عالم ذوق
صاحب حال و کامل ابدال محرم خلوت حریم مثال
خاک آں آستان قبلہ نشاں سرمہ بینش عیون شہاں
فیض دربار او باستقلال ہمچنیں بود وہم بود لازال
دمبدم رحمت خداوندی باد برروح شاہ مروندی

(حدیقۃ الاولیاء فارسی)

Marfat.com

روضہ مبارک کی تعمیر: حضرت شہباز قلندر مخدوم محمد عثمان کا مقبرہ شریف سب سے پہلے سلطان فیروز تغلق کے زمانے میں تعمیر ہوا۔اس کے بعد اکبر بادشاہ کے زمانے میں مزار جانی بیگ نے بنوایا۔جانی بیگ کی وفات کے بعد غازی بیگ نے روضہ کی مرمت کروائی۔شاہجہاں کے زمانے میں سید بھورہ عرف دیندار خان نے خانقاہ کی عمارت کو مکمل کروایا اور خانقاہ کے صحن کو کاشی کی اینٹوں سے مزین کیا۔

بعد میں میاں غلام شاہ کلہوڑو حاکم سندھ نے ۱۱۷۳ء میں خانقاہ میں پتھر کا فرش لگوایا اور بلند دروازہ تعمیر کروایا۔۱۳۱۹ھ میں لونگ فقیر کے خلیفہ لعل محمد نے مقبرہ علی وزیر کے مشرق میں ایک مسجد تعمیر کروائی، بھٹی کے دور حکومت میں شہید کر کے خانقاہ کی توسیع کی گئی۔حضرت شہباز قلندر کے مزار کا چبوترہ لاڑکانہ کے زمیندار رئیس حاجی محبوب خان وگن مرحوم نے بنوایا۔روضہ پاک کے دروازے پر ۱۳۱۲ھ میں اوستہ نور محمد صیقل گر نے چاندی چڑھائی۔(شہباز ولایت ص ۳۰)

حلیہ مبارک، تصویر کی روشنی میں: آج کل بازار میں شہباز قلندر علیہ الرحمہ کی جو تصویر دستیاب ہے۔وہ تصویر جعلی ہے اور حضرت شہباز قلندر علیہ الرحمہ کی تعلیمات کے برعکس ہے۔اس کا اصل سے دور کا بھی واسطہ نہیں۔لیکن شہباز قلندر کی ایک قدیم نادر و نایاب تصویر کا محقق و مورخ سید حسام الدین راشدی مرحوم نے سراغ لگایا اور کتاب "مقالات الشعراء" (مطبوعہ سندھی ادبی بورڈ ۱۹۵۷ء) کے صفحہ ۴۳۴ پر عکس دیا ہے۔اور بتایا ہے کہ یہ تصویر لاہور کے میوزم میں محفوظ ہے۔یہ تصویر حضرت شہباز قلندر کی تعلیمات کی روشنی میں حقیقت کے قریب تر معلوم ہوتی ہے، آپ ایک سایہ دار درخت کے نیچے جائے نماز پر تشہد کی صورت میں بیٹھے ہیں۔لباس عربی اسلامی

Marfat.com

لمبا کرتا زیب تن ہے۔ ہاتھ میں تسبیح ہے۔ داڑھی مبارک سفید حد شرعی (مٹھی بھر) سے ایک دو انگلی زائد ہے۔ زلف مبارک کانوں کی لو تک ہے، مونچھیں سنت مبارک کے مطابق کٹی ہوئی اور بھوؤں کی طرح باریک ہیں چہرہ مبارک چاند کی طرح روشن ہے، عالمانہ وفقیرانہ شان سے تشریف فرما ہیں۔

آج کے ملنگ اپنے نفس کے غلام ہیں، حضرت کی تعلیمات پر قطعی عمل پیرا نہیں ،غیر شرعی اور بدرسمیں انھوں نے خود نکالیں ہیں، جن کا حضرت شہباز ولایت سے دور کا بھی واسطہ نہیں۔ انھیں چاہیے کہ مذکورہ تصویر کی روشنی میں اپنا جائزہ لیں۔ (شہباز ولایت ص ۳۱)

مرجع خلائق: حضرت داتا گنج بخش قدس سرہ کے دربار اقدس کی طرح حضرت شہباز قلندر علیہ الرحمہ کی دربار عالی بھی سندھ کے اولیاء اللہ اور علما کرام میں مرجع زیارت رہا ہے۔ ابتدا سے آج تک ہر سلسلہ طریقت کے سینکڑوں اولیا کرام وعلما عظام شہباز ولایت کی درسگاہ پر حاضری کی سعادت حاصل کرتے رہے ہیں۔ ذیل میں ایسی چند متبرک ہستیوں کے نام درج ہیں:

حضرت مخدوم بلال باغبانی، حضرت شاہ عبداللطیف بھٹائی، شیخ الاسلام مخدوم دین محمد صدیقی ، شیخ الاسلام مخدوم ہاشم ٹھٹوی، نعمان ثانی حضرت مخدوم عبدالواحد سیوستانی ، حضرت حافظ عبدالوہاب فاروقی سچل سرمست ، حضرت مخدوم نوح سرور ھالائی۔ حضرت شیخ خضر قادری سیوستانی، حضرت میاں میر قادری لاہوری، حضرت شاہ عبدالکریم بلڑی والے، حضرت سید حیدر سنائی، قادر بخش بیدل (روہڑی) بحرالعلوم علامہ غلام صدیق ، بدرالعلوم حضرت مفتی عبدالغفور ہمایونی، فقیہ اعظم غوث الزماں شیخ طریقت حضرت علامہ الحاج مفتی پیر محمد قاسم مشوری، حضرت حافظ امام بخش سومرو باقرانی وغیرہ۔

(شہباز ولایت ص ۳۲)

Marfat.com

حضرت خواجہ
محمد باقی باللہ دہلوی
رحمۃ اللہ علیہ

Marfat.com

عبادات ومجاہدات: حضرت خواجہ محمد باقی باللہ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ بڑے بزرگ اور عارف وقت گذرے ہیں، علوم ظاہری و باطنی میں یگانہ روزگار تھے اور اپنے عہد کے قطب تھے، کابل کے رہنے والے تھے، اللہ نے سب کچھ دیا تھا۔ ناز ونعم میں پرورش پائی تھی ۔ابتدائی تعلیم وطن میں حاصل کر کے سمرقند تشریف لے گئے، جو اس وقت علوم وفنون کا گہوارہ بنا ہوا تھا۔ اور جہاں فضل وکمال کے دریائے مواج رواں تھے، آپ نے یہاں تمام علوم متداولہ کی تکمیل کی اور بہت جلد فارغ التحصیل ہو گئے۔ مذہب کا جوش دل میں بھرا ہوا تھا، عبادت سے بہت ذوق وانہماک تھا۔ جوان ہوئے تو زیارت مزارات کا شوق پیدا ہو گیا۔ اس سے باطنی ترقی کی طرف توجہ پیدا ہوئی۔ بزرگوں کی خدمت میں جانے لگے، آخر خواجہ امکنگی رحمۃ اللہ علیہ کے مرید ہوئے جو اس وقت مقتدائے وقت تھے۔ پھر جو آپ نے مجاہدات شروع کئے اور عبادات وریاضات میں مشغول ہوئے تو یہ حالت تھی کہ رات دن اسی میں مصروف رہتے تھے، نہ سونے سے غرض نہ کھانے کی پروا ،رات بھر محنت شاقہ میں منہمک رہتے اور صبح ہوتی تو آپ کو گونہ ناگوار گذرتا اور اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے کہ بارالہا، یہ کیا ہوا کہ رات اتنی جلدی گزر گئی میری تو ابھی حسرت بھی پوری نہیں ہوئی، سیری بھی نہیں ہوئی۔ بہر کیف جو تیری مرضی۔ پھر رات کے سناٹوں کا انتظار شروع ہو جاتا، صحبت پیر نے قلب اور سینہ کو جلد منور کر دیا اور خلافت حاصل کر لی، صبح فرض اور سنتوں کے مابین روزانہ اکتالیس مرتبہ سورۃ مزمل شریف پڑھتے ۔نماز کے بعد سورۃ یٰسین شریف کی تلاوت کا آغاز کر دیتے، پھر تلاوت قرآن میں مصروف ہوتے ،اشراق سے لے کر چاشت تک نہایت ذوق وشوق کے

Marfat.com

ساتھ قرآن کریم پڑھتے رہتے۔ چاشت کے بعد حاجتمندوں اور غریبوں کی سنتے اور ان کی دادرسی کرتے۔ دوپہر کے بعد نوافل میں مصروف ہو جاتے، تھوڑی دیر لوگوں سے گفتگو کے بعد عصر کی نماز پڑھتے اور مغرب تک درود شریف پڑھتے رہتے۔ مغرب کے بعد مریدین کی تربیت وتعلیم میں مصروف ہو جاتے اور عشاء کی نماز تک یہی سلسلہ رہتا، یہ وقت بہت فیض رساں اور منور ہوتا اور خانقاہ میں خاص رونق ہوتی۔ (سیر الاخیار ص ۴۸۶)

خانقاہ معلّٰی کی فیض رسانی: خرقہ خلافت عطا کرنے کے بعد آپ کے شیخ نے آپ کو دہلی روانہ کر دیا جہاں آپ کی خانقاہ اس وقت روحانیت وتصوف کا گہوارہ اور ایک شاندار ادارہ بن گئی تھی۔ دہلی میں آپ کو مزار حضرت قطب الاقطاب صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے بھی بہت فیض پہنچا۔ آپ اکثر یہاں حاضر ہوا کرتے اور مراقب رہتے تھے، خواجہ عبید اللہ احرار کے مزار سے بھی سمرقند میں آپ کو بہت کچھ حاصل ہوا تھا۔

دہلی میں یہ حالت تھی کہ آپ کی خانقاہ میں ہمہ وقت ایک ہجوم رہتا تھا، یہی نہیں کہ ہندوستان کے ہر حصے اور ہر گوشے سے طالبانِ طریقت حاضر ہوتے رہتے تھے، بلکہ بلاد ایشیا وافریقہ تک سے طلبا آتے اور اس سرچشمہ سے فیض یاب ہوتے، خانقاہ ہی کے ایک حصہ میں ایک عظیم الشان مدرسہ تھا جہاں علوم ظاہری کی اعلیٰ تعلیم ہوتی تھی اور جس میں کوئی ہزار طلبا زیر تعلیم رہا کرتے تھے، جن سے بڑے بڑے نامور علما پیدا ہوئے مکاتب ومدارس آج بھی ہیں۔ تعلیم آج بھی دی جاتی ہے مذاہب اور کتب مذاہب آج بھی موجود ہیں اور پڑھانے اور تعلیم دینے والے علما اور معلم آج بھی موجود ہیں لیکن ہمیں انتہائی رنج وتاسف کے ساتھ اس حقیقت کا اظہار کرنا پڑتا ہے کہ انگریزی

Marfat.com

اسکولوں اور کالجوں کی تو خیر حالت ہی دوسری ہے، فضا ہی اور ہے، تعلیم واسلوب تعلیم ہی مغربی ہے یہاں تو الحاد کے جھکڑ جس شدت وتیزی کے ساتھ بھی چلیں گے کم ہیں، مگر ہماری عظمت گذشتہ اور ذوق علمی کی مٹی ہوئی یادگار کی صورت میں جو مدارس دینی ومذہبی قائم بھی ہیں، ان کا نظام بھی بگڑا ہوا ہے، نہ اب وہ کمال ہے نہ وہ ذوق وشوق ہے اور نہ اخلاق ہے۔ انگریزی مدارس ہوں یا عربی درسگاہیں۔ باہم کچھ فرق ہو تو ہو مگر تربیت اور آراستگی اخلاق ناپید ہے، اور حقیقی مذہبی روح کہیں بھی پیدا نہیں ہوتی۔ (سیر الاخیار ص ۴۸۶)

ہمارے بزرگوں نے مساجد کے ساتھ مکاتب ومدارس کا اہتمام اسی غرض سے کیا تھا! کہ طلبا میں مذہبیت کی روح پیدا ہو۔ لیکن اب ایسے مکاتب میں بھی جو مساجد ہیں یا مساجد کے قریب مدارس واقع ہیں، ان میں کوئی خاص تغیر محسوس نہیں ہوتا۔ جس کی وجہ یہ ہے کہ اب ایسے معلم نہیں رہے۔ پہلے فضا اور معلم دونوں ضروری سمجھے جاتے تھے، اب نہ وہ فضا ہے اور نہ وہ معلم، حقیقت میں معلم ایک نمونہ ہوتا ہے اور طلبا کی نظر اس کی حرکات وسکنات پر رہتی ہے۔ جس مدرسہ کے معلم حضرت سلطان المشائخ رحمۃ اللہ علیہ حضرت بہاء الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ جیسے بزرگ ہوں ان کی عظمت ومنفعت کی حدود کو کون دیکھ سکتا ہے، یہی وجہ تھی کہ ان زمانوں میں یہی نہیں کہ مدرسوں سے سچے علما پیدا ہوتے تھے۔ بلکہ لوگ اولیا بن کر نکلتے تھے۔

مراقبہ میں حضرت ابوحنیفہ سے ملاقات: حضرت خواجہ باقی باللہ علیہ الرحمہ ایک بار نماز باجماعت ادا کر رہے تھے کہ آپ نے سورہ فاتحہ پڑھی۔ اس کے بعد آپ نے مراقبہ جو کیا تو دیکھا کہ حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ فرما رہے ہیں کہ خواجہ

Marfat.com

دنیا میں بکثرت اولیا وشیوخ گزرے ہیں جو میرے طریق پر تھے، میری پیش کردہ راہ پر گامزن رہے۔ان سب کا یہ دستور العمل تھا کہ امام کے پیچھے سورۂ فاتحہ نہ پڑھتے تھے، مگر تم پڑھتے ہو، تمہیں میرے طریق کا خیال نہیں مناسب یہ ہے کہ تم بھی سورۃ فاتحہ نہ پڑھتے تھے، دیکھو اور سمجھو کہ "ایاك نعبد" جمع کا صیغہ ہے، جماعت کے اندر انفرادیت کو جذب کر دینا چاہیے۔امام آخر تمہارا ہی امام تو ہے۔جب وہ سورۃ فاتحہ پڑھ رہا ہے تو گویا سب پڑھ رہے ہیں۔چنانچہ اس روز سے آپ نے امام کے پیچھے سورہ فاتحہ پڑھنا ترک کر دی۔اس سے واضح ہوتا ہے کہ آپ کس عظمت وجلالت کے بزرگ تھے کہ اولیائے متقدمین میں بھی آپ کا احترام تھا۔اور وہ آپ کو اپنے طریقہ پر چلانے کی سعی کرتے تھے۔

حضرت غلام علی شاہ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ رقم فرماتے ہیں کہ میں ایک دفعہ آپ کی زیارت کے لئے آپ کے مزار پُر انوار پر حاضر ہوا اور مراقبہ میں بیٹھ گیا۔آپ مزار سے باہر تشریف لائے، چونکہ گرمی شدید پڑ رہی تھی۔دھوپ ہوگئی تھی۔مزار مبارک پر قبہ بھی نہیں تھا، اس لئے میں اٹھ کر وہاں سے چلا آیا۔اس روز سے میری حالت ہی کچھ اور ہے اور باطن میں حیرت انگیز ترقی مشاہدہ کر رہا ہوں۔بے حد افسوس ہے کہ میں نے یہ کیا غلطی کی کہ اپنی تکلیف کا خیال کیا اور وہاں سے چلا آیا۔اگر کچھ دیر اور بیٹھا رہتا تو خدا جانے کیا حاصل ہوتا اور کیا ملتا۔(سیر الاخیار ص ۴۸۷)

چشتی نسبت: اسی طرح حضرت شیخ احمد مجدد الف ثانیؒ کے خلیفہ حضرت مولانا بدر الدین رحمۃ اللہ علیہ اپنی تصنیف میں رقم فرماتے ہیں کہ میں جو دہلی گیا تو حضرت خواجہ

Marfat.com

باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر مراقب ہوا۔ بہت فیض پہنچا اور بہت کچھ عنایت کیا۔ اس کے بعد پھر میں حضرت قطب الاقطاب رحمۃ اللہ علیہ، حضرت سلطان المشائخ اور حضرت خواجہ غریب نواز علیہ الرحمۃ کے مزارات پر حاضر ہو کر مراقب ہوا۔ ہر جگہ سے یہی ارشاد ہوا کہ تجھے جو کچھ حضرت خواجہ باقی باللہ علیہ الرحمۃ کے ہاں سے عطا ہوا وہ گو نہ ہمارا ہی عطیہ تھا۔ اس سے صاف واضح ہو جاتا ہے کہ آپ کو خاندان چشت سے بھی نسبت تھی۔ گو کہ کسی نے ایسا لکھا نہیں ہے۔ (سیر الاخیار ص ۴۸۸)

ایک نظر میں ولی بنا دیا: ایک شخص آپ کے پاس حاضر ہوا اور خانقاہ میں کئی روز تک آتا جاتا رہا۔ ایک روز آپ نے پوچھا کہ اے شخص تو کون ہے؟ اور یہاں کس غرض سے آیا ہے۔ عرض کی کہ ایک غریب الوطن مسافر ہوں۔ آپ کا شہرۂ کمال سن کر حاضر ہوا ہوں۔ فرمایا، بہتر ہے، میں تجھے تعلیم کرتا ہوں۔ خانقاہ میں قیام کر اور محنت و مجاہدہ میں مشغول ہو تا کہ تجھے کمال حاصل ہو جائے۔ میں نقشبندی طریقہ تلقین کروں گا۔ بولا حضور محنت تو مجھ سے نہ ہو سکے گی۔ کمال چاہتا ہوں اور بے محنت چاہتا ہوں۔ دیجئے اور اپنی طرف سے دیجئے۔ بادشاہ تو تھے ہی، خیال آ گیا۔ مگر پھر پوچھا کچھ تو محنت کر سکتا ہے؟ عرض کی کچھ نہیں۔ ملحوظ رہے کہ میں اگر اس آستانہ پاک سے محروم چلا گیا تو یہی سمجھوں گا کہ کتب تصوف میں عارفوں کے کمالات و کرامات کے متعلق جو لکھا ہے اس کی حقیقت ایک طلسم سے زیادہ نہیں۔ آپ کو جوش آ گیا اور ایک نظر جو اس پر ڈالی تو وہ تڑپنے لگا۔ اور بے ہوش ہو کر ساکت ہو گیا۔ ہوش جو آیا تو ساتوں طبق روشن تھے۔

(سیر الاخیار ص ۴۸۸)

Marfat.com

آپ نے مریدوں سے فرمایا کہ یہ شخص امی محض تھا۔ اللہ تعالےٰ نے اس پر فضل کیا تمام علوم اس پر روشن کر دیئے۔ جس علم میں چاہو، اس سے بحث کر لو۔ بحث جو کی گئی تو ثابت ہوا کہ وہ علم کا ایک دریا بن گیا ہے۔ اس وقت اس نے ہوا میں پرواز کی اور غائب ہو گیا۔ یہ تھی قطبیت حضرت خواجہ باقی اللہ کی، جو خاندان نقشبندیہ کے زبردست بزرگ گزرے ہیں۔ آپ کا وصال ۲۶ جمادی الثانی ۱۰۱۲ھ میں ہوا۔ مزار مبارک دہلی میں مرجع خلائق ہے۔

حضرت خواجہ باقی باللہ کی کرامات:

۱......ایک شخص امتحان کی غرض سے آپ کی خدمت میں زر و جواہر لے کر آیا۔ آپ نے قبول کرنے سے انکار کر دیا، جب اصرار زیادہ بڑھا تو آپ نے اپنے مصلّے کا کونا اٹھا کر اس سے کہا۔ 'دیکھ' اس شخص نے دیکھا کہ مصلّی کے نیچے سونے چاندی کا دریا لہریں لے رہا ہے۔' آپ نے فرمایا، فقیروں کا امتحان نہ لیا کر۔

۲......ایک عورت کا تین چار برس کا بچہ بلند دیوار سے گر پڑا۔ گرتے ہی اس کی حالت غیر ہو گئی۔ مشہور اطبائے زندگی نے مایوسی ظاہر کی، تو وہ حضرت کی خدمت میں بچے کو لے کر آئی اور دعائے صحت کی التجا کی، آپ نے توجہ فرمائی اور بچہ ایک منٹ میں تندرست ہو کر اپنے پاؤں سے اپنی ماں کے ساتھ گھر روانہ ہو گیا۔ مسالک السالکین میں ہے کہ دہلی کے ایک عالم دین نامردی کے سبب سخت نادم اور پریشان تھے۔ بیچارے نے علاج معالجہ بہت کیا۔ مگر کوئی فائدہ نہ ہوا۔ مایوسی کے عالم میں گھوڑے پر سوار ہو کر چل دیا۔ راستہ میں حضرت باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقات ہوئی۔ تعظیم کی نیت سے گھوڑے سے اتر آیا تو حضرت خواجہ نے اس سے معانقہ کیا۔ اور اس کو دو تین بار سینے سے خوب زور سے بھینچا، وہ عالم دین اسی وقت مکمل مرد بن گیا۔ اور اس میں قوت رجولیت پیدا ہو گئی۔ (سیر الاخیار ص ۴۹۰)

Marfat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حضرت خواجہ

امام ربانی سیدنا

مجدد الف ثانی الشیخ احمد سرہندی

رحمۃ اللہ علیہ

Marfat.com

ابتدائی حالات: قطبُ المجد دین، غوث الکاملین، غیاث العارفین، امام ربانی سیدنا مجدد الف ثانی الشیخ احمد سرہندی قدس سرہ، ۹۷۱ھ کو بتاریخ ۱۴ شوال) دارالعرفان سرہند شریف میں پیدا ہوئے (زبدۃ المقامات صفحہ ۱۹۰) آپ کا شجرۂ نسب ۳۱ واسطوں سے خلیفہ ثانی مرادِ رسول حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ سے جاملتا ہے۔

(مقامات خیر صفحہ ۳۳)

آپ کے والدِ ماجد مخدوم الاولیاء حضرت شیخ عبدالاحد علیہ الرحمہ بلند پایہ عالم دین اور عظیم المرتبت صوفی تھے، حضرت الشیخ رکن الدین علیہ الرحمۃ (متوفی ۹۸۳ھ) سے سلسلہ عالیہ قادریہ و چشتیہ میں خلافت حاصل کی (زبدۃ المقامات صفحہ ۱۴۳)۔

حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ، نے بیشتر علوم اپنے والد گرامی سے حاصل کیے۔ ان کے علاوہ حضرت مولانا کمال کشمیری، حضرت مولانا یعقوب کشمیری اور قاضی بہلول بدخشی علیہم الرحمۃ سے بھی علم حاصل کیا (جواہر مجددیہ صفحہ ۲۳) ۹۹۸ھ میں آگرے کا سفر اختیار کیا، وہاں درباری علما شیخ ابوالفضل اور شیخ ابوالفیض فیضی سے تعلقات قائم ہوئے، یہ دونوں بھائی آپ کا بہت احترام کرتے تھے۔ ۱۰۰۸ھ میں زیارت حرمین کے لئے جارہے تھے کہ راستے میں دہلی رُکے، وہاں حضرت خواجہ خواجگاں باقی باللہ علیہ الرحمۃ سے ملاقات ہوئی۔ حضرت خواجہ علیہ الرحمہ نے آپ کو اپنے پاس روک لیا چنانچہ آپ نے تین ماہ وہاں رہ کر وہ کچھ حاصل کیا جسے اور لوگ برسوں کے بعد بھی حاصل نہیں کر سکے تھے۔ حضرت خواجہ علیہ الرحمۃ آپ کو اپنی مراد سمجھتے تھے۔ فرماتے ہیں:

جب شیخ طریقت خواجہ امکنگی علیہ الرحمۃ نے فقیر کو ہندوستان جانے کا حکم دیا

Marfat.com

تو خود کو اس سفر کے لائق نہ دیکھتے ہوئے فقیر نے کچھ پس و پیش کیا۔ خواجہ موصوف نے استخارے کے لئے فرمایا، استخارہ کیا تو خواب میں دیکھا کہ ایک شاخ پہ طوطا بیٹھا ہے۔ دِل میں یہ خیال آیا، اگر یہ طوطا شاخ سے اڑ کر ہاتھ پر آ بیٹھے تو اس سفر میں کچھ سہولت ہو جائے، معاً وہ طوطا اُڑ کر ہاتھ پر آ بیٹھا۔ فقیر نے اپنا لعاب دہن اس کے منہ میں ڈالا اور اس نے فقیر کے منہ میں شکر ڈالی، اس خواب کی تعبیر خواجہ موصوف نے یہ فرمائی کہ طوطا ہندوستانی جانور ہے۔ ہندوستان میں تمہارے دامن سے ایک ایسا عزیز وابستہ ہوگا جس سے عالم منور ہوگا اور تم بھی اس سے مستفیض ہوگے۔ (زبدۃ المقامات)۔

حضرت خواجہ کی تعلیم و تربیت کے فیضان نے آپ کو ملت اسلامیہ کا پاسبان بنا دیا۔ آپ نے اپنی جرأت و استقامت سے اکبری و جہانگیری طوفانوں کے رخ موڑ دیئے اور کفرستان ہند میں اسلام کی حفاظت کا فریضہ سرانجام دیا۔ اس بات پر مورخین کرام کا اجماع ہے کہ اگر آپ کی ذات مقدسہ سرزمین ہند میں جلوہ افروز نہ ہوتی تو ''دین الٰہی'' کی تاریکی اسلام کے اجالوں کو چاٹ جاتی۔ حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی علیہ الرحمتہ نے کیا خوب لکھا: آج جو مساجد میں اذانیں دی جارہی ہیں، مدارس سے قال اللہ تعالیٰ وقال رسول اللہ ﷺ کی دلنواز صدائیں بلند ہورہی ہیں اور خانقاہوں میں جو ذکر وفکر ہورہا ہے اور قلب وروح کی گہرائیوں سے جو اللہ کی یاد کی جاتی ہے یا لا الٰہ الا اللہ کی ضربیں لگائی جاتی ہیں ان سب کی گردنوں پر حضرت مجدد کا بارِ منت ہے۔ اگر حضرت مجدد اس الحاد وارتداد کے اکبری دور میں اس کے خلاف جہاد نہ فرماتے اور وہ عظیم تجدیدی کارنامہ انجام نہ دیتے تو نہ مساجد میں اذانیں ہوتیں، نہ مدارس دینیہ میں قرآن، حدیث، فقہ اور باقی علوم کا درس ہوتا اور نہ خانقاہوں میں سالکین وذاکرین اللہ اللہ کے

Marfat.com

روح افزا ذکر سے زمزمہ سنج ہوتے الا ماشاء اللہ۔ (سیرت مجدد الف ثانی، تقدیم صفحہ ۱۰)

آپ قیومیت کے منصب پہ فائز ہوئے، قطبُ الارشاد اور مجدد الف ثانی کے مقام پر پہنچے، ہندوستان اور دیگر بلادِ اسلامیہ میں آپ کا فیض ابرِ رحمت کی طرح برسا، اللہ تعالیٰ نے آپ کو بیشمار ظاہری و باطنی خوبیوں سے مزّین فرمایا تھا ۔

لیسس علی اللہ بمستنکر

ان یجمع العالم فی واحد

ذیل کی سطور میں ہم آپ کے مختلف اوصاف وخصائل کا ذکر کرتے ہیں جنہیں پڑھ کر دل کے نہاں خانے سے یہ آواز نکلے گی ۔

بے مثال کی ہے مثال وُہ حُسن

خوبیٔ یار کا جواب کہاں

علم وفضل: حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ، علم وفضل میں اپنی مثال آپ تھے ، حافظ قرآن تھے۔ اسرارِ قرآنی پہ زبردست عبور حاصل تھا، حروف مقطعات سے واقف تھے، فہم متشابہات سے مالا مال تھے (حضرات القدس صفحہ ۲/۶۷) علم حدیث میں بہت بلند مقام حاصل تھا۔ خود فرماتے ہیں کہ یوں محسوس ہوتا ہے جیسے مجھے طبقہ محدثین میں شامل کرلیا گیا ہو۔ (زبدۃ المقامات صفحہ ۱۳۰) مسائل فقہ میں پورے طور پر متحضر تھے اور اصول فقہ میں بھی بہت زیادہ مہارت رکھتے تھے۔ (زبدۃ المقامات) علم کلام میں تو مجتہد تھے۔ فرماتے ہیں: مجھے توسط حال ایک رات جناب پیغمبر خدا ﷺ نے فرمایا، تم علم کلام کے ایک مجتہد ہو۔ اس وقت سے مسائل کلامیہ میں میری رائے خاص اور میرا علم مخصوص ہے،

Marfat.com

(مبداومعادشریف)۔آپ نے "شا ھق الجبل" جیسے مسائل اپنے بصیرت افروز اجتہاد سے حل فرمائے۔اور بھی اجتہادات کلامیہ، مکتوبات شریفہ کے صفحات میں بکھرے پڑے ہیں۔آپ کے خلیفہ حضرت علامہ ہاشم کشمی علیہ الرحمہ نے ارادہ بھی کیا کہ آپ کے اجتہادات کو اکٹھا کیا جائے۔(زبدۃ المقامات صفحہ ۳۵۵)

آپ کو آسمانوں کا علم حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے عطا فرمایا۔حضرت خضر علیہ السلام نے علم لدنی سے نوازا (ایضاً)۔آپ کو علم سے خصوصی لگاؤ تھا۔طلب علم کو صوفیانہ مجاہدات پہ ترجیح دیتے تھے۔مولانا بدر الدین سے فرمایا کرتے، سبق لاؤ اور پڑھو۔جاہل صوفی تو شیطان کا مسخرہ ہوتا ہے۔(حضرات القدس صفحہ ۹۷)

آپ نے خود علم کی تلاش میں دور دراز کا سفر اختیار کیا۔آگرے میں فیضی وابو الفضل جیسے علماء آپ کے علم وفضل کا لوہا مانتے تھے۔علامہ ہاشم کشمی علیہ الرحمتہ نے ایک واقعہ لکھا ہے: ''ایک دن حضرت مجدد ابوالفیض کے گھر آئے۔وہ غیر منقوطہ تفسیر لکھنے میں مصروف تھا۔جب اس نے آپ کو دیکھا تو خوش ہوا، کہا آپ خوب تشریف لائے۔تفسیر میں ایک مقام آیا کہ اس کی تفسیر وتاویل غیر منقوطہ الفاظ کے ذریعے مشکل ہوگئی۔میں نے بہت دماغ سوزی کی لیکن دل پسند عبارت دستیاب نہیں ہوئی۔حضرت مجدد نے گو کہ بے نقطہ عبارت کی مشق نہیں کی تھی لیکن کمال بلاغت کے ساتھ مطالب کثیرہ پر مشتمل ایک صفحہ لکھ دیا، جس سے وُہ حیرت میں پڑ گیا۔'' (زبدۃ المقامات صفحہ ۱۶۴)

ایک فاضل مکرم نے حضرت مجدد کے کلمات طیبہ کے متعلق اہل زمانہ کے قیل و قال کو سنا تو کہا: حقیقت ہے کہ اس زمانہ کے لوگوں کے مزاج اور ان کی فطرت ان بزرگوار کے حقائق ودقائق کو سمجھنے کے لائق نہیں ہے، ان عزیز کو چاہیے تھا کہ اگلے زمانہ

Marfat.com

میں ہوتے کہ لوگ ان کے کلام کی قدر جانتے اور متاخرین ان کے کلام کو کتاب میں بطور استشہاد کے بیان کرتے۔ (زبدۃ المقامات صفحہ ۲۹۶)

فکر وعرفان: حضرت علامہ اقبال علیہ الرحمتہ نے جو آپ کو "عرفان کا مجتہد اعظم" قرار دیا ہے تو آپ کے رشحات قلم کا مطالعہ کرنے سے اس کی تصدیق ہو جاتی ہے۔ آپ نے تصوف کے میدان میں ایسے فکر وعرفان کا اظہار کیا جس کی مثال پہلے نہیں ملتی۔ فکر و عرفان کی ان جولانیوں کے بارے میں خود لکھتے ہیں: "حق جل سلطانہ، کے انعامات کے متعلق کیا لکھا جائے اور کس طرح شکر ادا کیا جائے، جن علوم و معارف کا فیضان خداوند جل شانہ، کی توفیق سے ہوتا ہے ان میں سے اکثر قید تحریر میں آتے ہیں اور اہل نااہل کے کانوں تک پہنچتے ہیں، لیکن جو اسرار و دقائق کہ ممتاز ہیں ان کا ایک شمہ بھی ظاہر نہیں کیا جا سکتا بلکہ رمز واشارہ کے ذریعے بھی ان کے متعلق بات نہیں ہو سکتی، بلکہ اپنے عزیز ترین فرزند (جو اس فقیر کے معارف کا مجموعہ اور مقامات سلوک کا نسخہ ہیں) کے سامنے بھی ان اسرار کی باریکیوں کا ذکر نہیں کرتا۔ معانی کی باریکیاں زبان کو پکڑتی ہیں اور اسرار کی لطافت لب کو بند کرتی ہے۔ و یضیق صدری و ینطلق لسانی

(زبدۃ المقامات صفحہ ۳۰۳)

یہ حقیقت ہے کہ آپ نے مقام وجود وشہود کے متعلق جو معارف بیان فرماتے ہیں، آپ کا ہی حصہ ہیں۔ علامہ بدر الدین سرہندی علیہ الرحمتہ فرماتے ہیں: "تعین وجودی کہ جس کے متعلق آج تک کسی عارف نے لب کشائی نہیں کی تھی آپ پر ظاہر کیا گیا اور اس عالی مقام کے اسرار و برکات سے آپ کو ممتاز فرمایا گیا جیسے دفتر سوم کے

Marfat.com

مکتوب ۸۹ میں تفصیل آئی ہے۔'' (حضرت القدس جلد دوم ص ۸۲)

اسی طرح عین الیقین اور حق الیقین کے متعلق فرماتے ہیں: ''یہ فقیر کیا کہے اور اگر کہے تو کون سمجھ سکے اور کیا حاصل کر سکے، یہ معارف احاطہء ولایت سے خارج ہیں اور علمائے ظاہر کی طرح ارباب ولایت بھی ان کو سمجھنے سے قاصر و عاجز ہیں۔ یہ علوم انوار نبوت کی مشکوٰۃ سے ماخوذ ہیں کہ دوسرے ہزار سال والی تجدید سے محض تبعیت اور وارثت کی وجہ سے تازہ ہوئے ہیں۔ (مکتوبات شریفہ)

﴿ذَالِكَ فَضلُ اللّٰهِ يُوتِيهِ مَن يَّشَآءُ﴾

محبت رسول ﷺ: دین اسلام کا دارومدار محبت رسول ﷺ پر ہے۔ یہ جذبہ نہیں تو بقول اقبال سب کچھ ''بتکدہ تصورات'' میں ڈھل جاتا ہے۔ حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ، کی سیرت طیبہ کا مطالعہ کیجئے، ہر پہلو اس جذبے سے سرشار دکھائی دیگا۔ فرماتے ہیں: ''ایک وقت درویشوں کی جماعت بیٹھی تھی۔ اس فقیر نے اپنی محبت کی بنا پر جو آں سرور ﷺ کے غلاموں سے ہے۔ ان سے اس طرح کہا کہ آں سرور ﷺ کی محبت اس طور پر مسلط ہوئی کہ حق سبحانہ، کو اس واسطے سے دوست رکھتا ہوں کہ وہ محمد ﷺ کا رب ہے۔ حاضرین اس بات سے حیرت میں پڑ گئے لیکن مخالفت کی مجال نہ رکھتے تھے۔ یہ بات حضرت رابعہ بصری علیہا الرحمتہ کی اس بات کے خلاف ہے جو انہوں نے آں سرور ﷺ کے جواب میں کہی تھی کہ حق سبحانہ، کی محبت اس طور پر مسلط ہوگئی ہے کہ آپ کی محبت کے لئے جگہ باقی نہیں رہی۔ یہ دونوں باتیں اگرچہ سکر کی خبر دیتی ہیں لیکن میری بات اصلیت رکھتی ہے۔ انہوں نے عین سکر میں یہ بات کہی اور میں نے ابتدائے صحو میں۔

Marfat.com

ان کی بات مرتبہ صفات میں ہے اور میری بات مرتبہ ذات سے رجوع کے بعد کی ہے۔

(مبدا و معاد منہا ۳۷)

آپ کثرت سے درود پاک پڑھا کرتے، خصوصاً جمعہ کی شب اور جمعہ کے دن، دوشنبہ کی شب اور دوشنبہ کے دن، آخری زمانے میں جمعہ کی راتوں میں احباب کو جمع کر کے ہزار بار درود بھیجتے تھے (زبدۃ المقامات صفحہ ۲۸۶) یہ امر بھی اس کی گواہی دیتا ہے کہ آپ سراپا محبت رسول میں غرق تھے، جیسا کہ حدیث پاک ہے من احب شیئاً اکثر ذکرہ جو کسی شے سے محبت کرتا ہے اسی کا کثرت سے ذکر کرتا ہے۔ اذان میں جب حضور اکرم ﷺ کا نام مبارک آتا تو محبت سے انگوٹھے چوم کر آنکھوں پہ لگاتے۔

(جواہر مجددیہ)

اتباع شریعت: محبت رسول کا سب سے بڑا تقاضا یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی شریعتِ مطہرہ، سنت طیبہ اور اسوہ حسنہ پہ عمل کیا جائے۔ حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ اس وصف میں درجہ کمال پہ فائز تھے۔ آپ کے مکتوبات و رسائل کا بنیادی موضوع ہی اتباع شریعت ہے۔ فرماتے ہیں: ہم اپنی خوش نصیبی سمجھتے ہیں کہ کسی امر میں آں سرور ﷺ سے تشبہ اختیار کریں۔ اگرچہ تشبہ صورت ہی کے اعتبار سے ہو۔ لوگ بعض سنتوں میں شب بیداری اور اس طرح کی نیت کو دخل دیتے ہیں۔ ان کی کوتاہ اندیشی پر تعجب ہوتا ہے۔ ان کی ہزاروں شب بیداریوں کو آدھی متابعت کے عوض ہم نہیں خریدتے۔ رمضان کے آخری عشرہ میں ہم اعتکاف کے لئے بیٹھے، دوستوں کو جمع کیا اور کہا کہ متابعت کے حصول کے عوض ہمیں سینکڑوں گرفتاریاں قبول ہیں۔ لیکن ہزاروں تبتل اور

Marfat.com

انقطاع، توسل و متابعت کے بغیر ہمیں قبول نہیں ۔

آں را کہ در سرائے نگاریست فارغ است

از باغ وبوستان و تماشائے لالہ زار (زبدۃ المقامات ص ۲۸۵)

حضرت مولانا ہاشم کشمی علیہ الرحمتہ لکھتے ہیں: ''اس حال کو جس میں سرِ مُو بھی شریعت اور اہلسنت و جماعت کی رائے کی مخالفت ہوتی، قبول نہ کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ احوال، شریعت کے تابع ہیں شریعت، احوال کے تابع نہیں، کیونکہ شریعت قطعی ہے، وحی سے ثابت ہے اور احوال ظنی ہیں جو کشف والہام سے ثابت ہوتے ہیں۔ اور فرماتے اگر حضرت موسیٰ علیہ السلام بھی اس دنیا میں ہوتے تو وہ بھی اسی شریعت کی پیروی کرتے، (زبدۃ المقامات صفحہ ۲۹۰)

حضرت مولانا بدر الدین سرہندی علیہ الرحمتہ لکھتے ہیں: ''ایک عاقل خدا پرست شخص جو حضرت مجدد کی خدمت میں حاضر ہو چکا تھا، بیان کرتا تھا کہ میں برہان پور میں شیخ فضل اللہ علیہ الرحمتہ کی خدمت میں پہنچا جن کو اس سرزمین دکن کا قطب کہا جا سکتا ہے، انہوں نے مجھ سے حضرت مجدد کے اخلاق و اطوار کے متعلق دریافت کیا کہ تم ان کی خدمت میں رہے ہو، بتاؤ وہ کیسے ہیں؟ میں نے کہا کہ میں ان کے باطنی احوال کیا بیان کر سکتا ہوں، البتہ یہ کہہ سکتا ہوں کہ ظاہر و غائب میں جس طرح وہ سنت اور اس کی باریکیوں کی رعایت فرماتے ہیں، اگر اس زمانے کے تمام مشائخ بھی جمع ہو جائیں تو اس کا دسواں حصہ بھی ادا نہیں کر سکتے۔ شیخ فضل اللہ علیہ الرحمتہ بہت خوش ہوئے اور فرمایا کہ جو کچھ اسرار حقیقت یہ قطب الاقطاب فرماتے ہیں اور لکھتے ہیں وہ سب صحیح اور حقیقی ہیں، اور وہ اس معاملے میں بالکل سچے ہیں اور متحقق بھی ہیں کیونکہ قول کی سچائی اور حال کی

Marfat.com

بلندی محض حضور انور ﷺ کی کمال اتباع کی وجہ سے ہوتی ہے۔"

(حضرات القدس صفحہ ۶۲ جلد دوم)

حضرت مجدد علیہ الرحمۃ خود فرماتے ہیں: ہم نے خود کو شریعت میں ڈال دیا ہے، اور حضور انور ﷺ کی روشن سنت کی خدمت میں قائم ہیں۔ (حضرات القدس ص ۱۷۰)

احتیاط و تقویٰ: حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ، تمام امور شریعہ میں از حد احتیاط و تقویٰ کو ملحوظ خاطر رکھتے تھے مثلاً آپ کے وضو کرنے کا طریقہ ہی پڑھا جائے تو حیرت ہوتی ہے کہ اتنی احتیاط اور تقویٰ فقط آپ کو شایاں ہے۔ آپ کی نماز آپ کی کرامت تصور کی جاتی تھی۔ اس لئے کہ آپ نماز کے فرائض، واجبات، سنن و مستحبات کو نہایت احتیاط و تقویٰ سے ادا فرماتے تھے۔ مولانا بدر الدین سرہندی علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں: "میں آپ کی نماز دیکھ کر بے اختیار ہو جاتا اور یقین رکھتا تھا کہ آپ ہمیشہ حضرت سرور کائنات ﷺ کی خدمت میں رہتے ہیں اور آنحضرت ﷺ کی نماز کو دیکھتے ہیں اور اسی طریقے کے مطابق آپ نماز ادا کرتے ہیں اور یوں تو اس حقیر نے دوسرے علما و مشائخ کو بھی دیکھا ہے لیکن ایسی نماز کسی کی نہیں دیکھی" فرماتے کہ "اسی لیے یہ حقیر بلکہ ایک کثیر جماعت آپ کی نماز ہی کی وجہ سے آپ کی معتقد ہوئی تھی" (حضرات القدس صفحہ ۹۹ جلد دوم)

آپ کا ارشاد ہے: "لوگ ریاضت و مجاہدات کی ہوس کرتے ہیں حالانکہ کوئی ریاضت و مجاہدہ آداب نماز کی رعایت کے برابر نہیں" نیز فرمایا کہ "بہت سے ریاضیت کرنے والوں اور متورع کو دیکھا جاتا ہے کہ رعایتوں اور احتیاط میں مشغول ہیں لیکن آداب نماز میں سستی برتتے ہیں" (زبدۃ المقامات صفحہ ۲۸۸)

Marfat.com

زکوٰۃ کی ادائیگی میں یہ طریقہ تھا کہ جب کوئی آمدنی اور نذر آتی تو آپ سال کو ختم ہونے کا انتظار نہ فرماتے بلکہ رقم کے آتے ہی فوراً حساب کر کے زکوٰۃ ادا کر دیتے تھے۔ (حضرات القدس صفحہ ۲/۹۹) دیگر مسائل و احکام میں بھی احتیاط و تقویٰ آپ کا شعار تھا، مثلاً رفع سبابہ کے متعلق فرماتے ہیں: ''حنفیہ سے بھی بعض روایات اس کے جواز کے متعلق منقول ہیں، لیکن جب اچھی طرح تلاش اور جستجو کی گئی تو احوط اور مفتی بہ اس کا ترک معلوم ہوا کہ بہت سے علماء نے حرام و مکروہ بھی کہا ہے، اور جب کوئی امر حلت اور حرمت کے درمیان دائر ہو تو اس کا ترک اولیٰ ہے۔ اور کبھی احتیاطاً نوافل میں احتمال سنت کی بنا پر یہ عمل کر لیا کرتے تھے۔ (زبدۃ المقامات صفحہ ۲۸۹) اور نماز جمعہ کے بعد ظہر کے فرض کو چار سنت کے بعد آخر ظہر کی نیت سے احتیاطاً ادا فرماتے کہ بعض فقہا کے قول کے مطابق شرائط جمعہ نہیں پائی جاتیں۔ (حضرات القدس صفحہ ۲/۹۳) نماز کی امامت خود کراتے کہ سورۂ فاتحہ پڑھی جائیگی اور فقہائے شافعیہ و مالکیہ کے مذہب پہ بھی عمل ہو جائے گا۔ (زبدۃ المقامات)

ذوقِ عبادت: آپ بہت بڑے عبادت گزار اور ریاضت پسند تھے۔ علامہ بدر الدین سرہندی علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں کہ ''ایک امیر وقت کو حضرت مجدد علیہ الرحمۃ کے معاملے میں کچھ تردد ہوا۔ اس نے وقت کے قاضی القضاۃ (جو آپ کا ارادت مند تھا) سے دریافت کیا کہ اس طائفے کے باطنی احوال و اطوار کو دیکھ کر متقدمین اولیا کے احوال و اطوار کی یاد تازہ ہو جاتی ہے۔ کیونکہ ہم نے جب اگلے وقتوں کے بزرگوں کا حال کتابوں میں پڑھا تھا تو دل میں یہ خیال گزرا تھا کہ ان کی سخت ریاضتوں اور عبادتوں کا ذکر ان

Marfat.com

کے مریدوں نے مبالغے سے کیا ہو گا لیکن اب جو ہم نے حضرت مجدد علیہ الرحمۃ کو دیکھا تو تردد جاتا رہا بلکہ ان بزرگوں کے احوال لکھنے والوں سے ہم کو شکایت ہے کہ انہوں نے کم لکھا ہے۔ (حضرات القدس ۲۳۳/۲) آپ فرماتے ہیں: ''شرم آتی ہے کہ انفرادی نماز میں قوت و استطاعت کے باوجود رکوع و سجود میں کم تسبیحات پڑھی جائیں'' (حضرات القدس صفحہ ۱۶۶/۲)

شانِ مجاہدہ: شہزادہ دارا شکوہ آپ کے بارے میں لکھتا ہے: ''متاخرین میں آپ کا مقام بہت بلند ہے۔ آپ صاحب مجاہدہ درویش تھے'' (سفینۃ الاولیاء صفحہ ۲۳۳)
حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ بہت کم کھاتے۔ ''کھانے کے وقت دیکھا گیا کہ اکثر وقت درویشوں، عزیزوں اور خادموں میں کھانا تقسیم کرنے میں گزر جاتا اور اس اثنا میں کبھی تین انگلیوں سے کوئی نوالہ لے لیتے اور کبھی طبق پر ہاتھ پہنچا کر منہ پر رکھ لیتے اور صرف ذائقہ چکھ لیتے۔ اس وقت ایسا معلوم ہوتا کہ آپ کو کھانے کی حاجت نہیں ہے، محض اس لئے کھاتے ہیں کہ کھانا سنت ہے۔ انبیاء کرام نے کھانا ترک نہیں فرمایا''
(حضرات القدس صفحہ ۹۰/۲)

آپ کے مجاہدات سنت مطہرہ کے مطابق ہوا کرتے تھے۔ ہمیشہ عزیمت پر عمل فرماتے۔ آپ فرماتے ہیں: ''سالک اتباع جس قدر شریعت میں راسخ اور ثابت قدم ہوگا، اسی قدر ہوائے نفس سے زیادہ دور ہوگا۔ پس نفس اَمارہ پر شریعت اور امر و نہی کے بجالانے سے زیادہ دشوار کوئی چیز نہیں۔'' (مکتوب ۲۲۱ دفتر اوّل)

شانِ تمکین: حضرت علامہ ہاشم کشمی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں: آپ کی صحبت اکثر

Marfat.com

خاموشی کی حالت میں گزرتی اور کبھی مسلمانوں کے عیب اور غیبت کا ذکر نہیں ہوتا تھا۔ آپ کے ساتھیوں کو آپ کی ہیبت، بہت زیادہ ادب اور خشوع کی حالت میں رکھتی اور ان کو کھلنے کی ہمت نہ ہوتی تھی۔ آپ کی تمکین اس درجہ کی تھی کہ ان عظیم احوال کے وارد ہونے کے باوجود تلوین کے آثار آپ پر نمودار نہیں ہوتے تھے۔ شور، چیخ بلکہ بلند آواز سے آہ بھی ظاہر نہیں ہوتی تھی۔ دو سال کی مدت تک بندہ حاضرِ خدمت رہا لیکن اس مدت میں تین چار بار دیکھا گیا کہ آنسو کے قطرے چہرۂ مبارک پر گرے اور اس کے علاوہ تین چار بار معارف عالیہ بیان کرتے وقت آپ کے چشم ورخسار میں سرخی اور دونوں مبارک گالوں پر حرارت کا پسینہ دکھائی دیا۔ (زبدۃ المقامات صفحہ ۲۸۲)

عزم و استقلال: حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ کا دور از حد پر آشوب تھا۔ بدعت وضلالت کے اندھیرے پھیلے ہوئے تھے۔ کفر وشرک کی خزائیں زوروں پر تھیں۔ اکبر اعظم کی اسلام دشمنی اور جہانگیر کی آزادروی کے سامنے ایک فقیر بارگاہ رسالت تھا جس کے عزم واستقلال نے اندھیروں اور خزاؤں کا تسلط ختم کیا اور شہنشاہوں کی اکڑی ہوئی گردنیں خم کردیں۔ اللہ! اللہ!! آپ کے عزم واستقلال کی درخشندہ مثال سے تاریخ حریت جگمگا رہی ہے۔ بادشاہ وقت نے سجدہ تعظیمی کے لئے مجبور کیا لیکن آپ نے فرمایا، جو سر بارگاہ الوہیت میں جھکتا ہو، کسی اور کے دروازے پر کیسے جھک سکتا ہے۔ بادشاہ غیظ وغضب کا نشان بن گیا۔ ادھر آپ کے مخلصین نے یہ مشورہ دیا کہ بادشاہوں کے لئے سجدۂ تعظیم جائز ہے، سجدۂ تعظیمی کرلیں، آپ کو کوئی گزند نہ پہنچے گی۔ اس مرد حق آگاہ نے فرمایا: ''یہ فتویٰ تو رخصت ہے۔ عزیمت یہ ہے کہ سامنے سجدہ نہ کیا جائے''

Marfat.com

(مناقب آدمیہ و حضرات احمدیہ، بحوالہ سیرت مجدد الف ثانی صفحہ ۱۷۶) پھر اس کے بعد طرح طرح کے ظلم و ستم کا نشانہ بنایا گیا لیکن مجال ہے جو عزم و استقلال کے عظیم پیکر کے قدموں میں لغزش پیدا ہوئی ہو۔ ایسی استقامت کی توقع فاروق اعظم کے لختِ جگر سے ہی کی جا سکتی ہے۔ حضرت علامہ اقبال آپ کے عزم و استقلال کو سلام پیش کرتے ہیں ۔

گردن نہ جھکی جس کی جہانگیر کے آگے
جس کے نفس گرم سے ہے گرمی احرار

تسلیم و رضا: ڈاکٹر محمد مسعود احمد صاحب لکھتے ہیں: "نہ معلوم اس ہندو راجپوت نے کیا سلوک کیا، آگرے سے گوالیار کس طرح لے گیا، قلعہ گوالیار میں لے جا کر کیا کیا، ہاں اس پائے نازنین کو پابند سلاسل کیا، یہ کیسا ظلم کیا، سرزمین ہند میں اس کے جاں نثار و فدا کار اس اشارے کے منتظر ہیں مگر وہ اپنے رب کریم کی رضا پر راضی ہے۔ ظالم ظلم کیے جا رہے ہیں مگر وہ لطف اٹھا رہا ہے۔ کیا چشم عالم نے کبھی یہ منظر دیکھا ہے؟ ظالم نے نہ صرف پابند سلاسل کیا، گھر اجاڑا............ کتب خانہ ضبط، جائیداد ضبط، کنواں ضبط، زمین ضبط، جو کچھ پاس تھا سب ضبط کر کے آپ بے آسرا کر دیئے گئے مگر جس کا آسرا خدا پر ہو وہ کسی آسرے پر نہیں رہتا۔" (سیرت مجدد الف ثانی صفحہ ۱۶۷)

حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ، کے اپنے مکتوبات آپ کے جذبۂ تسلیم و رضا کے بہترین عکاس ہیں۔ آپ عالم اسیری میں لکھتے ہیں: "میر نعمان کو معلوم ہوا ہوگا کہ میرے خیر اندیش دوستوں نے ہر چند میری رہائی کے اسباب پیدا کرنے کی کوشش کی لیکن کچھ نتیجہ نہ نکلا۔ جو کچھ خدا نے کیا وہی بہتر ہے۔ بتقضائے بشریت مجھ کو بھی اس

Marfat.com

سے کچھ رنج ہوا اور دل میں تنگی ظاہر ہوئی لیکن تھوڑے ہی زمانہ میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے وہ رنج اور دل کی تنگی فرحت وشرح صدر سے بدل گئی، اور یقین خاص سے معلوم ہوا کہ اگر اس جماعت کی مراد جو میرے درپے آزار ہے، اللہ جل سلطانہ، کی مراد کے موافق ہے تو پھر اس پر ناپسندیدگی اور دل تنگی بے معنی اور دعویٰ محبت کے منافی ہے"

(مکتوب ۱۵، دفتر سوم)

ایک مقام پہ فرماتے ہیں: "آپ دوستوں سے کہہ دیں کہ وہ دل کی تنگی دور کریں اور جو لوگ درپے آزار ہیں انکی طرف سے بددل نہ ہوں بلکہ ان کے فعل سے لذت حاصل کریں ....اور جو میں نے جور و جفا کو صورت غضب کا آئینہ کہا ہے تو اس کی وجہ یہ ہے کہ حقیقت میں غضب دشمنوں کا حصہ ہے، دوستوں کے لئے صورتاً غضب ہے اور حقیقتاً عین رحمت۔ اس صورت غضب میں محبّ کے لئے اتنے منافع ودیعت کئے گئے ہیں کہ اس کی شرح کیا بیان کی جائے۔" (مکتوب ۱۵۔ دفتر سوم)

اپنے شہزادوں سے فرماتے ہیں: "فرزندانِ گرامی! خاطر جمع رہو، لوگ ہر وقت ہماری تکلیفوں پر نظر رکھتے ہیں اور اس تنگی سے خلاصی چاہتے ہیں، ان کو معلوم نہیں کہ نامرادی، بے اختیاری اور ناکامی میں کس غضب کا حسن و جمال ہے۔ اس کے برابر کونسی نعمت ہوگی۔ اللہ تعالیٰ جس شخص کو بے اختیار کر کے خود اس کے ارادے اور اختیار سے باہر نکال لے اور اپنے ارادے کے مطابق زندگی بخشے، حتیٰ کہ اس کے امور اختیاریہ کو بھی اس بے اختیاری کے تابع بنا کر اس کو اپنے ارادے اور اختیار سے بالکل دست بردار کر دیا جائے اور اس کو مردہ بدست زندہ بنا دیا جائے۔ قید کے زمانے میں جب اپنی ناکامی و بے اختیاری کو دیکھتا تھا تو عجب لطف اٹھاتا تھا اور انوکھا مزہ پاتا تھا۔

Marfat.com

فراغت والے مصیبتوں کے حسن کا کیا اندازہ کریں، بچوں کو صرف شیرینی میں مزہ ملتا ہے، لیکن جس کو تلخی میں لذت ملی وہ شیرینی کو ایک جو میں بھی نہیں خریدتا۔ والسلام علیٰ من اتبع الھدیٰ (مکتوب ۸۳، دفتر سوم)

حق گوئی: حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ حق گو، بے باک، نڈر اور بہادر شخصیت کے مالک تھے۔ قاضی ظہور احمد اختر لکھتے ہیں: ''حضرت مجدد نے جس سیاسی گھٹن اور جاہ و جلال اقتدار کے ہوتے شاہان وقت پر تنقید کی وہ انہیں کا حصہ تھا۔ اس نازک دور میں حکومت یا سربراہان حکومت پر تنقید کرنا اتنا آسان نہ تھا جتنا آج آسان ہے۔ ذرا ذرا سی باتوں پر تختۂ دار پر چڑھا دیا جاتا تھا، بلکہ اکبر کے متعلق مورخین نے لکھا ہے کہ اپنے مخالفین کو اپنے ہاتھ سے زہر دے کر تڑپا تڑپا کے مار دیا کرتا تھا۔ (فسانہ سلطنت مغلیہ صفحہ ۱۳۰، بحوالہ مجدد نمبر نور اسلام صفحہ ۱۵۲/۲) آپ کی حق گوئی کا ایک واقعہ ہے کہ ایک دفعہ آپ ابوالفضل سے ملنے آئے، ابوالفضل کو معلوم ہوا کہ آپ روزے سے ہیں۔ اس نے وجہ دریافت کی تو آپ نے فرمایا، چاند کے متعلق ابھی تک شرعی شہادت فراہم نہیں ہوئی۔ ابوالفضل نے کہا، بادشاہ نے تو حکم دے دیا ہے، اب کیا عذر ہے؟ بے ساختہ آپ کے منہ سے اس وقت یہ جملہ نکلا۔ ''بادشاہ بے دین است، اعتبار ندارد'' (بادشاہ بے دین ہے، اس کا کوئی اعتبار نہیں)۔ (الفرقان۔ مجدد الف ثانی نمبر ص ۸۷)

اندازہ کیجئے کہ مغل اعظم کے بہت بڑے ''حواری'' کے سامنے مغل اعظم پر اس قدر سخت تنقید کرنا کس بے خوفی، حق گوئی اور بہادری کی علامت ہے! مکتوبات شریفہ کا مطالعہ کریں، آپ نے حکومت وقت کی خوب خبر لی، مثلاً جہانگیر کے دور میں اس

Marfat.com

کے باپ پہ تنقید کرتے ہوئے لکھتے ہیں: ''بادشاہ کی درستگی سے عالم کی درستگی ہے اور بادشاہ کے فساد سے عالم کا فساد۔ آپ جانتے ہیں کہ زمانہ ماضی (یعنی عہد اکبری) میں اہل اسلام پر کیا کچھ نہیں گزرا۔ اسلام کی غربت حد کو پہنچی ہوئی تھی۔ اہل اسلام کی بدحالی اس سے آگے نہیں بڑھی تھی کہ مسلمان اپنے دین پر رہیں اور کافر اپنے طریقہ پر جیسا کہ آیت لکم دینکم ولی دین سے ظاہر ہے۔ لیکن زمانہ ماضی میں تو یہ حال ہوا کہ کفار تو برملا پورے غلبہ کے ساتھ دار اسلام میں احکام کفر جاری کرتے تھے، اور مسلمان احکام اسلام ظاہر کرنے سے عاجز و قاصر تھے، اگر ظاہر کرتے تو قتل کر دیئے جاتے تھے''۔ (مکتوب ۴۷ دفتر اوّل)

حُسنِ اَدب: حضرت امام ربانی قدس سرہ، ادب کی دولت سے مالا مال تھے۔ اللہ تعالیٰ کے نام پاک کے ساتھ جل سبحانہ، جل سلطانہ، کے کلمات اور حضور ﷺ کے اسم گرامی کے ساتھ درود و سلام کا خصوصی اہتمام فرماتے۔ جہاں اللہ و رسول کا ذکر خیر کرتے وہاں حسن ادب کی تابانیاں قابل دید ہوتیں۔ بزرگوں کی بارگاہ میں نہایت عاجزی و انکساری کا مظاہرہ کرتے۔ مولانا بدرالدین سرہندی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں: ''حضرت مجدد سرتاپا اکابر سلف و خلف کی محبت اور مدحت میں غرق تھے لیکن اگر ان بزرگوں کے کلام سے آپ نے اعراض فرمایا ہے تو وہ محض نیک نیتی اور حکمت و الہام و اعلام پر مبنی ہے۔'' (حضرات القدس صفحہ ۲/۱۵۲) مزید فرماتے ہیں: ''حضرت مجدد بزرگوں کا ادب جیسا کہ چاہیے ملحوظ رکھتے تھے۔ ایک مرتبہ آپ کے خاص مریدوں نے کتاب عوارف المعارف پڑھنی شروع کی اور آپ سے استدعا کی کہ اس کی شرح فرمادیں۔

Marfat.com

چنانچہ آپ نے اس کتاب کے ایک جزو کی شرح نہایت فصیح و بلیغ عربی میں لکھی لیکن پھر فرمایا کہ ہم نے اب اس کتاب کی شرح لکھنی چھوڑ دی ہے۔ اس خوف سے کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ کسی مقام پر ایسی بات آجائے جس سے اس کے مصنف (حضرت شہاب الدین سہروردی علیہ الرحمتہ) کا ادب ہاتھ سے جاتا رہے۔" (ایضاً صفحہ ۱۵۳/۲)

آپ نے بعض مقامات پر بعض بزرگانِ دین سے اختلاف فرمایا لیکن ہر مقام پر ان کا ادب ملحوظ خاطر رکھا۔ حضرت بایزید بسطامی اور حضرت منصور حلاج علیہما الرحمہ کے اقوال کی تاویل و توجیح اس انداز سے کی کہ ان پر کوئی حرف نہ آئے۔ یہ آپ کے حسن ادب کا ثبوت ہے۔ بعض مقامات پہ اختلاف کے باوجود حضرت شیخ اکبر علیہ الرحمتہ کے متعلق فرماتے ہیں: کیا عجب معاملہ ہے کہ باوجود اس کلام کے اور ایسی شطح خلاف جواز کے جناب شیخ مقبولان بارگاہ کبریا میں سے نظر آتے ہیں اور اولیاء اللہ کی جماعت میں ان کا مشاہدہ ہوتا ہے۔

بر کریماں کارہا دشوار نیست (مکتوب ۷۷۔ دفتر سوم)

ایک جگہ ان کے اس طرح شکر گزار ہیں: "اور جناب شیخ کے بعد جو مشائخ آئے ہیں ان میں سے اکثر نے جناب شیخ کی پیروی کی ہے اور آپ ہی کی اصطلاح کو اختیار کیا ہے۔ ہم پسماندگان انہی بزرگوار کے فیوض و برکات سے مستفید ہوئے ہیں اور ان کے علوم و معارف سے فوائد حاصل کئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہماری طرف سے ان کو جزائے خیر عنایت کرے" (مکتوب ۷۹۔ دفتر سوم)

آپ خود بزرگوں کا احترام کرتے تھے، اس لئے دوسروں سے بھی یہی توقع رکھتے تھے کہ وہ کسی بزرگ کی گستاخی نہ کریں۔ بزرگوں کی گستاخی کرنے والے سے اپنا

Marfat.com

تعلق توڑ لیتے تھے۔ جیسا کہ مشہور واقعہ ہے کہ ابوالفضل نے حضرت امام غزالی علیہ الرحمتہ کے بارے میں کہا:

غزالی نامعقول گفتہ است

آپ کو اس کی تاب نہ ہوئی اور یہ فرما کر فوراً چلے گئے، اگر ذوق صحبت ما اہل علم داری ازیں حرف ہائے دور از ادب زبان باز دار۔ اگر ہم جیسے اہل علم سے ملنے کا شوق ہے تو ایسی بے ادبی کے الفاظ سے زبان کو روکو۔ (زبدۃ المقامات)

آپ اپنے شیخ کامل، مرشد ربانی سیدنا محمد عبدالباقی، المعروف خواجہ باقی باللہ قدس سرہٗ کا بے پناہ ادب کرتے، خواجہ ہاشم کشمی لکھتے ہیں کہ ''مجھ سے خواجہ حسام الدین نے بیان کیا کہ ایک دفعہ حضرت خواجہ نے مجھے حکم دیا کہ اپنے پیر و مرشد (مجدد الف ثانی) کو بلا لاؤ۔ جب میں نے آپ سے حضرت خواجہ کے یاد کرنے کا ذکر کیا تو آپ کے چہرے کا رنگ ایک دم بدل گیا۔ خوف کے آثار ظاہر ہو گئے۔ انتہائے خشیت سے بدن میں اضطرابی کیفیت پیدا ہو گئی گویا کہ رعشہ طاری ہو گیا ہے۔ ان کی اس حالت کو دیکھ کر میں نے دل میں کہا، اب تک سنتا آیا تھا۔

''نزدیکاں رابیش بود حیرانی''

لیکن آج اپنی آنکھوں سے اس کا مشاہدہ کر رہا ہوں۔ (زبدۃ المقامات فصل سوم)

آپ نے اپنے مخدوم زادوں کی خدمت میں ایک مکتوب ارسال فرمایا جس کے ایک ایک حرف سے شکر و ادب کے سوتے ابلتے ہیں۔ حمد و صلوٰۃ کے بعد اپنے مخدوم زادوں کی جناب میں عرض ہے کہ یہ فقیر سر سے پاؤں تک آپ کے والد بزرگوار کے احسانات میں ڈوبا ہوا ہے۔ فقیر نے اس طریقہ کی الف با کا سبق انہی سے لیا

Marfat.com

ہے..... حضرت خواجہ سے جو اعلیٰ دولت اس فقیر کو ملی ہے اس کے عوض اگر یہ فقیر ساری عمر اپنے سر کو اپنے صاحبان کے عتبہ عالیہ کے خدام سے پامال کراتا رہے تب بھی ہیچ ہے۔

گر برتن من زبان شود ہر موئے

یک شکر وے از ہزار نتوانم کرد

حضرت خواجہ کی آستاں بوسی سے یہ فقیر تین مرتبہ مشرف ہوا ہے (مکتوب ۲۶۶ دفتر اوّل) جب کوئی بزرگ ملنے کے لئے آتا تو اس کی تعظیم کے لئے کھڑے ہو جاتے اور صدر مجلس میں ان کو جگہ دیتے (حضرات القدس ص ۱۰۰/۲) آپ نے متبرک کاغذ کو جس پر کچھ تحریر تھا، اٹھایا اور فرمایا: ''بے ادبی ہے کہ کوئی تحریر ہم سے نیچے رہ جائے۔'' (زبدۃ المقامات) یہ تو صرف کاغذ تھا، حسن ادب کی ایک اور درخشاں مثال دیکھئے: ''ایک دن آپ اسرار و معارف تحریر فرما رہے تھے، ناگاہ ضرورت بشری کی وجہ سے بیت الخلا تشریف لے گئے، تھوڑی دیر نہ گزری تھی کہ آپ باہر تشریف لائے اور آپ نے پانی طلب فرما کر بائیں ہاتھ کے انگوٹھے کے ناخن کو دھویا اور آپ نے فرمایا، ناخن پر سیاہی کا دھبہ تھا اور سیاہی حروف قرآنی کے اسباب کتابت میں سے ہے۔ بنابریں لائق ادب نہ سمجھا کہ اس دھبہ کے ہوتے ہوئے طہارت کروں اور پھر آپ برائے طہارت تشریف لے گئے۔'' (زبدۃ المقامات فصل ششم)

اسی طرح ایک دفعہ ایک حافظ جس نے سرہانے کے پاس فرش بچھایا ہوا تھا، قرأت میں مشغول ہوا۔ آپ نے دیکھا کہ آپ جس جگہ بیٹھے ہیں وہ اس فرش سے کسی قدر بلند ہے جس پر حافظ قرآن تلاوت کر رہا ہے۔ چنانچہ آپ نے اس زائد فرش کو اپنے پاؤں کے نیچے سے لپیٹ کر کنارے پر کر دیا۔ (ایضاً)

Marfat.com

ایک دفعہ طہارت خانے میں ایک کوزے پر نظر پڑی جس پہ اللہ تعالیٰ کا اسم جلالت کندہ تھا۔ آپ نے اس کوزے کو اچھی طرح صاف کیا اور نہایت ادب سے اونچی جگہ پہ رکھ دیا۔ پھر جب بھی پانی کی طلب ہوتی، اس کوزے میں پانی نوش فرماتے۔ اسی پہ الہام ہوا کہ تم نے ہمارے نام کو بلند کیا ہے، ہم تمہارے نام کو بلند کریں گے۔ اور آپ فرماتے ہیں: ''اگر میں سو سال بھی ریاضت کرتا تو اتنے فیوض و برکات حاصل نہ ہوتے جتنے اس عمل سے حاصل ہوئے۔ (حضرات القدس صفحہ ۱۱۳/۲)

عاجزی وانکساری: حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ کی اس درجہ شان جلالت کی ایک وجہ آپ کی عاجزی وانکساری ہے۔ حضور سرورِ عالم ﷺ فرماتے ہیں: ''جس نے اللہ کے لئے عاجزی کی، اللہ نے اس کا رتبہ بلند کر دیا۔'' جب آپ پر الزام لگا کہ آپ معاذ اللہ اپنے آپ کو صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے افضل سمجھتے ہیں، آپ نے بھرے دربار میں فرمایا: ''میں تو خود کو سگ سے بہتر نہیں سمجھتا تو پھر حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے کیسے افضل سمجھ سکتا ہوں'' (مناقب آدمیہ ورق ۱۷۱ بحوالہ سیرت مجدد الف ثانی ص ۱۷۷)

خواجہ ہاشم کشمی فرماتے ہیں: ''اس کمترین نے بارہا آپ سے سنا کہ کیا ہم اور کیا ہمارا عمل، جو کچھ بھی ملا ہے اللہ کا کرم ہے، اور اگر کوئی چیز اس کے کرم کے واسطے بہانہ بنی ہے تو وہ سید الاوّلین والآخرین ﷺ کی متابعت ہے۔ ہمارے کام کا مدار اس پر ہے۔'' (زبدۃ المقامات)

فرماتے ہیں، ''عمل صالح کو تکبر اس طرح تباہ کر دیتا ہے جس طرح لکڑی کو آگ تباہ کر دیتی ہے۔ آدمی کو چاہیے کہ اپنی پوشیدہ برائیوں اور خامیوں کو یاد کرتا رہے

Marfat.com

اور اپنی نیکیوں پر پردہ ڈالے، بلکہ اپنی عبادتوں کے ادا کرنے سے شرمندہ ہو۔(حضرات القدس ص ۱۶۷/۲)

اوصاف متفرقہ: ۱......حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ بہت فیاض و دریا دل تھے۔ کبھی نیا لباس پہنتے تو پہلا کسی غریب یا عزیز خادم یا مسافر کو دے دیتے۔ آپ کی خدمت میں پچاس ساٹھ بلکہ سو لوگ علماء عرفاء، مشائخ، حفاظ، اشراف و سادات میں سے ہوتے تھے جن کو آپ کے مطبخ سے کھانا ملتا تھا (حضرات القدس صفحہ ۱۰۰/۲)

۲......آپ کو اہل کفر سے سخت نفرت تھی۔ کافروں کی ہرگز تعظیم نہ کرتے گو کہ وہ صاحب حکومت اور صاحب جاہ کیوں نہ ہوتے تھے۔ (حضرات القدس صفحہ ۱۰۰/۲)

۳......ہر شخص سے سلام میں پہل کرتے۔ مولانا بدرالدین سرہندی فرماتے ہیں، مجھے معلوم نہیں کہ کبھی کوئی شخص سلام میں آپ پر سبقت کر سکا ہو (حضرات القدس صفحہ ۱۰۰/۲)

۴......فرض و سنت کی ادائیگی تو بڑی بات، آپ مستحبات پر بھی سختی سے عمل کرتے تھے۔ ایک دن کالی مرچ کے دانے طلب کئے۔ مولانا صالح ختلانی چھ عدد دانے لے آئے۔ آپ نے رنجیدہ ہو کر فرمایا، ہمارے صوفی کو دیکھو انہوں نے ان اللہ وتر و یحب الوتر نہیں سنا۔ اگرچہ یہ عمل مستحب ہے لیکن لوگ مستحب کو کیا سمجھتے ہیں؟ مستحب وہ کام ہے جو اللہ کو پسند ہے، اور اللہ کی پسند پر دنیا و آخرت قربان کر دی جائے تب بھی کچھ نہیں دیا۔ (زبدۃ المقامات)

ملفوظات: حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تصانیف عالیہ خصوصاً مکتوبات امام ربانی میں بے شمار ایسی باتیں ارشاد فرمائی ہیں کہ چند لفظوں میں بہت کچھ

Marfat.com

فرما گئے کوزے میں دریا کو سمو دیا۔ حضرت شیخ مصلح الدین سعدی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۶۹۱ھ ۱۲۹۲ء) نے صرف اخلاقیات پر فصاحت و بلاغت کا کمال دکھایا تھا لیکن حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے شریعت وطریقت کے مسائل کو پند ونصائح کی شکل میں جتنے فصیح و بلیغ انداز سے پیش کیا ہے اس کی نظیر شاید ہی کسی دوسرے بزرگ کی تصانیف میں پائی جاتی ہو۔ تبلیغ دین کی خاطر چند ایسے ارشادات قارئین کرام کی خدمت میں پیش کرنے کی سعادت حاصل کرتا ہوں۔ وَ بِاللہ التو فیق و علیہ التکلان

۱۔ انسان کی پیدائش سے مقصود اس کی عاجزی اور انکساری ہے۔

۲۔ جب تک انسان قلبی مرض میں مبتلا ہے اس وقت تک اس کی کوئی عبادت نافع نہیں ہے۔

۳۔ انبیائے کرام نے وحدت وجود کی نہیں بلکہ وحدت معبود کی دعوت دی تھی۔

۴۔ شریعت کا مقصود نفسانی خواہشات کو زائل کرنا ہے۔

۵۔ شریعت تمام دنیوی واخروی سعادتوں کی ضامن ہے۔

۶۔ صاحب شریعت کی پیروی کے بغیر نجات محال ہے۔

۷۔ سعادت دارین کی دولت سرور کونین ﷺ کی متابعت پر موقوف ہے۔

۸۔ آدمی کو کھانے پینے کے لئے نہیں بلکہ عبادت کے لئے پیدا کیا گیا ہے۔

۹۔ شریعت کی پیروی اور نبی اکرم ﷺ کی اطاعت نجات اخروی کی ضامن ہے۔

۱۰۔ دین متین سے فساد کے لزومات کو دفع کرنا ضروریات دین سے ہے۔

۱۱۔ شریعت وطریقت میں بال برابر بھی مخالفت نہیں ہے۔

۱۲۔ شریعت وطریقت ایک دوسری کا عین ہیں۔

Marfat.com

۱۳۔ توحید وجودی تنگ کوچہ ہے جبکہ شاہراہ اور ہے۔

۱۴۔ فتوحات مدینہ نے ہمیں فتوحات مکیہ سے بے نیاز کر دیا ہے۔

۱۵۔ دلالت فصوص سے نہیں بلکہ نصوص سے ہوتی ہے۔

۱۶۔ مذہب اہل سنت و جماعت کی بال برابر مخالفت بھی خطرناک ہے۔

۱۷۔ کتاب وسنت کے وہی معنی معتبر ہیں جو علمائے اہل سنت نے سمجھے ہیں۔

۱۸۔ جو مذہب اہل سنت سے جدا ہوئے وہ گمراہی اور خرابی میں جا پڑے ہیں۔

۱۹۔ اہل سنت و جماعت کے خلاف عقیدہ رکھنا بداعتقادی اور سم قاتل ہے۔

۲۰۔ اہل سنت و جماعت ہی ناجی گروہ ہے۔

۲۱۔ اس نعمت عظمیٰ کا شکر ادا کرنا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں ناجی گروہ میں داخل فرمایا۔

۲۲۔ سب سے بدترین فرقہ وہ ہے جو صحابہ کرام سے بغض وعناد رکھتا ہے۔

۲۳۔ صحابہ کرام پر طعن کرنا قرآن مجید اور شریعت محمدیہ پر طعن کرنا ہے۔

۲۴۔ صحابہ کرام کی پیروی کا پابند صرف اہل سنت و جماعت کا گروہ ہے۔

۲۵۔ صحابہ کرام میں عیب نکالنا پیغمبر خدا کی ذات میں عیب نکالنے کے مترادف ہے

۲۶۔ بعض صحابہ میں عیب نکالنا سب کی متابعت سے محروم ہونا ہے۔

۲۷۔ صحابہ کے معاملے میں زبان کو سنبھالنا اور انھیں اچھے لفظوں سے یاد کرنا چاہیے

۲۸۔ تمام صحابہ کرام کی پیروی ضروری ہے کیونکہ اصول میں وہ سب متفق تھے۔

۲۹۔ صحابہ شریعت کے تابع تھے اور ان کا اجتہادی اختلاف حق کی سربلندی کے

Marfat.com

لئے تھا

۳۰۔ تمام صحابہ کرام افضیلت صدیق اکبر پر متفق تھے۔

۳۱۔ خلفائے راشدین کی افضیلت ترتیب خلافت کے لحاظ سے ہے۔

۳۲۔ سادات سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قرابت کے باعث محبت رکھنی چاہیے

۳۳۔ علماء کی سیاہی قیامت میں شہیدوں کے خون سے وزنی ہوگی۔

۳۴۔ علماء حق کی نظر صوفیہ کی نظر سے بلند تر ہے۔

۳۵۔ علماء ہی شریعت کے حامل ہیں، انھیں ترجیح دینے میں شریعت کا احترام ہے

۳۶۔ لوگوں کی نجات علماء کے ساتھ وابستہ ہے۔

۳۷۔ علمائے آخرت کے کلام کی برکت سے توفیق عمل بھی مل جاتی ہے۔

۳۸۔ حقیقت سے واقف کار علماء کی دعا و توجہ کا طالب رہنا چاہیے۔

۳۹۔ حلال وحرام کے معاملے میں ہمیشہ دین دار علماء کی جانب رجوع کرنا چاہیے۔

۴۰۔ تمام نصیحتوں کا خلاصہ یہ ہے کہ دین داروں اور شریعت کی پابندی کرنے والوں سے میل جول رکھا جائے۔

۴۱۔ دنیا کی رغبت رکھنا علماء کے چہرے کا بدنما داغ ہے۔

۴۲۔ دولت کے حریص یعنی دنیا دار علماء کی صحبت زہر قاتل ہے۔

☆......☆......☆

Marfat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حضرت
خواجہ
محمد سلطان باہو

رحمۃ اللہ علیہ

Marfat.com

والد کی سرکاری عہدے سے کنارہ کشی: مغل فرمانروا شاہ جہاں کے عہد کا ذکر ہے۔ گیارہویں صدی ہجری میں بازید محمد نامی ایک سرکاری عہدے دار اپنے فرائض سے کنارہ کش ہوا اور کوہستان اعوان کی چوٹیوں میں کہیں روپوش ہو گیا، وہ شاہی سپاہ کا ایک آزمودہ کار معتبر اور جرأت مند سردار تھا اس لئے اس کی روپوشی نظر انداز نہیں کی جا سکتی تھی، دلی دربار کو فی الفور یہ اطلاع پہنچائی گئی کہ ''سردار بازید محمد حیرت انگیز طور پر اچانک مفقود الخبر ہو گئے ہیں۔'' دربار میں جیسے ہی یہ اطلاع پہنچی، شاہی فرمان جاری ہو گیا کہ ''بازید کے مفرور یا گم شدہ ہونیکا اعلان اس کے حلیے سمیت ملک کے طول و عرض میں چپے چپے پر عام کر دیا جائے اور اسے تلاش کرنے میں کوئی دقیقہ فروگزاشت نہ کیا جائے۔''

شاہی فرمان کی تعمیل میں بے شمار تیز رفتار گھوڑے حرکت میں آ گئے۔ سرکاری کارندے مستعدی اور سرگرمی سے دور دور کی مسافتیں سر کرنے لگے۔ ہندوستان کی مختلف سمتیں بیک وقت ٹاپوں کے شور سے گونجنے لگیں اور زمین سے گرد و غبار کے مرغولے اٹھ اٹھ کر آسمانوں کی جانب پرواز کرنے لگے۔ راستوں میں نظر آنے والا ہر مسافر گم شدہ سردار بازید کے حلیئے کی کسوٹی پر کسا جانے لگا، اس کا حلیہ ہر شہر کے دروازے کی چوکی میں موجود تھا۔

تمام ممکنہ مقامات چھانے گئے۔ آخر ملتان کے نواح میں ڈھونڈنے والے دستے نے ایک شخص کو دیکھا۔ وہ شخص گرد و پیش سے بے نیاز دریا کے کنارے اپنے آپ میں گم بیٹھا تھا۔ اس کی آنکھیں مندی ہوئی تھیں لیکن زبان کھلی ہوئی تھی اور " اللہ ھو

Marfat.com

اللہ ھو" کی ولولہ انگیز صداؤں سے دریا کا پانی لہر لہر جھوم رہا تھا، سرکاری اہل کاروں نے کود کود کے گھوڑوں کی زینیں خالی کر دیں، گمشدہ سردار کا حلیہ انھیں از بر تھا۔ انہوں نے ہر رخ سے اس شخص کا جائزہ لیا، ان کی آنکھیں چمکنے لگیں اور مسرت کی سرخی نے ان کے چہروں سے تھکن کی پیلاہٹ زائل کر دی۔ انہوں نے اطمینان سے گہری سانسیں لیں اور ایک دوسرے سے آنکھوں آنکھوں میں تبادلہ خیال کیا، پھر یہ انتظار کرنے لگے کہ وہ شخص اپنا ذکر ختم کر کے ان کی طرف متوجہ ہو۔

انھیں بہت دیر انتظار کرنا پڑا۔ پھر جب اس شخص نے اپنی زبان بند کر کے آنکھیں کھولیں اور چہرے پر ہاتھ مل کے اِدھر اُدھر دیکھا تو اپنے اردگرد کھڑے ہوئے سپاہیوں کو اس طرح استعجاب سے دیکھنے لگا جیسے انھیں پہچاننے کی کوشش کر رہا ہو۔ اک معمر سپاہی نے آگے بڑھ کر ادب سے دریافت کیا۔ "اگر ہمارا قیاس درست ہے تو سردار بازید محمد ہمارے سامنے ہیں؟"

وہ شخص چند لمحوں تک پلکیں جھپکاتا رہا۔ پھر یکبارگی اس کے لبوں پر تبسم ابھرا، اس نے نرمی سے کہا۔ "سپاہی! ہاں بازید محمد ہمارا نام ہے مگر ہم سردار بازید محمد نہیں ہیں۔ فقیر بازید محمد ہیں۔ تم سردار کی تلاش میں فقیر کی جانب کیسے نکل آئے۔ سپاہی نے کہا، محترم بزرگ، آپ کی بزرگی اور فقیری میں کلام نہیں، لیکن ہمیں جو حلیہ بتایا گیا ہے، اس کی رو سے میں اصرار کروں گا، کہ سردار بازید محمد آپ ہی ہیں" بازید خاموش رہے۔

سپاہی نے کہا۔ "کیا یہ غلط ہے کہ آپ دلی کی سلطنت کے منصب دار ہیں؟"

"ہاں غلط ہے۔" بازید نے متانت سے جواب دیا۔ "ہم دلی کی سلطنت کے منصب دار تھے، لیکن اب نہیں۔ اب ہم نے اس منصب اور ساری امارت وحشمت سے

Marfat.com

کنارہ کرلیا ہے۔ دیکھ نہیں رہے ہو کہ ہم نے اپنے سب ہتھیار اتار دیئے ہیں۔ اور اپنا گھوڑا آزاد کردیا ہے، تم نے آنے میں دیر کردی، اب بھلا وہ بازید کہاں، جس کی تلاش میں تم نکلے ہو۔"

"آپ کا فرمانا سر آنکھوں پر۔" سپاہی نے کہا۔ "لیکن گزارش ہے کہ آپ ہمارے ساتھ چلئے، اپنا یہ عذر ملتان کے ناظم کے سامنے بیان کردیجئے۔ آپ کو ناظم کی خدمت میں پیش کر کے ہم اپنے فرض سے سبکدوش ہو جائیں گے۔

"کوئی مضائقہ نہیں۔" بازید نے اٹھتے ہوئے کہا۔ "ہم تیار ہیں۔"

ناظم کے دربار میں: وہ سپاہیوں کی معیت میں وہاں سے روانہ ہوئے اور شہر کے ناظم کے پاس پہنچے۔ ناظم انھیں دیکھتے ہی تعظیماً کھڑا ہوگیا۔ اس نے تپاک سے ان کا استقبال کیا اور انھیں اپنے پہلو میں بٹھایا، یہاں بھی بازید نے وہی بات کی جو وہ دریا کے کنارے کر چکے تھے۔ شہر کے ناظم نے تحمل سے ان کی بات سنی، پھر انہیں مشورہ دیا کہ وہ جس بلندی پر پہنچ گئے ہیں وہاں سے لوٹ آئیں اور اپنا منصب دوبارہ سنبھال لیں۔ بازید نے ناظم کا مشورہ مسترد کردیا، ناظم نے بہت اصرار کیا لیکن وہ اس کا اصرار خاطر میں نہ لائے اور کہنے لگے، "اب اپنا ٹھکرایا ہوا منصب سنبھالنے کیلئے اعوان میں نہیں جائیں گے۔ یہیں ملتان میں رہیں گے، یہ اللہ والوں کی زمین ہے۔ ہمیں یہیں پناہ ملے گی۔"

ناظم نے اشتیاق آمیز لہجے میں کہا۔ "اچھا، اگر آپ ملتان ہی میں رہنے پر مصر ہیں تو فبہا۔ میں اسے اپنے لئے سعادت سمجھتا ہوں اور آپ سے ایک درخواست کرنا

Marfat.com

چاہتا ہوں، لیکن پہلے وعدہ کیجئے کہ آپ میری درخواست رد نہیں کریں گے۔"

بازید نے کچھ سوچا اور وعدہ کر لیا۔ ناظم نے انہیں اپنی ملازمت کی پیشکش کر دی۔ بازید تذبذب میں مبتلا ہو گئے مگر چونکہ وعدہ کر چکے تھے اس لئے بادل ناخواستہ انہیں اس کی پیشکش قبول کرنی پڑی۔ انہیں اس وقت ایک محفوظ فوجی کی حیثیت سے ملازم رکھ لیا گیا، جسے ضرورت پیش آنے پر طلب کیا جا سکتا تھا۔ سردست انہیں کوئی خدمت تفویض نہیں کی گئی۔ دو درہم ان کا روزینہ مقرر ہوا، بازید نے کہا۔ "ہم ملازم تو ہو گئے ہیں۔ لیکن واضح رہے کہ نہ ہم کسی کے ماتحت ہوں گے، نہ کوئی ہمارا افسر ہوگا۔ ہم خود پر کسی کو سلام کرنے کی پابندی بھی عائد نہیں ہونے دیں گے۔" ان کی شرائط بھی بے چون و چرا تسلیم کر لی گئیں۔

بازید کو ملتان کے ناظم کی با مراعات آزادنہ ملازمت اختیار کئے ہوئے ابھی زیادہ مدت نہیں ہوئی تھی، ایک روز اچانک بازید کو خبر ملی کہ ان کے آقا ملتان کے ناظم اور راجہ مروٹ کے درمیان جنگ چھڑنے والی ہے، کیونکہ بیکانیر کے ریگستان کے سوال پر دونوں میں شدید اختلاف ہو گیا ہے۔ یہ خبر ملتے ہی بازید "اللہ ہو" کا نعرہ بلند کرتے ہوئے اٹھے اور اسی وقت ناظم کے پاس پہنچے۔ ملتان کا لشکر اپنی مہم پر روانگی کیلئے تیار کھڑا تھا۔ کوچ کا نقارہ بجنے ہی والا تھا۔ بازید نے ناظم سے ملاقات کی اور از خود یہ درخواست کی کہ انہیں بھی مہم میں شرکت کی اجازت دی جائے تاکہ وہ فوج کے نمک کا حق ادا کر سکیں۔ ناظم نے ان سے دریافت کیا کہ وہ فوج کے کس دستے سے متعلق ہونا اور کس سردار کی قیادت میں جانا پسند کریں گے؟ بازید نے اسے اپنی یہ شرط یاد دلائی کہ وہ نہ کسی کے ماتحت ہوں گے، نہ کوئی ان کا سردار ہوگا۔ انہوں نے کہا کہ "ہم خود اپنا دستہ ہیں اور

Marfat.com

خود اپنے سردار۔ ہمیں تنہا جانے کی اجازت دی جائے۔" (سیر الاخیار ص ۳۶۸)

بازید محمد کی غیر معمولی شجاعت: ناظم نے اب تک کسی سپاہی سے ایسی بات نہ سنی ہوگی۔ وہ حیران رہ گیا۔ اس نے کوشش کی کہ بازید تنہا جا کے خواہ مخواہ ہلاکت کا خطرہ مول نہ لیں، بلکہ کسی دستے میں شامل ہو جائیں، اس طرح وہ نسبتاً محفوظ رہیں گے مگر اس کے سمجھانے بجھانے کے باوجود بازید اپنے موقف پہ قائم رہے۔ "ہم یہ مہم اپنی ذمے داری پر اور اپنے طور پر سر کرنے کے خواہشمند ہیں۔" انہوں نے استقلال اور استقامت سے کہا، ناظم نے چند لمحوں تک غور کیا پھر انہیں مایوسی اور اداسی سے تنہا روانہ ہونے کی اجازت دیدی۔ بازید نے راجہ مروٹ کی تصویر طلب کر کے ذہن نشین کی۔ راستہ دکھانے کیلئے ایک رہبر ساتھ لیا، تلوار سنبھالی، گھوڑے پر سوار ہوئے اور کسی تاخیر کے بغیر وہاں سے روانہ ہو گئے۔ ان کا گھوڑا ہوا سے باتیں کرنے لگا۔ مروٹ پہنچنے میں جب کچھ فاصلہ باقی رہ گیا تو انہوں نے رہبر کو رخصت کر دیا اور شہر کی حدود میں داخل ہو کر سیدھے راجہ کے دربار کی طرف روانہ ہو گئے۔ دربار کے نزدیک پہنچ کر انہوں نے گھوڑا ایک جگہ باندھ دیا اور دربار میں داخل ہو گئے۔ دونوں حکومتوں کے مابین قاصدوں اور ایلچیوں کی آمد و رفت جاری تھی۔ محافظوں اور پہرے داروں نے انھیں بھی ملتان کا کوئی ایلچی تصور کیا، اسلئے روکا نہیں، بازید کسی کی طرف توجہ دیئے بغیر تیز تیز قدم اٹھاتے ہوئے راجہ کے قریب پہنچ گئے۔ پھر اس سے پہلے کہ کوئی ان کے خطرناک ارادے کا اندازہ لگاتا اور مزاحم ہونے کی کوشش کرتا، انہوں نے یکا یک تلوار بلند کی دوسرے ہی لمحے ایک بھیانک چیخ سے در و دیوار لرز اٹھے اور راجہ کا سر اس کے قدموں پر

Marfat.com

جا پڑا۔ بازید نے وہ سر فوراً اپنی تحویل میں لے لیا۔ پورے دربار میں شور مچ گیا۔ امراء اور مسلح سپاہی پھرتی سے بازید کی طرف جھپٹے، تاکہ انہیں قابو کر کے گرفتار کر لیں یا قتل کر دیں۔ مگر بازید ایک لمحے کے لیے بھی غافل نہیں ہوئے تھے۔ اور راجہ کی گردن سے انہوں نے اپنی تلوار بھی صیقل کر لی تھی، اس لیے وہ اپنا دامن بچاتے اور مارتے کاٹتے اسی طرح تیزی کے ساتھ دربار سے نکل گئے، جس طرح آئے تھے۔ دربار سے باہر پہنچ کر بھی ان کی مستعدی اور تیزی میں کمی نہیں آئی، ان کی تلوار بجلی کی طرح کوندرہی تھی، اس لیے کسی کو ان کا راستہ روکنے کی ہمت نہیں ہوئی۔ جو شخص جہاں تھا وہیں ٹھٹھر کے رہ گیا۔ بازید دوڑتے ہوئے گھوڑے کے پاس پہنچے، گھوڑا گویا انہیں کا منتظر تھا۔ ایڑی لگنے کی دیر تھی، وہ سرپٹ دوڑنے لگا۔

ملتان کی فوج مروٹ کی جانب روانہ ہو چکی تھی۔ بازید نے اسے راستے ہی میں جا لیا۔ ملتان کا ناظم بھی فوج کے ساتھ تھا۔ بازید سیدھا اس کے پاس پہنچے، انہوں نے راجہ مروٹ کا کٹا ہوا خون آلود سر اس کے قدموں میں ڈال دیا۔ لوگ پہلے تو انگشت بدنداں رہ گئے۔ پھر معاً فوج میں فتح کے نعروں کا غلغلہ بلند ہوا اور سپاہی گھوڑوں سے اتر اتر کے مسرت کے ساتھ ایک دوسرے سے بغل گیر ہونے لگے۔ بازید نے انہیں اسی حالت میں چھوڑا اور اپنے مسکن کی راہ لی۔ مسکن پہنچ کے وہ پہلے کی طرح پھر خشوع و خضوع سے اوراد و وظائف میں مشغول ہو گئے۔

راجہ مروٹ کا خاتمہ کرنا بازید کا ایک غیر معمولی کارنامہ تھا، لہٰذا ان کا نام ایک بار پھر لوگوں کی زبانوں پہ عام ہو گیا اور عوام و خواص جوق در جوق ان کی طرف رجوع کرنے لگے، دلی دربار سے بھی تحسینی پیغامات بھیجے گئے اور ایک خصوصی شاہی قاصد یہ حکم

Marfat.com

لے کر آیا کہ وہ اپنی شجاعانہ صلاحیتوں سے خلق کو فائدہ پہنچائیں اور اعوان جا کے دوبارہ اپنا عہدہ سنبھال لیں۔ بازید نے جھنجلا کے جواب دیا۔ ''ہم دنیا کو بھولنا چاہتے ہیں۔ اور یہ کم بخت ہمارا پیچھا نہیں چھوڑتی۔'' انہوں نے قاصد کے ذریعے دربار میں یہ عریضہ بھیجا کہ ''ہم نے اپنی آئندہ زندگی خدا اور صرف خدا کیلئے وقف کر دی ہے، چنانچہ ہمیں یاد خدا کیلئے ہر ذمے داری اور ہر خدمت سے سبکدوش کر دیا جائے۔''

یادِ خدا کے لئے وقف: چار و نا چار ان کا یہ عریضہ منظور کر لیا گیا اور انہیں یہ اجازت دے دی گئی کہ وہ جہاں مناسب سمجھیں وہاں رہیں۔ انھیں آئندہ نہیں چھیڑا جائے گا، تاہم معاشی کفالت کیلئے کچھ جاگیر ضرور قبول کرنی ہوگی، یہ ہندوستان کے حاکم شاہجہان کا اصرار تھا، اس لئے کافی ردوقدح کے باوجود آخر بازید کو جاگیر قبول کرنی پڑی۔ انہوں نے اس کیلئے قریبی پرگنے میں شورکوٹ کا مقام منتخب کیا اور جاگیر کی آمدنی وہاں کی خانقاہ اور مدرسے کیلئے وقف کر دی۔

ان کے خدام مدت سے ان کی تلاش میں تھے۔ اب ان کا شہرہ پھیلا تو خدام کو بھی ان کا سراغ مل گیا، وہ بے تابانہ اپنے آقا کی خدمت میں پہنچے۔ انہوں نے بازید سے گزارش کی کہ وہ گھر واپس چلیں، ان کے بغیر گھر سونا ہے اور ان کے متعلقین کی آنکھیں سوج چکی ہیں۔ اور آنسوؤں کا تمام ذخیرہ کام آ چکا ہے۔ بازید نے مختلف جوازوں سے خدام کو محروم و نامراد رخصت کر دیا۔ ان لوگوں کی آمد ان کے شغل میں خلل کا باعث ہوتی تھی، وہ سخت الجھن میں گرفتار تھے۔

Marfat.com

خبر ہوتی کہ یوں چھپتا پھروں گا

تو اپنے آپ میں روپوش رہتا

خدام نے گھر واپس پہنچ کے ان کی واپسی کے سلسلے میں قطعی مایوسی کا اعلان کر دیا۔ گھر والے تاسف اور تشویش سے ایک دوسرے کی صورتیں تکنے لگے۔ پھر ایک آخری کوشش کے طور پر ان کی بیوی اور بھائیوں نے ان سے ملنے کا فیصلہ کیا۔ ان کی بیوی کا نام بی بی راستی تھا۔ بی بی راستی کے بھائی بڑی امید سے بہنوئی کے مسکن کی طرف روانہ ہوئے۔ وہاں پہنچ کے انہوں نے بھی بازید کو طرح طرح سے واپسی کی ترغیب دی اور کہا۔ ''ہم بڑے ناز سے آئے ہیں کہ آپ ہماری درخواست رد نہیں کریں گے۔''

بازید کے لئے اس طرح اپنے نسبتی بھائیوں کو ٹالنا آسان نہیں تھا اور وہ ان کے دل توڑنا بھی نہیں چاہتے تھے۔ چنانچہ انہوں نے کہا۔ ''عزیزو! اگر تمہاری ہمشیرہ بی بی راستی بھی یہی فرمائش کریں کہ لوٹ آؤ تو یقین کرو، ہم ضرور لوٹ آئیں گے۔ جاؤ اور اس سلسلے میں اپنی ہمشیرہ کا عندیہ معلوم کرو۔''

یہ شرط سن کے بی بی راستی کے بھائی پھر گھر پہنچے اور انہوں نے اپنی بہن سے کہا کہ وہ خود شوہر کیلئے واپسی کا پیغام بھیجیں۔ بی بی راستی خاموش ہو گئی۔ وہ ایک پرہیز گار خاتون تھیں اور اپنے شوہر کی مزاج شناس تھیں اور حقیقت یہ ہے کہ بازید نے انہی کی پرہیز گاری سے متاثر ہو کے دنیوی آلائشیں ترک کی تھیں۔ بی بی راستی کے بھائی بے چینی سے ان کے جواب کے منتظر تھے۔ چند لمحوں کی خاموشی کے بعد بی بی راستی نے کہا مشیت کا بھید یہی ہے کہ وہ جس راہ پر گامزن ہیں۔ انھیں اسی پر گامزن رہنے دو۔ یہی سعادت ہے۔ یہی مشیت ہے۔ یہ کہہ کے انہوں نے کچھ دیر تک سکوت کیا، پھر جھکی ہوئی

Marfat.com

پلکوں اور سرخ عارضوں کیساتھ دبی زبان میں اپنے بھائیوں کو بتایا کہ ''تمہاری بہن کے پاس اللہ کی امانت پرورش پا رہی ہے۔ اسے مادرزاد ولی ہونا ہے۔ اس کا ظہور چناب میں ہوگا، ہمیں حکم ملا ہے کہ اس کی خاطر دنیا ترک کر دیں۔ ہمیں اب دنیا کی طرف آواز نہ دو۔ غور سے سن لو کہ تمہارے بہنوئی اب واپس نہیں آئیں گے اور مجھے بھی وہیں پہنچ کر ان کی رفاقت کا حق ادا کرنا ہے'' (سیر الاخیار ص ۵۳۶)

حضرت سلطان العارفین کی ولادت: بی بی راستی کے بھائیوں کو بہنوئی کے علاوہ بہن کا فراق بھی قبول کرنا پڑا۔ جلد ہی بی بی راستی اپنے شوہر کے پاس شورکوٹ پہنچا دی گئیں اور اس طرح شورکوٹ کی فضا میں دو آوازیں مل کے ''اللہ ہو'' کا ورد کرنے لگیں۔ زیادہ وقت نہیں گزرا تھا کہ ان آوازوں سے ایک نوزائیدہ بچے کا رونا بھی ہم آہنگ ہو گیا اور اللہ کی نادیدہ امانت مجسم ہو کے بی بی راستی کی آغوش میں چمکنے لگی۔ تارک الدنیا باپ کا سر تشکر سے زمین پر جھک گیا۔

بی بی راستی خدا کی عبادت سمجھ کر اس پودے کی آب یاری کرنے لگی۔ بچے کے فطری اور پیدائشی جواہر گہوارے ہی میں چمکنے لگے۔ شیر خواری میں اس کا عالم تھا کہ اگر رمضان کے دن ہوتے تو روزے کے اوقات میں وہ ماں کا دودھ پینے سے عمدہ اجتناب برتتا۔ بی بی راستی عبادت یا تلاوت کرنے کیلئے بیٹھتیں تو انھیں یہ اطمینان اور یقین ہوتا تھا کہ ان کا بچہ عام بچوں کی طرح ان کے شغل میں نہیں حارج ہوگا۔ بچے نے بھی ان کے اس اطمینان اور یقین کو کبھی ٹھیس نہیں پہنچائی۔ وہ گہوارے میں لیٹے لیٹے اپنی ماں کے وظائف یا تلاوت کو توجہ، انہماک اور خاموشی سے سنتا رہتا، جب ماں شغل ختم کر کے اس

Marfat.com

کی طرف متوجہ ہوتیں تو انہیں ایسا محسوس ہوتا جیسے معصوم بچہ اپنی توتلی زبان میں ان کا وظیفہ دہرا رہا یا انہیں قرآن سنا رہا ہے ان کی آنکھیں مسرت سے اشک بار ہو جاتیں اور ان کے بے قرار لب بچے کی پیشانی پر نگینے ثبت کرنے لگتے۔ (ایضاً ص ۵۳۲)

ماں کی تربیت: بچہ اسی فضا میں پرورش پاتا رہا۔ یہاں تک کہ اس نے گھٹنوں چلنا شروع کر دیا، پھر ماں کی انگلی تھام کے اپنے پیروں پہ چلنے لگا۔ اور رفتہ رفتہ وہ وقت بھی آ گیا کہ وہ گھر سے نکل کے گلی میں جانے کے قابل ہو گیا۔ وہ جب بھی گلی میں پہنچتا، محلے کے دوسرے بچوں سے صاف الگ پہچانا جاتا۔ اس کی آنکھوں میں ستاروں کی اور پیشانی میں چاند کی چمک تھی۔ وہ دیکھنے والوں کیلئے عجیب مقناطیسی کشش کا حامل تھا، جس شخص کی بھی اس پر نظر پڑتی وہ بے اختیار اس کی طرف کھنچا چلا جاتا اور خواہ اجنبی ہی کیوں نہ ہو۔ اسے اٹھا کے بازوؤں میں بھرے بغیر نہ رہتا، کتابوں میں لکھا ہے کہ اس کے ماتھے پر نور کی غیر معمولی اور مسحور کن دمک تھی۔ یہ دمک نور اور حسن پیدا کرنے والے کی ناقابل تردید حقانیت کا اظہار تھی۔ مناقب سلطانی کے مولف نے لکھا ہے کہ بازید محمد اور بی بی راستی کا یہ بچہ طفولیت میں گھر سے باہر نکلتا تو جو بھی غیر مسلم اس کی طرف دیکھتا اس کی حالت میں اچانک ایک حیرت انگیز تغیر پیدا ہوتا اور وہ کسی ظاہری ترغیب و تبلیغ کے بغیر بے اختیار کلمہ پڑھ کے خود بخود اسلام قبول کر لیتا۔ اس طرح بے شمار غیر مسلم اسلام کے پرچم تلے جمع ہو گئے۔ یہ ایک عجیب و غریب بات تھی۔ اس بچے کے باعث شہر کے غیر مسلم جب اپنے بہت سے ہم مذہبوں سے ہاتھ دھو بیٹھے تو ان میں تہلکہ مچ گیا اور وہ بے حد تشویش میں مبتلا ہو گئے، ایک روز باہم مشورے کیلئے وہ سر جوڑ کے بیٹھے اور

Marfat.com

خاصے غور و فکر کے بعد انہوں نے بچے کے باپ بازید محمد سے ملنے کا فیصلہ کیا۔

جلد ہی انہوں نے ایک وفد کی صورت میں بازید محمد سے ملاقات کی۔ بازید محمد ان کے ساتھ نہایت خوش خلقی سے پیش آئے اور ان کی تواضع کرنے لگے۔ وفد کے لوگوں نے شکایت آمیز انداز میں ان کے سامنے اپنا مدعا رکھا اور اپنے مذہب کی حفاظت کے پیش نظر یہ مطالبہ کیا، آپ کا بچہ جب بھی گھر سے باہر نکلے پہلے سے منادی کر دی جائے تاکہ ہم وقت سے پہلے مطلع ہو کر اپنے لوگوں پر باہر نکلنے کی پابندی عائد کر سکیں۔

بازید محمد مسکرائے۔ انہوں نے خندہ پیشانی اور سیر چشمی سے غیر مسلموں کا یہ مطالبہ تسلیم کر لیا، اس کے بعد یہ معمول ہو گیا کہ جب بھی ان کا بچہ گھر سے باہر جانے کا ارادہ ظاہر کرتا۔ یا وہ خود اسے سیر کیلئے لے جاتے تو شہر کے تمام کوچوں میں اس کے نکلنے کا اعلان کروا دیتے۔ اعلان ہوتے ہی غیر مسلم لوگ اپنے اپنے گھروں یا دکانوں میں چھپ کے بیٹھ جاتے، تاکہ کہیں غلطی سے بچے پر ان کی نظر نہ پڑ جائے۔

بچہ ان تمام باتوں سے بے نیاز اپنے اندر سفر کر رہا تھا۔ اندر کا سفر کرتا ہوا وہ شعور اور تمیز کی منزل میں پہنچا تو والدین نے اس کیلئے مروجہ تعلیم و تربیت کا اہتمام کیا لیکن اس پر تو جذب و مستی کا غلبہ تھا۔ والدین کی تدبیر کارگر نہیں ہوئی۔ اس کی یہ روش دیکھ کر ایک روز بازید نے اپنی بیوی سے کہا۔ ''راستی! تمہارا بیٹا ازلی فیض سے سرفراز کیا گیا ہے۔ اسے نہ چھیڑو۔ اس کی تعلیم و تربیت ہمارا نہیں، اس کا ذمہ ہے۔ جس نے آبشاروں کو بہنا اور طائروں کو چہکنا سکھایا ہے۔'' (سیر الاخیار ص ۵۳۳)

Marfat.com

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے ملاقات: بازید محمد کی توقع غلط ثابت نہیں ہوئی۔ انہی دنوں کا ذکر ہے، ان کا بچہ ایک روز شور کوٹ کے نواح سے گزر رہا تھا۔ اچانک اس پر بے خودی طاری ہوئی۔ بے خودی میں اس نے دیکھا کہ ایک نورانی صورت، صاحب جلال و حشمت سوار اس کے سامنے نمودار ہوئے اور انہوں نے نہایت اپنائیت سے اس کا ہاتھ تھام کے اسے اپنے ساتھ بٹھالیا۔ بچے پر تعجب بھی طاری ہوا اور خوف بھی، مگر نووارد سوار نے دل نشین لہجے میں اس کی ہمت بندھائی اور یہ انکشاف کر کے اسے مبہوت کر دیا کہ وہ علی ابن ابی طالب ہیں۔ بچہ کم عمر ضرور تھا۔ لیکن کم علم نہیں تھا کہ اس نام سے واقف نہ ہوتا، اسے گمان بھی نہ ہوگا، کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے اس طرح ملاقات ہوسکتی ہے۔ وہ وفور مسرت میں مچل کے خود کو ان پر قربان کر دینا چاہتا تھا۔ لیکن ان کی قربت کے احساس نے اسے یہ اذن تک نہیں دیا کہ وہ جنبش کر سکے۔ اس کا جسم ساکت تھا، زبان گنگ تھی اور پتلیاں متحرک تھیں، اس کی کیفیت دیکھ کر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اس پر توجہ کی تو اسے کچھ حوصلہ ہوا۔ ”اے فرزند! تمہاری طلبی رسول اللہ ﷺ کے دربار سے ہوئی ہے۔ وہیں چل رہے ہیں۔“

وقت کی نبض تھم گئی اور بچے نے لمحوں میں خود کو رسول مقبول ﷺ کی بارگاہ میں شرف یاب دیکھا۔ اس بارگاہ میں اہل بیت کے علاوہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے بچے پر توجہ کی اور رخصت ہو گئے۔ پھر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے توجہ دی اور رخصت ہوگئے۔ صرف اہل بیت محفل میں موجود رہے۔ رسول اکرم ﷺ نے بچے سے پہلے خود بیعت لی پھر اسے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے سپرد کر دیا۔ اس حیرت ناک واقعے کے

Marfat.com

بعد بچے نے معاً خود کو دوبارہ شورکوٹ کے نواح میں پایا، جہاں سے اسے لے جایا گیا تھا

پھر اس کی دنیا بدل گئی اور جب وہ بڑا ہوا تو سلطان العارفین شیخ سلطان باہو کے نام سے مشہور و معروف ہوا۔ سلطان باہو اپنی کتاب ''عین الفقر'' میں اسی واقعے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ ''مرشد کامل آں حضرت ﷺ نے مجھے تلقین فرمائی تو میری آنکھوں کے سامنے درجات اور مقامات کا کوئی حجاب باقی نہ رہا۔ اول و آخر یکساں ہو گیا اور میں تلقین سے مشرف ہوا تو دختر رسول فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ تو ہمارا فرزند ہے پھر میں نے امام حسن اور امام حسین رضی اللہ عنہما کے قدم چومے اور اپنی گردن میں غلامی کا حلقہ پہنا، محبوب خدا نے تلقین کے بعد مجھے ہدایت دی کہ خدا کی مخلوق سے محبت کرنا۔ تمہارا درجہ روز بروز بلکہ لحظہ بہ لحظہ ترقی پر ہوگا اور ابدالآباد تک ایسا ہوتا رہے گا۔ کیونکر یہ سروری و سرمدی حکم ہے، بعد ازاں آں حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ نے مجھے غوث اعظم شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے سپرد کیا، غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے سرفراز کرنے کے بعد مجھے خلقت کیلئے رشد و ہدایت کا حکم دیا۔

اس فیض یابی کے بعد سلطان باہو ہر وقت اور ہر لمحے وحدانیت کے سمندر میں مستغرق رہنے لگے، وہ ہمہ وقت حق کے مشاہدوں سے مشرف اور ذات کے مطلق جلال و جمال میں مست رہتے والہانہ زندہ مشائخ کے پاس پہنچتے اور بے تابانہ اولیاء کے مقبروں پر جاتے۔ بی بی راستی اپنے بیٹے کی یہ شیفتگی اور فدائیت دیکھتیں تو سربسجود ہو جاتیں، وہ اپنے بیٹے کیلئے گھر میں تین بہوئیں لائیں، مگر تین تین بیویاں ہونے کے باوجود سلطان باہو کا گھر میں دل نہیں لگتا تھا۔ کیونکہ انھیں تو حقیقی نسبت کسی اور سے تھی اور ان کے دل میں تو کسی اور کی محبت بسی ہوئی تھی۔ وہ محبت جو دل کی دنیا میں اپنے سوا کسی

Marfat.com

اور کی گنجائش نہیں چھوڑتی۔ (سیر الاخیار ص ۵۳۵)

دعوت قبور: سلطان باہو اولیاء کی قبروں پر قبر کی دعوت کیلئے اکثر سواری کرتے تھے۔ علم دعوت وہ علم ہے جو اولیاء کے سوا کسی کو معلوم نہیں۔ جو درویش دعوت کیلئے قبر پر سواری کرتے ہیں۔ وہ دیدار کی طلب میں مست ہوتے ہیں اور فانی زندگی سے ہاتھ دھو کے جاودانی زندگی کے خواہاں ہوتے ہیں۔ اسی جذبے سے ایک بار سلطان باہو ایک پیر کی قبر پر سوار ہوئے، وہ پیر ایک تجریدی، تفریدی اور جلالی پیر تھے، لہذا ان کی قبر پر سوار ہونے سے سلطان باہو کے دونوں تلووں میں آبلے پڑ گئے، سلطان باہو تکلیف کی حالت میں قبر سے اترے اور ان کے منہ سے نکلا۔ "یہ کوئی نامراد یعنی لاولد فقیر ہے، ہم اولاد والے ہیں، اب ہماری اولاد میں سے کوئی بھی اس قبر پر نہیں آئے گا، یہ جملہ ان کی زبان سے جذب کے عالم میں ادا ہوا تھا۔ اس لئے اس کا اثر اب تک باقی ہے۔ آج بھی اگر ان کی اولاد میں سے کوئی شخص اس قبر پر چلا جائے تو جانی و مالی نقصان اٹھاتا ہے۔

اسی طرح ایک بار سلطان باہو ملتان میں شیخ بہاؤ الدین زکریا علیہ الرحمہ کے مزار پر سوار ہوئے۔ اچانک مزار میں جنبش ہوئی۔ قریب تھا کہ سلطان باہو کو کوئی ضرر پہنچ جاتا مگر فوراً غوث اعظم رضی اللہ عنہ کی صدا ابھری، بہاؤ الدین! یہ ہمارا محبوب ہے۔ اس سے الفت کرو۔ اس کی مراد سنو اور پوری کرو۔ اس صدا کے ساتھ ہی بہاؤ الدین زکریا علیہ الرحمہ نے مزار سے برآمد ہو کے سلطان باہو سے بالمشافہ ملاقات کی اور شفقت سے ان کی مراد دریافت کرنے لگے، سلطان باہو نے کہا۔ "کوئی مراد نہیں ہے"

بہاؤ الدین زکریا نے اصرار سے پھر مراد دریافت کی۔ سلطان باہو نے کہا

Marfat.com

"مجھے اپنے شہر سے کسی پاکیزہ ہستی کا بازو عنایت کیجئے۔" یہ کہہ کے وہ جذب و مستی کے عالم میں درگاہ سے نکلے اور شمال کی جانب روانہ ہوئے، چلتے چلتے وہ دریا کے کنارے پہنچ گئے۔ اچانک کہیں سے ایک خوبصورت دوشیزہ آئی اور ان کے قریب کھڑے ہو کر رونے لگی، دوشیزہ کے پاؤں میں آبلے پڑے ہوئے تھے، اور اپنی جوتیاں اس نے ہاتھوں میں لے رکھی تھیں۔ سلطان باہو نے حیرانی سے پوچھا۔ "تو کون ہے؟ دوشیزہ نے ایک ساہوکار کا نام لے کر بتایا کہ "میں ان کی بیٹی ہوں۔"

وہ بولی۔ "آپ شیخ بہاؤالدین زکریا علیہ الرحمہ کے مزار پر گئے تھے، جب آپ وہاں سے نکلے تو میں آپکے پیچھے پیچھے روانہ ہو گئی۔ کیونکہ شیخ بہاؤالدین زکریا رحمۃ اللہ علیہ نے مجھے یہی حکم دیا تھا۔"

سلطان باہو فوراً حکم الٰہی کی طرف متوجہ ہوئے۔ لمحوں میں حکم الٰہی ہو گیا، لہٰذا انہوں نے اپنے باطنی تصرف سے اسی وقت اردگرد کی آبادیوں کے معززین کو جمع کیا اور ان کی گواہی میں اجنبی دوشیزہ سے نکاح کر لیا۔ یہ ان کی چوتھی شادی تھی۔

سلطان باہو اسی لباس میں اپنی دلہن کے ساتھ منزل بہ منزل شورکوٹ پہنچے۔ گھر میں ان کی والدہ تینوں بہوؤں کو پہلے ہی بتا چکی تھیں کہ "آج میرا بیٹا تمہاری ایک سوکن لے کے آ رہا ہے۔"

سلطان باہو نے نئی بیوی کے ساتھ گھر میں داخل ہو کے ماں کی قدم بوسی کی۔ بی بی راستی نے چوتھی بہو کے سر پر شفقت سے ہاتھ پھیرا اور بیٹے سے قدرے ناراضی کے انداز میں بولیں۔ "بیٹا! تم دنیا میں بہت سی عورتیں جمع کرنے کیلئے پیدا ہو گئے ہو یا معرفت کے حصول کیلئے؟"

Marfat.com

سلطان باہو نے آخر الذکر امر کی تائید میں گردن ہلا دی۔ بی بی راستی نے کہا۔ ”تو سنو۔ یہ راہ روشنی کے بغیر طے نہیں ہوگی۔ روشنی تلاش کرو۔“ سلطان باہو نے کہا ”ماں میرے مرشد تو خود رسول اکرم ﷺ ہیں، اب مجھے کسی ظاہری مرشد کی کیا ضرورت؟“

بی بی راستی نے انھیں سینے سے لگالیا۔ ”بیشک رسول اکرم ﷺ سے بڑھ کر کامل مرشد کون ہوگا ہے۔ لیکن بیٹا، معرفت کی دنیا کا نظام یہی ہے کہ ظاہری رہبر کی رہبری ضرور حاصل کی جائے۔ اس کے بغیر حقیقی معرفت حاصل نہیں ہوتی، جیسے ظاہری شریعت کی پیروی کے بغیر باطنی سربلندی نہیں ملتی۔ بی بی راستی نے انہیں حضرت موسیٰ علیہ السلام کا واقعہ سنایا۔ ان کے کامل ہونے میں کسے شبہ ہوسکتا ہے۔ انھیں تو خدا سے ہم کلامی کا شرف حاصل تھا۔ پھر بھی ظاہری واسطہ لازم قرار پایا اور انہوں نے حضرت خضر کی پیروی کی، اسی خاطر مجمع البحرین گئے اور ان پر وہ اسرار بھی منکشف ہوئے جو پہلے منکشف نہیں ہوئے تھے۔“

ماں کی ترغیب سلطان باہو کے دل کو لگ گئی۔ انہوں نے سینہ مسلتے ہوئے بے قراری سے پوچھا۔ ”روشنی کہاں ہے ماں؟ میں کس سمت جاؤں؟“ بی بی راستی نے کہا۔ ”مجھے معرفت کی خوشبو مشرق کی سمت سے محسوس ہوتی ہے۔“

مرشد کی تلاش: سلطان باہو نے ماں سے اسی وقت اجازت لی اور نئی نویلی دلہن کو جس حالت میں لائے تھے، اسی حالت میں چھوڑ کر گھر سے نکل گئے۔ انہوں نے تلاش کا سفر مستانہ وار شروع کر دیا۔ قریے قریے اور بستی بستی کی خاک چھانی، پہاڑ ناپے،

Marfat.com

خارزاروں میں آبلہ پائی کی اور جنگلوں کی کڑی مسافتیں طے کیں، لیکن کہیں بھی کوئی کرن ان کیلئے زنجیر نہ بن سکی۔ اسی سفر میں ایک روز وہ چولستان سے گزر رہے تھے۔ ایک مقام پر دور سے ان کی نظر ایک لکڑ ہارے پر پڑی۔ لکڑ ہارا ایندھن کیلئے لکڑیوں کا گٹھا باندھ رہا تھا۔ سلطان باہو گزرتے چلے گئے۔ دوسرے روز چند ہمرائیوں کے ساتھ اتفاق سے وہ پھر اسی مقام سے گزرے تو معاً ٹھٹک کر رہ گئے اور محویت کے عالم میں دیر تک ایک جگہ کھڑے رہے۔ جب خاصا وقت بیت گیا تو ایک ہم راہی نے انہیں چونکایا اور اس طرح ایک جگہ کھڑے ہو جانے کا سبب دریافت کیا۔ سلطان باہو نے گویا کچھ سونگھتے ہوئے جواب دیا، ''رفیقو، میں محسوس کر رہا ہوں کہ یہاں ضرور کسی ولی کا مسکن ہے۔ زمین سے آسمان تک نور ہی نور نظر آ رہا ہے۔''

یہ کہہ کے وہ چند قدم آگے بڑھے تو انہیں کوئی شخص بے ہوش پڑا نظر آیا۔ اس کے پاس لکڑیوں کا گٹھا بھی پڑا ہوا تھا۔ انہوں نے غور سے دیکھا تو وہی لکڑ ہارا تھا جسے وہ کل دیکھ چکے تھے۔ وہ اس کے پاس بیٹھ گئے۔ پھر انہوں نے آہستگی سے اس کے سر پر ہاتھ رکھ دیا، وہ شخص اسی وقت ہوش میں آ گیا، سلطان باہو نے اس سے اس کا حال پوچھا۔ لکڑ ہارے نے وارفتگی سے کہا۔ ''حضرت! اگر میں غلطی پر نہیں ہوں تو کل یہاں سے حضور ہی گزرے تھے؟'' سلطان باہو نے اثبات میں سر کو جنبش دی۔ لکڑ ہارے نے ان کی دست بوسی کی اور عاجزی سے کہا۔ ''مجھے یاد ہے، آپ نے مجھ پر ایک سرسری نظر ڈالی تھی۔ جیسے ہی آپ کی نظر پڑی، مجھے اپنی سدھ بدھ نہ رہی۔ آپ کی ایک اچٹتی نگاہ نے مجھے نہ جانے کہاں پہنچا دیا تھا کہ وہاں سے واپس آنے کو دل نہیں چاہتا تھا۔ اسی باعث میں کل سے اب تک یہیں ہوں۔'' وہ دست بستہ کھڑا ہو گیا۔ ''آپ نے واپس

Marfat.com

کیوں بلا لیا؟ خدارا پھر وہیں پہنچا دیجئے۔"

سلطان باہو نے اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال دیں لکڑ ہارا ان کی نگاہ کی تاب نہ لا سکا اور چشم زدن میں پھر بے ہوش ہو گیا، سلطان باہو نے اسی طرح ایک لمحے میں اور صرف ایک قدم پر جن ان گنت طالبوں کی کایا پلٹ دی۔ ان کا شمار نہ تھا۔

کوچہ گردی، صحرا نوردی کا سلسلہ جاری تھا، ایک روز وہ اپنے خلیفہ سلطان حمید کے ساتھ ایک ویران ٹیلے پر پہنچے تو انہیں کچھ تھکن محسوس ہوئی۔ انہوں نے ٹیلے پر بیٹھنے کا ارادہ کیا مگر دوسرے ہی لمحے یہ ارادہ بدل دیا اور خلیفہ سے کہا۔ "حمید! جلدی کرو۔ اس ٹیلے سے فوراً اتر جاؤ۔ یہاں سے ظلم کا تعفن اٹھ رہا ہے۔"

بعد میں تحقیق سے ثابت ہوا کہ وہ ٹیلا کسی زمانے میں ایک ایسے شخص کی ملکیت تھا جو نہایت ظالم و جابر تھا۔ ٹیلے سے اتر کے سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ نے ریت کے میدان میں قیام کیا اور خلیفہ حمید کے زانو پر سر رکھ کے لیٹ گئے۔ اس طرح ان کا لباس اور جسم خاک آلود ہو گیا، خلیفہ کو اپنے پیر کی یہ حالت دیکھ کر بہت قلق ہوا۔ اس کے دل میں یہ خیال گزرا کہ کاش میرے پاس دنیوی دولت ہوتی تو میں اپنے پیر کیلئے اطلس اور مخمل کا نرم بستر بنواتا۔ اسی وقت سلطان باہو نے اس کے زانو سے سر اٹھا کے پوچھا۔ "حمید! کیا سوچ رہے ہو، خلیفہ نے جو سوچا تھا، وہ بتا دیا۔ سلطان باہو نے مسکرا کے کہا۔ آنکھیں بند کرو۔"

خلیفہ نے حکم کی تعمیل میں آنکھیں بند کیں تو عجیب منظر دیکھا۔ اس نے اپنے پیر کو ایک خوش نما اور معطر باغ میں پایا۔ وہاں ایک جگہ روش دیبا کے فرش وفروش سے آراستہ تھی اور ایک نہایت حسین وجمیل عورت جڑاؤ زیور اور ریشمی کپڑے پہنے ہوئے

Marfat.com

سلطان حمید سے رغبت ظاہر کررہی تھی اور کہہ رہی تھی کہ ''مجھ سے نکاح کرلو۔'' حمید نے دبی زبان سے اس سے کہا۔ ''دور دور'' کیا غضب کررہی ہو۔ میں اس وقت اپنے ہادی کی خدمت میں حاضر ہوں کیا مجھے ان کی نظروں سے گراؤ گی۔ میرے پاس نہ آؤ۔ ہٹو۔'' اسی اثنا میں اس کی آنکھ خود بخود کھل گئی اور شرم وندامت سے اس کی پلکیں جھک گئیں۔ سلطان باہو نے پوری بات سنی، پھر کہا ''ارے ابھی تو تم دنیا کی طمع کررہے تھے۔ یہ دنیا ہی تو تھی۔ تم نے اسے قبول کیوں نہیں کیا؟ اگر اسے قبول کرلیتے تو دنیا کا مال وزر تمہارے گھر سے کبھی ختم نہ ہوتا۔''

حمید نے دست بستہ کہا۔ ''مرشد! خادم مال ودولت کا نہیں، فقر کا متمنی ہے''

سلطان باہو بولے ''مناسب ہے۔ فقر کا اثر تمہارے خاندان سے کبھی نہیں جائے گا۔

تجسس کی مسافت کے ان راستوں میں سلطان باہو کئی مجذوبوں، درویشوں اور فقیروں سے ملے، لیکن نگاہ کی کسوٹی پر کوئی پورا نہ اترا، وہ بڑھتے رہے کہ۔

دیکھیں، ادائے فرض ہو کس روز، کس جگہ
ہوتا ہے راستوں کی ندی پر وضو ہنوز

البتہ مختلف فقراء سے انہوں نے بغداد کے شاہ حبیب اللہ قادری کا تذکرہ جگہ جگہ سنا اور ان کے دل میں بغداد جانے کا شوق جڑ پکڑتا رہا، آخر اسی شوق کی رہنمائی میں انہوں نے رخت سفر باندھا اور ہندوستان سے عراق تک اپنی زندگی کی سب سے طویل مسافت طے کی اور بغداد میں داخل ہو کے کہیں رکے نہیں، سیدھے شاہ حبیب اللہ کی خانقاہ پہنچے، درویشوں، زائروں اور خدام سے بھری ہوئی تھی۔ شاہ حبیب اللہ کا یہ قاعدہ تھا کہ وہ اپنی خانقاہ میں پانی کی ایک دیگ نرم آنچ پر ہر وقت گرم رکھتے تھے۔ کہا جاتا ہے

Marfat.com

کہ جو بھی اس دیگ میں ہاتھ ڈالتا، وہ صاحب کشف ہو جاتا، سلطان باہو نے دیکھا کہ طالبین جوق در جوق آ رہے ہیں، سلطان باہو ایک طرف بیٹھ کے خاموشی سے یہ منظر دیکھتے رہے۔ کچھ دیر بعد دفعتہً شاہ حبیب اللہ کی نظر اس پردیسی پر پڑی۔ انہوں نے سلطان سے کہا۔ ''درویش! وضع قطع اور چہرے مہرے سے یہاں کا باشندہ معلوم نہیں ہوتا، شاید کہیں دور سے آیا ہے مگر تو علیحدہ کیوں بیٹھا ہے؟ اٹھ اور یہاں آ کے دیگ میں ہاتھ ڈال تا کہ اپنی مراد کو پہنچے۔'' سلطان باہو اٹھ کر ان کے پاس گئے اور ادب سے بولے

''بابا! میری مراد ایسی نہیں ہے جو اس طرح بر آئے۔ کشف و کرامت کے یہ کھلونے مجھے متاثر نہیں کر سکتے۔ میں وہ طائر ہوں جس کی علو ہمتی سدرہ پر پہنچ کر بھی قانع نہیں ہو سکتی، میرا شوق لاہوت کی بسیط فضا چاہتا ہے، میری انتہائی منزل تنزیہ کا وہ مقام ہے جہاں ذات حق کے سوا کوئی نہ ہو۔

شاہ حبیب اللہ چونک پڑے۔ انہوں نے سر کو خفیف سی جنبش دے کر کہا۔ ''درویش! بیشک تیری آرزو بلند ہے مگر جانتا ہے، بلند آرزو اور اس کے مراحل کتنی سختی مانگتے ہیں؟''

سلطان باہو نے پامردی سے کہا۔ ''یہ مسافت بے سبب طے نہیں کی ہے بابا! حکم دیجئے۔

شاہ حبیب اللہ نے کہا۔ ''تو کچھ روز مجاہدہ کر۔ فی الحال پانی بھرا کر'' انہوں نے کا ایک خادم کو اشارہ کیا۔ خادم نے ایک مشکیزہ لا کے سلطان باہو کے حوالے کر دیا۔

سلطان باہو نے رضا و رغبت سے مشکیزہ سنبھالا، اسے پانی سے بھرا اور پانی لے جا کے خالی حوض میں انڈیل دیا، حاضرین نے حیرانی سے دیکھا کہ سلطان باہو کے پہلے ہی مشکیزے سے حوض لبا لب بھر گیا اور نہ صرف حوض بھر گیا بلکہ خانقاہ کا صحن بھی بھیگنے لگا۔ شاہ حبیب اللہ نے تحمل کے ساتھ یہ ماجرا دیکھا اور اپنے قریب کھڑے ہوئے

Marfat.com

مریدوں سے کہا۔ یہ درویش کوئی کم مایہ طالب معلوم نہیں ہوتا۔" انہوں نے ہاتھ ہلا کر سلطان باہو کو اپنے قریب بلایا اور پوچھا۔ "آزمائش کیلئے آمادہ ہے۔" سلطان باہو نے بے تامل آمادگی ظاہر کر دی، شاہ حبیب اللہ نے سوال کیا۔ "تیرے پاس دنیا کا کچھ مال ومتاع ہے۔ سلطان باہو نے اثبات میں جواب دیا۔ شاہ حبیب اللہ برجستہ بولے۔" فقر اور مال کا کیا میل؟ ایک میان میں کہیں دو تلواریں بھی سماتی ہیں۔ ایک دل میں کہیں دو محبتیں بھی جمع ہوتی ہیں۔" یہ سننا تھا کہ سلطان باہو یکایک پلٹے اور قریب قریب دوڑتے ہوئے خانقاہ سے باہر نکل گئے۔ بغداد میں انہوں نے کہیں قیام نہیں کیا۔

مال سے نفرت: شورکوٹ میں بی بی راستی نے ایک صبح اپنی چاروں بہوؤں کو بلا کے اپنے سامنے بٹھایا اور ملائمت سے بولیں۔ "بیٹیو! آج میرا بیٹا واپس آرہا ہے۔ بہوؤں کی گردنیں جھک گئیں، لیکن بی بی راستی کے دوسرے ہی جملے نے انہیں گردنیں اٹھانے پر مجبور کر دیا۔ بی بی کہہ رہی تھیں۔ تمہیں اپنے شوہر کے آنے کی غایت معلوم ہے؟ وہ سارا مال ومتاع گھر سے باہر پھینکنے کیلئے آرہا ہے، لیکن میں تمہیں وقت سے پہلے ہوشیار کر رہی ہوں، لہذا مناسب یہ ہوگا کہ تم چاروں اپنے اپنے زیورات اور نقدی وغیرہ کہیں چھپا دو۔"

بی بی راستی کی بہوؤں نے ساس کی ہدایت کے مطابق تمام زیور، تمام نقدی اور دوسری قیمتی اشیاء زمین کھود کے دفن کر دیں اور مطمئن ہوگئیں۔

شام کا وقت تھا۔ سلطان باہو نے گھر کے دروازے پر دستک دی۔ بی بی راستی نے دروازہ کھولا۔ دونوں ماں بیٹے ایک دوسرے سے لپٹ گئے۔ سلطان باہو کی بیویاں

Marfat.com

ان کے اردگرد جمع ہو گئیں اور مدت سے بچھڑے ہوئے ماں بیٹے کی ملاقات کا منظر اشک بار نظروں سے دیکھنے لگیں۔ ماں سے جدا ہو کے سلطان باہو اپنی بیویوں کی طرف متوجہ ہوئے تو ان کے منہ سے سب سے پہلا سوال نکلا کہ ''گھر میں جتنا بھی مال و متاع ہے۔ وہ سب نکال کے ایک جگہ ڈھیر کر دو''۔

بیویوں نے بیک وقت جواب دیا کہ ''آپ اتنی مدت بعد لوٹے ہیں۔ گھر میں کچھ بھی نہیں ہے''۔

سلطان باہو نے غائر نظروں سے پورے گھر کا جائزہ لیا اور ایک ایک کونہ چھان مارا مگر کچھ نظر نہ آیا۔ البتہ گھوارے میں ان کا شیر خوار بچہ سو رہا تھا۔ اس کی انگلی میں سونے کی ایک انگشتری چمک رہی تھی۔ سلطان باہو نے آگے بڑھ کے بچے کی انگلی سے انگشتری اتاری اور گھر سے باہر اچھال دی پھر اطمینان سے چارپائی پر دراز ہو گئے۔ سفر کی تھکن کے باعث ان کا جوڑ جوڑ دکھ رہا تھا۔ ایسی صورت میں انہیں بہت جلد نیند آ جانی چاہئے تھی، لیکن سونے کی بجائے صرف چند لمحوں میں سخت مضطرب نظر آنے لگے۔ بار بار اٹھ کے بیٹھتے، ادھر ادھر دیکھتے اور دوبارہ لیٹ جاتے، یہ عمل انہوں نے تین بار دہرایا، پھر آخر چارپائی سے اتر گئے اور کچھ سونگھنے کی کوشش کرتے ہوئے اضطرار سے بولے۔ مال کی بو آ رہی ہے''۔

یہ جملہ انہوں نے مسلسل کہنا شروع کر دیا۔ آخر ان کی بیویوں کو مجبور ہو کے یہ بتانا پڑا کہ مال کہاں دفن ہے۔ سلطان باہو نے فی الفور زمین کھود ڈالی اور تمام مال نکال کر نہایت بے نیازی کے ساتھ گھر سے باہر پھینک آئے۔

دوسری صبح ہندوستان سے عراق تک کی طویل مسافت دوبارہ شروع ہو گئی اور

Marfat.com

منزلوں پر منزلیں سر کرتے ہوئے، ایک بار پھر شیخ حبیب اللہ کی خانقاہ میں پہنچ گئے۔ شیخ حبیب اللہ نے انہیں دیکھا تو کھڑے ہو کے سینے سے لگا لیا پھر ان کی پشت تھپکتے ہوئے بولے۔ ''درویش! بے شک تم نے دنیوی مال سے تو نجات حاصل کر لی۔ مگر ابھی تک عورتوں سے آزادی حاصل نہیں کی۔ ان کا حق ادا کرو گے یا خدا کا؟'' یہ سننا تھا کہ سلطان باہو شیخ حبیب اللہ سے علیحدہ ہوئے اور پہلے کی طرح آج پھر یکا یک پلٹے، اور قریب قریب دوڑتے ہوئے خانقاہ سے باہر نکل گئے، راہ میں پھر انہوں نے کہیں قیام نہیں کیا۔

شورکوٹ میں ایک صبح بی بی راستی نے پھر اپنی چاروں بہوؤں کو اپنے سامنے بٹھایا اور رقت سے بولیں۔ ''میرا بیٹا آج پھر آ رہا ہے اور آج اس کے آنے کا مقصد یہ ہے کہ جس طرح اس نے مال و متاع سے نجات حاصل کی ہے، اسی طرح تم چاروں سے بھی دست بردار ہو جائے'' بہوؤں کے چہرے فق ہو گئے اور آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئیں، بی بی راستی نے فوراً سنبھل کے رندھی ہوئی آواز میں کہا۔ ''مگر بیٹیو، فکر نہ کرو۔ ابھی میں زندہ ہوں۔ تم ایک بار اس گھر میں قدم رکھ چکی ہو۔ اب یہ گھر تمہارا ہے۔ تم یہیں رہو گی'' بی بی راستی چند لمحوں تک کچھ سوچتی رہی پھر بولیں۔ ''تم چاروں اس کے سامنے نہ پڑنا۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ تمہیں دیکھ کے وہ ایک دم کوئی حتمی بات منہ سے نکال بیٹھے۔''

شام کو سلطان باہو گھر پہنچے تو بی بی راستی نے ان سے پہلا سوال یہ کیا۔ ''بیٹا! اب کیسے آنا ہوا؟'' ۔ ''سلطان باہو نے آنے کا مقصد بیان کر دیا۔ بی بی راستی نے انہیں بٹھا لیا اور نرمی سے کہا۔ ''بیویوں کے جو حقوق تمہارے سپرد ہیں۔ آج

Marfat.com

سے تم ان سے بری الذمہ ہو اور تمہارے جو حقوق بیویوں کے ذمے ہیں۔ وہ بدستور قائم رہیں گے۔ اگر تم حقیقی معرفت حاصل کر کے گھر آ گئے تو بہتر ہے۔ ورنہ تمہیں محض بیویوں کے حقوق کی خاطر گھر آنے کی ضرورت نہیں ہوگی۔ ایسی صورت میں انہیں طلاق دینے کا خیال دل سے نکال دو"۔

ماں کی تجویز نے سلطان باہو کو متاثر کیا، پھر بھی وہ مصر ہوئے کہ یہ تجویز ان کے لئے اس وقت قابل قبول ہوگی جب یہ بات ان کے سامنے خود ان کی بیویاں کہیں۔ بی بی راستی نے آواز دے کے اپنی بہوؤں کو بلوایا اور اپنی تجویز دہرادی۔ چاروں بہوؤں نے بغیر تامل کے اپنے شوہر کے سامنے اس تجویز سے قطعی اتفاق ظاہر کیا۔ سلطان باہو نے انہیں تشکر کی نگاہ سے دیکھا اور ماں سے اجازت لے کے تیسری بار ہندوستان سے عراق تک کی طویل مسافت طے کرنے کے لئے گھر سے نکل گئے۔

سلطان باہو چونکہ اب اس راہ کے عادی ہو گئے تھے اس لئے اس دفعہ عراق پہنچنے میں انہیں پہلے جیسی دقتیں پیش نہیں آئیں، نہ اتنی مدت صرف ہوئی جتنی پہلی اور دوسری بار صرف ہوئی تھی۔ بغداد پہنچ کے وہ خانقاہ گئے تو اس مرتبہ شیخ حبیب اللہ نے غیر معمولی تپاک کا مظاہرہ کیا اور کامل نظر سے ان پر توجہ دی۔ ان کی توجہ کے باعث سلطان باہو قلبی واردات سے دوچار ہو گئے اور دیر تک دوچار رہے۔ واردات کے القا کے بعد شیخ حبیب اللہ نے ان سے پوچھا، "سلطان! مراد پوری ہوئی! کچھ مشاہدہ کیا؟ سلطان باہو نے دست بستہ ہو کے انکسار سے کہا۔ "شیخ! جو مقامات مجھ پر اس وقت منکشف ہوئے ہیں۔ ان سے تو میں گہوارے ہی میں گزر چکا تھا۔ میری تمنا اس سے کہیں سوا ہے۔"

Marfat.com

شیخ حبیب اللہ نے کوئی جواب نہیں دیا بلکہ امتحان کے طور پر بیٹھے بیٹھے سلطان باہو کی نظروں سے اچانک اوجھل ہو گئے۔ سلطان باہو نے بھی تاخیر نہیں کی۔ وہ بھی پرواز پر مائل ہوئے اور شیخ حبیب اللہ کا تعاقب کرتے کرتے ایک کھیت میں جا پہنچے۔ وہاں انہوں نے ایک ضعیف کاشتکار کو دیکھا، کاشت کار بیلوں کی جوڑی لئے ہوئے ہل چلانے میں مصروف تھا۔ سلطان باہو نے ایک خرقہ پوش درویش کا روپ دھارا اور کاشتکار کے پاس جا کے کہا۔ ''بابا! یہ ضعیفی اور اتنی مشقت؟ مجھے ترس آرہا ہے۔ آپ کیوں تکلیف اٹھاتے ہیں۔ جایئے آپ آرام کیجئے اور ہل مجھے دیجئے''۔

ضعیف کاشتکار کے بھیس میں دراصل شیخ حبیب اللہ ہل چلا رہے تھے۔ وہ سلطان باہو کی یہ پیش کش سن کے ہنس دیئے اور دوبارہ اپنی اصل صورت میں لوٹ آئے۔ پھر وہ دونوں ایک ساتھ وہاں سے واپس ہوئے، لیکن واپسی کا راستہ ابھی صرف چند قدم طے ہوا ہوگا کہ شیخ حبیب اللہ چلتے چلتے پھر کہیں غائب ہو گئے۔ سلطان باہو نے بھی ان کی پیروی کی اور پیروی کرتے ہوئے ہندوؤں کی ایک دور دراز آبادی میں پہنچ گئے، وہاں انہوں نے ایک بوڑھے برہمن کو دیکھا۔ برہمن کے ہاتھ میں زعفران اور رنگ سے بھرا ہوا ایک برتن تھا اور بازار سے گزرنے والوں کے ماتھوں پر تلک لگا رہا تھا۔ سلطان باہو نے بھی ایک نوجوان کی ہیئت اختیار کر لی اور جب برہمن ان کے قریب سے گزرا تو اس کے سامنے پہنچ کے کہا۔ ''بابا! میرا ماتھا بھی خالی ہے''

دوسرے ہی لمحے سلطان باہو کے سامنے برہمن کی بجائے شیخ حبیب اللہ کھڑے مسکرا رہے تھے۔ انہوں نے سلطان باہو کا ہاتھ تھام لیا اور آگے بڑھ گئے مگر صرف چند قدم چلنے کے بعد وہ تیسری بار کہیں غائب ہو گئے۔ اس بار ان کے غائب

Marfat.com

ہونے کی رفتار خاصی تیز تھی۔ سلطان باہو نے بھی سرعت دکھائی اور ان کا تعاقب کرتے ہوئے ایک مسجد میں پہنچ گئے ۔وہاں ایک معمر استاد بچوں کو قرآن پڑھا رہے تھے۔ سلطان باہو نے خود کو ایک خوردسال بچے میں تبدیل کیا اور ہاتھ میں قاعدہ لے کے استاد کے پاس پہنچے اور دوزانو بیٹھ گئے، پھر ایک حرف پر انگلی رکھ کے پوچھنے لگے۔''بابا! یہ کیا ہے؟''

شیخ حبیب بولے''بھلا میں تجھے کیا بتا سکتا ہوں کہ یہ کیا ہے اور وہ کیا ہے۔ سلطان! تو میرے بس کا نہیں ہے۔''

دونوں خانقاہ لوٹ آئے۔ یہاں آ کے شیخ حبیب اللہ نے سلطان باہو سے کہا ''برادر! تو جس نعمت کا مستحق ہے، وہ میرے مکان میں نہیں ہے۔ہاں، میرے شیخ عبدالرحمان قادری کی خدمت میں جا۔ وہ ہند کے مشہور شہر دہلی میں فروکش ہیں۔ معلوم ہوتا ہے، تیرا حصہ وہیں ہے۔''

دہلی میں خانقاہ پر حاضری: دہلی میں شیخ عبدالرحمان قادری کی خانقاہ کا گوشہ گوشہ درود و وظائف سے گونج رہا تھا۔لوگ فرداً فرداً بھی عبادت میں مصروف تھے اور اجتماعی طور پر بھی۔ شیخ عبدالرحمٰن ہاتھ باندھے کھڑے تھے۔ یکا یک شیخ نے مراقبہ ختم کیا۔ آنکھیں کھولیں اور اپنے خاص خادم سے مخاطب ہو کے بولے۔''دیکھو، جلدی کرو اور باہر دوڑو، کچھ فاصلے پر پہنچ کے تمہیں سفر کی گرد میں اٹا ہوا ایک گریبان چاک، شکستہ حال درویش نظر آئے گا۔ جلد از جلد اس کے پاس پہنچو اور اسے مکمل عز و احترام سے یہاں لے آؤ۔ وہ ہمارا باہو ہے۔''

Marfat.com

خادم ارشاد کی تعمیل میں باہر لپکا اور راہ گیروں کے تعجب و تمسخر کی پرواہ کئے بغیر اپنی پوری رفتار سے دوڑتا ہوا اس مقام پر پہنچ گیا۔ جہاں سے سلطان باہو آ رہے تھے۔ شیخ عبدالرحمان کے خادم کو قرائن سے یہ اندازہ لگانے میں کوئی دشواری پیش نہیں آئی کہ وہ اسی درویش کے لئے بھیجا گیا ہے۔ اس نے آگے بڑھ کے سلطان باہو کے پاؤں چومے اور احتراماً ان سے ایک قدم پیچھے ہو کے خانقاہ کے راستے کی طرف اشارہ کیا۔ ''حضرت! ادھر چلنا ہے''

خادم کی معیت میں سلطان باہو، شیخ عبدالرحمان کے روبرو گئے تو شیخ فوراً ان کا ہاتھ تھام کے انہیں تخلیے میں لے گئے۔ تخلیے میں پہنچتے ہی انہوں نے کسی قیل وقال کے بغیر سلطان باہو کو صرف ایک دم اور ایک قدم میں وہ نعمت عطا کر دی جس کی انہیں مدتوں سے طلب تھی اور جس کے لئے مجاہدات کے ہزار ہا دریا سالہا سال تک عبور کرنے پڑتے ہیں۔ ان پر حال کا غلبہ ہوا اور لمحوں میں صدہا اسرار و رموز منکشف ہو گئے، نیز ان کا دل فیض رسانی کے شدید جذبے سے لبریز ہو گیا۔

شیخ عبدالرحمان نے انہیں اپنے پاس نہیں روکا، اسی وقت خانقاہ سے رخصت کر دیا۔ سلطان باہو سرشاری و سرمستی کے عالم میں خانقاہ سے نکلے اور مختلف بازاروں سے گزرتے ہوئے، ہر خاص و عام پر توجہ دیتے ہوئے آگے بڑھنے لگے۔ جس پر بھی ان کی توجہ ہو جاتی، وہ ایک دم بے خود و بے حال ہو جاتا۔ شیخ کی صرف ایک نگاہ نے سلطان باہو میں فیض رسانی کی غیر معمولی استعداد پیدا کر دی تھی۔

مناقب سلطانی کے مصنف سلطان حامد نے اپنی کتاب کے صفحہ ۴۳ اور ۴۴ پر ایک عجیب واقعہ لکھا ہے، جو کچھ اس طرح ہے کہ سلطان باہو چلتے چلتے اتفاق سے جامع

Marfat.com

مسجد پہنچ گئے۔ جمعے کا دن تھا، اس لئے جامع مسجد میں ہر طرف سر ہی سر نظر آرہے تھے۔ رعایا کے علاوہ بادشاہ بھی سلطنت کے دیگر ارکان کے ساتھ بہ نفس نفیس موجود تھا۔ بھیڑ کی وجہ سے سلطان باہو کو وہاں جگہ ملی جہاں نمازیوں کے جوتے تھے، مجمع پر توجہ کی تو اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ جامع مسجد ''یا حق یا حق'' کے نعروں سے گونجنے لگی۔ لوگ مسلسل وجد کے عالم میں ''یا حق یا حق'' کی صدائیں لگا رہے تھے۔ معمولی سے معمولی شخص پر بھی جذب و حال کی کیفیت طاری تھی، لیکن بادشاہ، قاضی اور کوتوال اس کیفیت سے محروم و محجوب رہے۔ پھر جب سلطان باہو نے توجہ منقطع کی اور مجمع کی حالت معمول پر آئی تو بادشاہ، قاضی اور کوتوال نے سلطان باہو کے قریب جا کے پوچھا، ''بابا! ہماری کیا تقصیر تھی کہ ہم اس نعمت سے محروم رکھے گئے؟''

سلطان باہو نے برملا کہا۔ ''ہم نے تو سب پر یکساں توجہ کی تھی، مگر تم تینوں پر اثر نہیں ہوا۔ یہ بارش کا قصور نہیں ہے۔ کہ باغ میں لالہ و گل اگتے ہیں اور صحرا میں خس و خاشاک۔ تم تینوں پر اثر نہ ہونے کا سبب یہ ہے کہ تمہارے دل سخت ہیں۔ معرفت کی لطافت آسانی سے قبول نہیں کر سکتے۔''

انہوں نے سر جھکا کے دست بستہ استدعا کی۔ ''ہمیں فیض کی لذت سے محروم نہ رکھئے۔'' سلطان باہو نے ان کی استدعا قبول کرتے ہوئے بادشاہ سے کہا، ''ہماری دو شرائط ہیں۔ ایک یہ کہ تو اور تیری اولاد ہمارے اور ہماری اولاد کے لئے مال و متاع کی رعایت کبھی نہ کرے۔ دوسری یہ کہ تو اور تیری اولاد ہمارے مکانوں پر کبھی نہ آئے۔''

بادشاہ نے اقرار کر لیا۔ سلطان باہو نے اسے اور اس کے ساتھیوں کو خاص توجہ سے فیض یاب کیا۔ اس کے بعد بادشاہ نے ان سے کسی یادگار کی فرمائش کی۔ سلطان باہو

Marfat.com

نے وہیں کھڑے کھڑے ایک کتاب املا کروائی۔ وہ بولتے جارہے تھے اور شاہی محرران کے الفاظ قلم بند کرتے جارہے تھے۔ کتاب لکھوا کے سلطان باہو پھر بازاروں میں نکلے اور راہ گیروں پر توجہ صرف کرنے لگے۔ اس صورت حال سے شہر میں ہنگامہ برپا ہوگیا۔ خلقت کے انبوہ سے راستے بند ہونے لگے۔ کسی نے دوڑ کے شیخ عبدالرحمان کو یہ خبر پہنچائی کہ ایک ولی نے دہلی کے بیشمار لوگوں کو وجد وحال میں مبتلا کر رکھا ہے۔ شیخ عبدالرحمان نے اطمینان سے کہا۔ ''جا کے دریافت کرو کہ کون ہے؟ کہاں سے آیا ہے؟ کس خاندان سے اور کس سلسلے سے تعلق رکھتا ہے؟''

شیخ کے خدام نے موقع پر پہنچ کر سلطان باہو کو دیکھا تو فوراً پہچان گئے اور الٹے قدموں شیخ کے پاس پہنچے ''سرکار! وہی درویش ہے جسے آج آپ نے فیض بخشا تھا۔''

شیخ عبدالرحمان نے حکم دیا۔ ''اسے فوراً یہاں لے آؤ''

اس طرح سلطان باہو، دوسری بار شیخ کے پاس پہنچے۔ شیخ نے انہیں دیکھتے ہی ملول لہجے میں کہا۔ ''باہو! کیا ہم نے یہ نعمت تجھے اس لئے دی تھی کہ تو اسے عام کرتا پھرے؟''

سلطان باہو نے ادب سے کہا ''سیدی! کوئی عورت بازار سے جو چیز خریدتی ہے تو اسے ٹھونک بجا کے دیکھ لیتی ہے کہ کیسا ہے اور کوئی لڑکا لکڑی کی کمان بھی خریدتا ہے تو کھینچ تان کر اس کی لچک دیکھ لیتا ہے کہ درست ہے یا نہیں، پھر بھلا خادم نے آپ سے جو نعمت حاصل کی ہے، کیا اس کی آزمائش نہ کرتا؟''

شیخ عبدالرحمان متبسم ہوئے۔ ''میں منع نہیں کرتا۔ یہ نعمت اسی لئے ہے کہ عام کی جائے، لیکن اسے ارزاں نہ کر۔ اس کا متحمل ہر کس وناکس نہیں ہوسکتا۔'' یہ کہہ کے انہوں نے سلطان باہو پر مزید توجہ دی اور انہیں وطن واپس جا کے رشد وہدایت کی محفل

Marfat.com

سجانے کا حکم دیا۔

شورکوٹ پہنچ کر تبلیغ: سلطان باہو نے شور کوٹ پہنچ کے زور وشور سے تلقین وتبلیغ کا سلسلہ شروع کردیا۔ تاریک راہوں کے بھٹکے ہوئے مسافر قافلوں کی صورت میں آتے اور قافلے کا ہر شخص آنکھوں میں مشعلیں روشن کر کے واپس جاتا۔ سلطان باہو کی خانقاہ میں ہر وقت درویشوں کا ہجوم رہتا۔ لنگر خانے کا اہتمام وانصرام بی بی راستی نے سنبھال لیا تھا۔ جاگیر اور کھیتی باڑی کا انتظام سلطان باہو نے اپنے معتمد مریدوں کے سپرد کردیا تھا۔ اپنی ذات کے لیے وہ آبائی جاگیر سے ایک حبہ بھی نہیں لیتے تھے۔ روکھا سوکھا کھاتے، موٹا جھوٹا پہنتے اور اسی پر قانع رہتے، انہوں نے اپنی زندگی میں صرف دو دفعہ بیل خرید کے کھیتی باڑی شروع کی لیکن فصل پکنے سے پہلے ہی کھیت چھوڑ کے چلے آئے۔ بیل بھی جس کا دل چاہا، لے گیا۔ شورکوٹ کے کسی قریبی علاقے کا ایک خاندانی رئیس قلاش ہوگیا تھا۔ اس نے ایک مقامی بزرگ سے اپنی بپتا بیان کی کہ "اب صرف سفید پوشی رہ گئی ہے، فاقوں نے گھر دیکھ لیا ہے، دروازے پر قرض خواہوں کا جمگھٹا رہتا ہے۔ بچوں کی شادیاں اور دوسرے فرائض مفلسی کے سبب التوا میں پڑے ہوئے ہیں، سمجھ میں نہیں آتا۔ کیا کروں؟ کہاں جاؤں؟"

بزرگ نے قلاش رئیس سے کہا۔ "چناب کے کنارے شورکوٹ جاؤ۔ وہاں سلطان باہو ملیں گے۔ اپنی مشکلات ان سے بیان کرنا"

وہ شخص اپنے رفیقوں ملازموں کے ساتھ کئی میل کا سفر کر کے شورکوٹ پہنچا۔ وہاں اس نے لوگوں سے سلطان باہو کا پتہ دریافت کیا۔ سلطان باہو اس وقت اپنے

Marfat.com

کھیت میں تھے۔لوگوں نے اسے کھیت کا پتہ بتا دیا۔وہ کھیت میں گیا تو سلطان باہو ہل چلا رہے تھے۔اس شخص نے انہیں ہل چلاتے ہوئے دیکھا تو سخت مایوس ہوا اور سوچنے لگا کہ جو آدمی مفلسی میں گرفتار ہے اور ہل چلا رہا ہے۔وہ بھلا میری مدد کیا کرے گا، یہ سوچ کے وہ وہاں سے لوٹنے لگا۔اچانک پشت سے کسی نے اسے اس کا نام لے کے پکارا۔وہ بہت متعجب ہوا کہ یہاں تو میں قطعاً اجنبی ہوں، میرا نام کسے اور کیسے معلوم ہو گیا۔وہ مڑا تو اس نے دیکھا کہ سلطان باہو اس کو بلا رہے ہیں۔اس کے دل میں امید کی بجلی کوندی، وہ سلطان باہو کے قریب گیا تو انہوں نے اس سے کہا۔"تو سفر کی سختیاں سہتا ہوا اتنا فاصلہ طے کر کے آیا ہے، ہم سے ملاقات کئے بغیر کیوں جا رہا ہے؟"

اس شخص نے دست بستہ ہو کے اپنی خستہ حالی کی داستان سنا دی۔سلطان باہو نے اسی وقت زمین سے ایک ڈھیلا اٹھا کے دوبارہ زمین پر دے مارا۔اس شخص نے زمین پر نظر ڈالی تو انگشت بدنداں رہ گیا۔کیونکہ زمین پر پڑے ہوئے تمام ڈھیلے اور پتھر سونے کے ہو گئے تھے۔سلطان باہو نے نہایت بے نیازی سے کہا۔"اپنی ضرورت کے مطابق سونا اٹھا لے۔"

اس شخص نے اپنے ساتھیوں کو بھی وہیں بلوا لیا۔ان سب نے اپنے اپنے گھوڑوں پر وافر سونا لاد لیا، پھر سونے اور سلطان باہو کے احسان کے بوجھ میں دبے ہوئے وہاں سے رخصت ہو گئے۔

سلطان باہو نے کتابی علم حاصل نہیں کیا تھا، لیکن ان کا روحانی علم ایک مواج سمندر تھا۔یہی وجہ ہے کہ فقر، تصوف اور معرفت پر ان کے ملفوظات کا ذخیرہ آج بھی طالب کے لئے ایک جیتے جاگتے مدرس کی حیثیت رکھتا ہے۔شریعت، طریقت اور

Marfat.com

حقیقت جیسے دقیق اور نازک موضوعات پر کم وبیش تیس تالیفات ان سے منسوب ہیں۔ ایک کتاب میں وہ کہتے ہیں "لوگو، میں نے جو کچھ دیکھا، ان ظاہری آنکھوں سے دیکھا جو سر میں ہوتی ہیں اور اس ظاہری جسم سے دیکھا اور مشرف ہوا۔"

وہ اپنی تالیف "عقل بیدار" میں فقر کے متعلق کہتے ہیں۔ "فقر کی ابتداء یہ ہے کہ جسم پر شریعت کا لباس پہنا جائے اور حقیقت سے واقف ہو کے معرفت کے دریا میں غوطہ لگایا جائے اور فقیر خود کو فراموش کر کے فنا فی اللہ جائے"

جذب وسلوک کے شیدائی فیض وبرکت کے لئے دور دور سے سلطان باہو کے پاس آتے تھے۔ کیونکہ ان کی شہرت اطراف وجوانب میں کوسوں دور تک پھیل چکی تھی۔ سندھ کے موضع گھوٹکی کے ایک کلال یعنی مے فروش نے بھی سلطان باہو کا شہرہ سنا تھا۔ اسے آپ سے ملنے کا بہت اشتیاق تھا۔ چنانچہ ایک روز اس نے کاروبار سمیٹا اور سندھ سے پنجاب کا رخ کیا۔ شورکوٹ پہنچ کے وہ سیدھا سلطان باہو کے پاس آیا۔ سلطان باہو نے اسے دیکھتے ہی کہا۔ "کلال! اب تک تو تو دوسروں کو شراب پلاتا تھا۔ لیکن آج ہم تجھے شراب پلائیں گے۔" یہ کہہ کے انہوں نے اس پر ایک بھرپور نگاہ ڈالی۔ ان کی نگاہ کے فیضان سے کلال کی دنیا چشم زدن میں بدل کے رہ گئی اور اس کی زندگی میں ایک انقلاب برپا ہو گیا۔ (سیر الاخیار ص ۵۴۹)

پھر جب وہ شورکوٹ سے گھوٹکی واپس پہنچا تو اس کے متعلقین تک اسے شناخت نہیں کر سکے، کیونکہ اب وہ ایک نفع خور اور فاسق وفاجر کلال نہیں رہا تھا۔ بلکہ ایک قانع اور عابد وزاہد شخص ہو گیا تھا، ویسے تو گھوٹکی کے سبھی باشندے اس کی قلبی تبدیلی پر حیران تھے مگر خصوصاً ایک بیوہ عورت اس کی اس تبدیلی سے بحد متاثر تھی۔ اس بیوہ کا

Marfat.com

ایک لڑکا مومن شاہ تھا، ایک روز وہ بیوہ اپنے یتیم لڑکے کو لے کر کلال کے پاس گئی اور بولی۔ ''بھیا! جنھوں نے تمہاری دنیا بدلی ہے، اب تم ان کے پاس دوبارہ جاؤ تو میرے بیٹے کو بھی اپنے ساتھ لیتے جانا اور مجھ دکھیاری کی طرف سے بھی ان سے کہنا کہ میاں! میں بہت مسکین ہوں۔ فاقوں اور محتاجی کا بوجھ اٹھائے تنگ آ گئی ہوں۔ میرے بیٹے کو مفلسی سے نجات دلایئے اور اس کی آخرت بھی سنوار دیجئے۔

کلال نے وعدہ کر لیا کہ وہ مومن کو شور کوٹ ضرور لے جائے گا۔ پھر جب وہ دوسری بار سلطان باہو کے پاس روانہ ہوا تو اپنے وعدے کے مطابق مومن کو بھی ساتھ لیتا گیا۔ سلطان باہو کے پاس پہنچ کے اس نے مومن کو ان کے سامنے پیش کیا اور اس کی ماں کا پیغام دہرایا۔ سلطان باہو نے مومن پر شفقت کی نظر ڈالی اور کہا، اسکی ماں سے کہہ دینا کہ دینی اور دنیوی، دونوں نعمتیں ہمیشہ اس کے گھر میں رہیں گی۔ لیکن بچے کی عمر ابھی کم ہے، اس لئے فی الحال اسے اپنے پاس رکھے اور پہلے اسے ظاہری تعلیم کے زیور سے آراستہ کرے۔ اس کے بعد ہمارے پاس بھیجے۔''

مومن واپس گھوٹکی لے جایا گیا۔ اس کی ماں نے اسے مدرسے میں داخل کرا دیا۔ لڑکا بہت ذہین ثابت ہوا۔ وقت گزرتا رہا۔ وہ دل جمعی سے پڑھتا رہا۔ چند سال بعد وہ مدرسے سے فارغ التحصیل ہو گیا۔ چنانچہ اس کی ماں نے اسے کلال کے ساتھ پھر سلطان باہو سے ملنے کے لئے روانہ کر دیا۔ مومن اور کلال شور کوٹ جانے کے لئے گھوٹکی سے نکلے مگر ابھی رنگ پور کھیڑا ہی پہنچے تھے کہ اچانک ایک دل دوز خبر بجلی بن کے ان کے اعصاب پر گری۔ معلوم ہوا کہ سلطان باہو رحلت فرما چکے ہیں۔ کلال اس جاں کاہ خبر کی تاب نہ لا سکا، وہ کھڑے کھڑے زمین پر ڈھیر ہوا اور اس کی روح قفس عنصری سے پرواز

Marfat.com

کر گئی۔ ناچار مومن شاہ اکیلا ہی روتا دھوتا، گرتا پڑتا آگے بڑھا اور کسی نہ کسی طرح سلطان باہو کے مزار پر پہنچ گیا۔ سلطان باہو کے بیٹے فرش غم بچھائے بیٹھے تھے۔ مومن شاہ نے مزار پر سینہ کوبی شروع کر دی اور رو رو کے کہنے لگا کہ "حضرت! اگر جانا ہی تھا تو مجھے کیوں بلایا تھا؟ مجھے کیوں بلایا تھا؟ مجھے کیوں بلایا تھا؟

اس کی سینہ کوبی اور فریاد نے سلطان باہو کے فرزندوں کو اس کی طرف متوجہ کر دیا" ان کے ایک فرزند نے قریب پہنچ کر اس کے کندھے پر ہاتھ رکھا اور اسے دلاسا دیتے ہوئے پوچھا۔" کیا تمہارا نام مومن شاہ ہے؟ مومن شاہ نے آنسو پونچھتے ہوئے اثبات میں گردن ہلا دی۔ سلطان باہو کے فرزند نے اسے اطمینان سے بٹھایا اور کہا۔ "مومن شاہ! واویلا نہ کرو۔ میں تمہیں بتاتا ہوں کہ میرے والد نے تمہیں کیوں بلایا تھا۔ وصال سے پہلے انہوں نے کہا تھا۔ کہ جنوب کی طرف سے مومن شاہ نامی ایک طالب آرہا ہے، وہ خاص نعمت کا مستحق ہے، اسے خاص نعمت دینا، میرے منہ سے نکلا کہ ابا جان! خاص نعمت کے طور پر اسے کیا دینا چاہیے؟ ان کے پاس وقت کم تھا۔ انہوں نے چٹائی پر لیٹے لیٹے ہاتھ بڑھایا اور زمین پر کچھ لکھ دیا۔ ان کے لکھے ہوئے پر میں نے مٹی کی رکابی ڈھانک دی تاکہ تیز ہوا سے محفوظ رہے۔ یہ کہہ کے سلطان باہو کے بیٹے نے قریب ہی زمین پر الٹی ہوئی رکابی ہٹائی تو مومن نے دیکھا کہ وہ اسم ذات کا نقش ہے، نقش دیکھتے ہی مومن بے ہوش ہو گیا۔ سلطان باہو کے فرزند نے نقش دوبارہ رکابی سے ڈھانک دیا۔ مومن شاہ مسلسل تین دن اور تین رات تک وہیں بے ہوش پڑا رہا اور جب ہوش میں آ گیا تو اس نے دوبارہ اسم ذات کے نقش پر نظر ڈالی تو پھر بے ہوش ہو گیا۔ یہ بے ہوشی دو دن اور دو رات طاری رہی۔ بعد ازاں اس نے تیسری دفعہ نقش دیکھا تو پھر

Marfat.com

ایک دن اور ایک رات مست رہا۔ مگر چوتھی مرتبہ اس نے نقش دیکھا تو مستی غالب نہ آسکی۔ گویا نعمت نے دل میں قرار پکڑ لیا تھا۔

سلطان باہو کے فرزندوں کو جب یقین ہوگیا کہ نعمت مومن شاہ کے دل میں قرار پکڑ چکی ہے تو انہوں نے نقش کی خاک پانی میں گھول کے انہیں پلادی۔ اس طرح مومن شاہ ارشاد و تلقین کی دولت حاصل کر کے وہاں سے رخصت ہوئے اور گھونکی پہنچ کے مخلوق کو فیض پہنچانے لگے۔ کہتے ہیں، مومن شاہ نے تقریباً ایک لاکھ تشنہ کاموں کو رشد و ہدایت کے مشروب سے سیراب کیا۔ ان کے لنگر خانے میں ہر وقت اژدہام رہتا تھا۔ وہ سلطان باہو سے شدید محبت کرتے تھے۔ سچا مجنوں وہی ہوتا ہے، جسے لیلا تو لیلا، لیلا کی گلی کا کتا بھی عزیز ہو۔ مومن شاہ کا حکم تھا کہ جب بھی چناب کی جانب سے کوئی مہمان آئے تو انہیں فوراً مطلع کیا جائے، مرشد کے علاقے سے آنے والے مہمانوں کی خدمت وہ اپنے ہاتھ سے کرتے تھے۔ کھانا کھلانا، بستر بچھانا، پاؤں دبانا، غسل وغیرہ کے لئے پانی بھرنا اور اسے گرم کرنا، نیز دیگر خدمات۔ اس کام میں انہیں بے انتہا فرحت حاصل ہوتی تھی۔

مومن شاہ کے بعد ان کے فرزند صالح شاہ سجادہ نشین ہوئے، صالح شاہ کے ساتھ ایک عجیب واقعہ پیش آیا۔ کسی مقدمے کے سلسلے میں حیدر آباد کے حاکم غلام شاہ کلہوڑا نے انہیں گرفتار کر کے قید میں ڈال دیا۔ صالح شاہ نے قید سے رہائی کی بہت تدبیریں کیں، لیکن کوئی تدبیر کامیاب نہیں ہوئی۔ آخر صالح شاہ ایک رات سلطان باہو علیہ الرحمہ کی روح سے فریاد کناں ہوئے کہ حضرت! غلام کی دستگیری کیجئے۔ اسی رات سلطان باہو علیہ الرحمہ حیدر آباد کے حاکم غلام شاہ کے خواب میں نمودار ہوئے۔ انہوں نے

Marfat.com

اسے شاہی بستر سے کھینچ کے اس کے گال پر ایک طمانچہ رسید کیا۔ غلام شاہ منہ کے بل فرش پر گرا، ساتھ ہی اس کی بینائی زائل ہوگئی۔ سلطان باہو نے اس سے باز پرس کی کہ ''آخر صالح شاہ کو تو نے کیوں قید کیا؟

حاکم نے کوئی جواز پیش کرنے کی بجائے گڑگڑا کر معافی مانگی اور التجا کی کہ اس کی بینائی بحال کر دی جائے۔ سلطان باہو علیہ الرحمہ نے اس کی التجا قبول کرتے ہوئے کہا۔ ''تو نے ایک بے قصور کو تکلیف دے کر اسے اور ہمیں سخت اذیت پہنچائی ہے۔ تو انصاف کی مسند کے لائق نہیں، جا، تخت تیرے خاندان سے اٹھ گیا۔

غلام شاہ نے یہ سنا تو گھبرا کے بیدار ہو گیا اور شدید بے چینی سے صبح کا انتظار کرنے لگا۔ صبح ہوتے ہی اس نے صالح شاہ کو رہا کر دیا اور غیر معمولی اکرام و نوازش کے ساتھ رخصت کیا۔ سلطان باہو علیہ الرحمہ کی پیشن گوئی حرف بہ حرف پوری ہوئی۔ غلام شاہ زیادہ دن زندہ نہیں رہ سکا اور جلد ہی کلہوڑا خاندان کو زوال آ گیا۔ اس کے بعد تالپور خاندان اقتدار کی کرسی پر بیٹھا اور کلہوڑا خاندان پھر کبھی حکمران نہیں ہو سکا۔ (سیر الاخیار ص ۵۵۱)

وفات کے بعد فیوض: سلطان باہو علیہ الرحمہ نے ۱۱۰۲ھ میں اس دنیا سے پردہ کیا تھا لیکن ان کے فیوض کا چشمہ وصال کے بعد بھی جاری رہا۔ مثلاً ڈیرہ اسماعیل خاں کے حاکم ہوت بلوچ کا واقعہ ہے، وہ کسی خوب رو لڑکے پر فریفتہ ہو گیا تھا۔ اور اس سے شادی کرنا چاہتا تھا۔ چنانچہ اس نے اپنے زمانے کے مقتدر علماء کو بلوایا اور ان سے اصرار کیا کہ وہ ایک مرد کے لئے لڑکی کی بجائے لڑکے سے نکاح کرنے کا فتویٰ دے دیں۔ ساتھ ہی یہ تنبیہ بھی کی کہ اگر انہوں نے فتویٰ نہ دیا تو انہیں دار پہ لٹکا دیا جائے

Marfat.com

گا۔علماء بے حد سٹ پٹائے، دربار سے نکل کے انہوں نے آپس میں مشورہ کیا اور مشورے کے بعد حاکم کو اطلاع بھجوائی کہ انہوں نے اس مسئلے کا ایک حل تلاش کر لیا ہے۔فوراً طلبی ہوئی۔علماء دربار میں پہنچے اور سب نے متفقہ طور پر ہوت بلوچ سے کہا کہ یہاں ایک بزرگ عالم نور محمد موچی رہتے ہیں۔انہیں طلب کیا جائے،اس نازک اور پیچیدہ معاملے کا کوئی جواز وہی پیدا کر سکتے ہیں۔

نور محمد موچی سلطان باہو علیہ الرحمہ کے سلسلے سے وابستہ تھے۔ہوت بلوچ نے انہیں بلوایا اور اپنا مدعا ان کے سامنے رکھ دیا اور انہیں بھی قتل کی دھمکی دی مگر نور محمد نے نہایت بے خوفی سے کہا،''بدمست حاکم! ہوش میں آ۔مرد کے لئے لڑکی کی بجائے لڑکے سے نکاح کرنا مطلق حرام ہے''

ہوت بلوچ یہ صریح جواب سن کر چراغ پا ہو گیا۔اس نے اسی وقت تالی بجا کے سپاہیوں کو طلب کیا اور انہیں حکم دیا کہ''مولانا نور محمد کو گرفتار کر لیا جائے۔''

نور محمد فوراً حراست میں لے لئے گئے۔ہوت بلوچ نے گرج کر ان سے کہا۔ ''مولانا! یاد رکھو اگر تم نے جلد ہی میری منشا کے مطابق فتویٰ نہ دیا تو تمہیں سخت ترین عذاب میں مبتلا کر کے موت کے گھاٹ اتار دیا جائے گا۔''

نور محمد نے کوئی جواب نہیں دیا۔قید خانے پہنچ کے انہوں نے سلطان باہو علیہ الرحمہ کی روح سے رجوع کیا اور فریاد کے طور پر پنجابی میں ایک نظم لکھی۔ان کی فریاد رائیگاں نہیں گئی۔ہوت بلوچ جلد ہی معزول کر دیا گیا اور شاہی سپاہیوں نے اسے قید کر لیا۔اس کی موت قید خانے ہی میں واقع ہوئی۔دوسری طرف نور محمد آزاد کر دیئے گئے۔

شیخ سلطان باہو علیہ الرحمہ موضع قہرگان میں پکی اینٹوں کے ایک قلعے میں مدفون

Marfat.com

تھے۔ایک بار دریائے چناب میں زبردست طغیانی آئی۔پانی بڑھتے بڑھتے قلعے تک پہنچ گیا۔مریدوں نے پانی کے خوف سے نہایت عجلت میں سلطان باہو کا مزار کھودا تا کہ ان کی باقیات کسی محفوظ جگہ منتقل کر دیں۔مگر جب مزار کھد چکا تو حاضرین ششدر رہ گئے۔ وہاں شیخ کی باقیات کا نام ونشان نہ تھا۔ان کے مرید مایوس ہو کے رونے لگے مگر اس سے پہلے کہ ان کے آنسو دریا کے پانی میں اضافہ کرتے، شیخ بہ نفس نفیس ظاہر ہوئے اور بولے" نادانو! بھلا یہ رونے کا وقت ہے؟ کچھ ہوش بھی ہے، یہ مقام جلد غرقاب ہونے والا ہے۔اگر ہمارے نشانات مٹ گئے تو تمہاری جماعت پریشان و پراگندہ ہو جائے گی۔لہذا ہم باہر ضرور نکلیں گے مگر جو شخص ہمارے نئے مدفن کا انتخاب کرنے اور ہمارا جسم چھونے کے لائق ہے۔وہ صبح طلوع آفتاب کے وقت یہاں پہنچے گا۔اس کا انتظار کرو۔"

مرید بے قراری سے صبح کا انتظار کرنے لگے۔پھر جب صبح کی پہلی کرن پھوٹی تو انہوں نے سبز پوش کو آتے ہوئے دیکھا۔اس کا چہرہ نقاب میں چھپا ہوا تھا۔سبز پوش قریب آیا اور کسی سے مخاطب ہوئے بغیر کھلی قبر میں اتر گیا۔چند لمحوں بعد وہ باہر نکلا تو اس کے ہاتھوں میں سلطان باہو سو رہے تھے، انہیں پہلے سے تیار شدہ ایک تابوت میں لٹا دیا گیا۔پھر سبز پوش کی رہنمائی میں تابوت ایک ویران حویلی تک لے جایا گیا۔یہ حویلی آسیب زدہ مشہور تھی۔سبز پوش کے اشارے پر تابوت حویلی کے وسط میں رکھ دیا گیا۔اس کے بعد لوگوں نے قبر کھودنی چاہی لیکن سبز پوش نے منع کر دیا، چنانچہ زمین کی سطح پر مزار تعمیر کر دیا گیا۔آج تک وہی مزار شیخ باہو کی آرام گاہ ہے۔

سلطان باہو علیہ الرحمہ پہنچے تو وہ ویران حویلی جو آسیب زدہ مشہور تھی۔انتہائی بارونق ہوگئی، آج بھی وہاں جذب و مستی کا غلغلہ ہوتا ہے اور خوشبوؤں کے جھونکے چلتے ہیں۔اور ان کی جستجو میں روزانہ ہزار ہا سائل وہاں پہنچتے ہیں۔باہو کسی کو محروم نہیں لوٹاتے۔(سیر الاخیار ص ۵۵۳)

☆......☆......☆

Marfat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حضرت خواجہ

محمد نور الدین نقشبندی

رحمۃ اللہ علیہ

Marfat.com

برصغیر پاک و ہند میں ترویج اسلام کے لئے بزرگان دین نے جو عظیم الشان خدمات سرانجام دیں، ان کی تاریخی اہمیت کو کسی مورخ نے بھی نظرانداز نہیں کیا ہے۔ محمد بن قاسم کی آمد ۷۱۲ء کے بعد ان کی تشریف آوری کا باقاعدہ سلسلہ شروع ہوتا ہے۔ یہ رفیع المرتبت لوگ اعلیٰ اخلاق، عمدہ عادات اور پاکیزہ خصائل کے مالک تھے۔ جو ان کی محفل میں آتا، بس ان کا ہی ہو کر رہ جاتا۔ ان عظیم بزرگان دین میں سے حضرت حجتہ الاسلام خواجہ محمد باقی باللہ قدس سرہ العزیز منفرد مقام کے حامل ہیں۔ حضرت خواجہ صاحب نقشبندی فیض لے کر اس علاقے میں آئے اور اپنی کوششوں سے اسلام کے خزاں رسیدہ گلشن کو دوبارہ بہار آشنا کر دیا۔ حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ النورانی آپ کی ہی نگاہ حق شناس سے مستفیض ہوئے اور عہد اکبری کے کفر و الحاد کا ڈٹ کر مقابلہ کیا۔ پھر عہد جہانگیری میں قید و بند کی صعوبتیں برداشت کیں مگر پرچم اسلام کو سرنگوں نہ ہونے دیا۔ یہ حضرت مجدد کی مساعی جمیلہ کا ہی نتیجہ تھا کہ سرزمین ہند کو اورنگ زیب عالمگیر جیسا متقی اور خدا دوست بادشاہ نصیب ہوا، جس نے اپنے ۴۹ سالہ دور حکومت میں تمام بدعت و ضلالت کے اندھیرے کافور کر دیئے۔ اسلام کی اشاعت کے لیے مخلصانہ کوشش کی اور دین حق کی شوکت رفتہ کو بحال کیا جو عہد اکبری اور عہد جہانگیری میں مٹ چکی تھی۔ اللہ کریم نے اس سلسلہ عالیہ کو خواجہ محمد معصوم المتوفی ۱۰۷۹ھ، خواجہ مظہر جان جاناں المتوفی ۱۱۹۵ھ، خواجہ غلام علی شاہ المتوفی ۱۲۴۰ھ، الشاہ ولی اللہ دہلوی فاروقی المتوفی ۱۷۶۲ء، خواجہ احمد سعید دہلوی المتوفی ۱۲۷۷ھ، شاہ لاثانی علی پوری المتوفی ۱۳۵۸ھ، میاں شیر محمد شرقپوری المتوفی ۱۳۴۷ھ اور خواجہ دوست محمد قندھاری لمتوفی ۱۲۴۸ھ جیسی عرش پایہ شخصیات سے مزین فرمایا۔ یہ لوگ حضرت مجدد کے عالمگیر پیغام کو لے کر ہندوستان

Marfat.com

کے چپے چپے میں پھیل گئے اور ہزاروں گمراہوں کو صراطِ مستقیم پہ گامزن کیا، ہزاروں تشنہ لبوں کو جام وحدت سے سرشار کیا اور ہزاروں کفر کے صحراؤں میں بھٹکنے والوں کو منزل حقیقی تک پہنچایا۔ انہیں قد آور شخصیات میں سے ایک ہمارے ممدوح حضرت مولانا محمد نورالدین قدس سرہ بھی ہیں۔

خدا رحمت کند ایں عاشقان پاک طینت را

احوال و آثار: حضرت مولانا محمد نورالدین قدس سرہ المتین ۱۲۷۶ھ کو موضع انوانکھا تھانہ دینا نگر ضلع گورداسپور (انڈیا) میں پیدا ہوئے۔ آپ کا یہ سن ولادت قرآن پاک کی اس آیہ قدسیہ سے اخذ ہوتا ہے۔

﴿وَ الَّذِینَ اٰمَنُو ا اَشَدُّ حبًّا لِلّٰہِ﴾

ترجمہ: اور اہل ایمان کو اللہ کے برابر کسی کی محبت نہیں۔

(سورۃ البقرہ، پارہ۲)

آپ کے والد ماجد آپ کے بچپن ہی میں وصال فرما گئے۔ والدہ ایک صالحہ خاتون تھیں۔ انہوں نے آپ کی پرورش کی، مگر شومی قسمت کہ وہ جلد ہی وفات پا گئیں۔ یوں آپ زندگی کے سفر پہ بالکل اکیلے رہ گئے۔ آپ کا بچپن عام بچوں کی ڈگر سے ہٹ کر تھا۔ آپ کھیل کود کی بجائے بزرگوں کی محفلوں میں بیٹھتے، ان کی پاکیزہ باتیں بڑے شوق سے سنتے تھے۔ صوم وصلوۃ کے بچپن ہی سے پابند تھے۔ آپ چودہ ایکڑ زمین کے مالک تھے مگر وہ نظائر دینا سے بے اعتنائی کے باعث نذر وقت ہوگئی۔ جوانی کے عالم میں قدم رکھا اور کسی اللہ والے کی تلاش شروع کر دی۔ بالاخر گوہر مقصود مل گیا۔ آپ نے

Marfat.com

حضرت سید برکت علی نقشبندی مجددی قدس سرہ القوی کے دست حق پرست پر بیعت فرمائی۔ حضرت سید صاحب ظاہری و باطنی علوم کے بحر ذخار تھے ان کی صحبت نے آپ کو لعل رخشاں بنا دیا۔ حضرت مولانا علیہ الرحمہ نے اپنے مرشد حقانی سے ہی ظاہری و باطنی علم حاصل کیا۔ پھر سلاسل اربعہ کی خلافت حاصل کی اور مسند ارشاد پہ فائز المرام ہوئے۔ آپ کی محفل میں علمائے وقت حاضر ہوتے اور مکتوبات امام ربانی کا درس سنتے تھے۔ آپ کو تعلیمات مجددیہ کے اسرار و رموز پہ مکمل دسترس حاصل تھی۔ یوں محسوس ہوتا تھا جیسے علوم و معارف کا دریا بہہ رہا ہے۔

کارہائے نمایاں: آسمان ہند پہ مغلیہ سلطنت کا سورج ہچکیاں لے کر دم توڑ گیا۔ اب تقریباً آٹھ سو سال تک برصغیر کو چار چاند لگانے والی قوم غلامی کی تاریک وادی میں بھٹک رہی تھی۔ جہاں اس قوم کو سیاسی، معاشرتی اور معاشی پہلوؤں میں کمزور کرنے کی ہر ممکن کوشش کی گئی، وہاں اس کے مذہبی عقائد و افکار کا استحصال کرنے کے لئے بھی کوئی دقیقہ فرو گذاشت نہیں کیا گیا۔ انگریزوں کا مقصد ہی یہی تھا۔

یہ فاقہ کش جو موت سے ڈرتا نہیں ذرا
روح محمد اس کے بدن سے نکال دو

انہوں نے مختلف فرقوں کا بیج بویا۔ نئے نئے نظریات تر شوائے، محبت رسول کے جگمگاتے چاند کو گہنانے کے لیے توہین آمیز کتابوں کا سلسلہ شروع کیا کہ نئی پود اپنے رسول کریم ﷺ سے بیگانہ ہو جائے۔ ختم نبوت کے آفاقی عقیدے کو متزلزل کرنے کے لئے "فتنہ قادیان" کو ہوا دی۔ یہ وہ دردناک حالات تھے کہ ہر ذی احساس خون کے

Marfat.com

آنسو رو رہا تھا۔ ہمارے ممدوح علیہ الرحمتہ نے دوسرے معاصر اولیاء کرام کے ساتھ مل کر احیائے دین کے لیے دن رات کام کیا اور ''جدید نظریات'' کی ہولنا کی سے اہل اسلام کو بچانے کے لیے اپنی ساری زندگی کانٹوں کی سیج پہ بسر کی۔

معاشی اصلاحات: ہندوستان میں عموماً اور پنجاب میں خصوصاً معاشی شعبہ حیات پہ ہندو مسلط تھے۔ غریب مسلمان محنت کرتے اور ہندو اس محنت کو سود کی تلوار سے پاش پاش کر دیتے تھے، ضلع گورداسپور کے اکثر دیہات ہندوؤں کے مقروض تھے۔ آپ نے ان دیہاتوں میں اجتماعی ''بیت المال'' قائم کیے اور ان میں اپنے پاس سے گندم خرید کر جمع کی۔ جس کو جتنی ضرورت ہوتی وہ گندم لے جاتا۔ بعض غریب لوگوں کے قرض مع سود ادا کر کے ہندو ساہوکاروں سے جان چھڑوائی۔ آپ کی معاشی اصلاحات سے چکراجہ اور الڑ پنڈی جیسے گاؤں ہندو سامراج کے شکنجے سے باہر نکل گئے۔

مذہبی خدمات: آپ کے اخلاق حسنہ کو دیکھ کر لوگ اسلام کی حقیقی دولت سے مالا مال ہوتے رہے۔ غلامی کے تاریک رات کے شروع ہوتے ہی یہ مسلمان ہندو رسوم و رواجات میں گرتے جا رہے تھے۔ ہمارے پنجاب میں شادی بیاہ کے موقعوں پہ ناچ، گانا، مہندی، سہرا، لاگ اور جہیز وغیرہ کی غلط رسمیں ہندو معاشرے کی رہین منت ہیں۔ اسلام میں ان کا کوئی وجود نہیں۔ آپ نے ان رسموں کے خاتمے کے لئے بہت جہاد کیا اور اپنے زیر اثر لوگوں کو سختی سے منع کیا۔ آپ شریعت کے از حد پابند تھے۔ خلاف شرع کام پر اس قدر جلال آرا ہوتے کہ سامنے والوں کا پتا پانی ہو جاتا۔ عورتوں کو پردے کا حکم دیتے۔ سالانہ عرس پہ علماء اور نعت خوانان حضرات کا جم غفیر ہوتا۔ وعظ و نصیحت کے قیمتی

Marfat.com

موتیوں سے لوگ اپنا دامن بھر کر جاتے۔

قیام پاکستان: قیام پاکستان میں آپ نے حصہ لیا۔ اپنے ارادت مندوں کو دیگر بزرگان دین کی طرح قیام پاکستان کی اہمیت سے روشناس کروایا۔ پھر جب یہ وطن عزیز آئینہ تاریخ میں جلوہ ریز ہوا تو آپ نے مہاجروں کی بہت امداد کی دریائے راوی کی شرکش لہریں اپنی نگرانی میں سینکڑوں افراد کو عبور کروائیں۔ پاکستان میں ان کی آبادکاری کے لئے جدوجہد کرتے رہے۔ آپ کے عقیدت مند کہتے ہیں کہ ہمارے شیخ نے زندگی کے ہر موڑ پہ ہماری دستگیری فرمائی۔

سیرت طیبہ: آپ سراپا اخلاق مصطفیٰ کے سانچے میں ڈھلے ہوئے تھے۔ ورع و تقویٰ، سخاوت و دریا دلی، علم و فراست، تواضع اور ذکر و فکر والے تھے۔ نمائش سے پرہیز کرنا آپ کی سیرت طیبہ کا روشن پہلو ہے۔ آپ کی بہت سی کرامات بھی آپ کی سوانح حیات ''مخزن انوار'' میں جمع کردی گئی ہیں مگر سب سے بڑی کرامت یہی استقامت علی الدین ہے جو آپ کے ہر انداز سے ظاہر ہوتی ہے۔

معاصر اولیاء: حضور شاہ لاثانی علی پوری، حضرت نقش لاثانی علی پوری، حضرت ظہور الحق گورداسپوری اور الشاہ سراج الدین مجددی عثمانی موسیٰ زئی، آپ کا از حد احترام فرماتے۔ شاہ ظہور الحق علیہ الرحمۃ فرماتے ''مولانا نور الدین کے پاس نجانے کونسا کمال ہے جو بڑے بڑے پتھر دلوں کو بھی موم کردیتا ہے''۔ حضرت نقش لاثانی علیہ الرحمۃ نے ایک بار فرمایا: ''میاں صاحب بہت عظیم بزرگ ہیں''۔ خواجہ سراج الدین موسیٰ زئی

Marfat.com

والوں نے آپ کو سرہند شریف میں اپنی مسند پہ بٹھایا حالانکہ موصوف حضرت مولانا علیہ الرحمہ کے دادا مرشد تھے۔ آپ نے شاہ لاثانی قدس سرہ سے بھی فیض حاصل کیا۔ (رحمتہ اللہ علیہم اجمعین)

سانحہ ارتحال: ۱۴۱۳ھ تین رمضان المبارک کو آپ بارہ منگا کی جامع مسجد میں مکتوبات شریفہ کا درس دے رہے تھے۔ فرمایا "اگر کوئی روزہ دار تمہارے پاس آئے اور حکم الٰہی سے وصال کر جائے تو تم نزع کے وقت اس کے منہ میں پانی نہ ڈالنا" پھر آپ ظہر کی تیاری کے لیے اٹھے اور وضو تازہ کرتے ہوئے وصال فرما گئے۔ لوگ اسی وقت سمجھ گئے کہ حضرت صاحب نے اپنی ہی مثال بیان فرمائی تھی۔ آپ کو شکر گڑھ میں دفن کیا گیا۔ وہاں آپ کے خلیفہ اعظم حضرت الحاج محمد لعل الدین نقشبندی نوری علیہ الرحمہ نے آپ کا مزار تعمیر کیا جو بحمد اللہ تعالیٰ مرجع خاص و عام ہے۔ ہر سال آپ کا عرس پاک جیٹھ کے آخری ہفتے کو منایا جاتا ہے۔ علما و عوام دور دور سے حاضر ہوتے ہیں۔

قبلہ حاجی صاحب کے فیضان سے "ادارہ تعلیمات مجددیہ" تن دہی کے ساتھ کام کر رہا ہے۔ ادارہ ہذا اپنی علمی و فکری مطبوعات ملک کے کونے کونے میں پھیلانے کے لئے مصروف عمل ہے۔ مولا تعالیٰ ہم سب کو بزرگان دین کے نقش قدم پہ چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔

﴿حرفِ مدعا﴾

از: امیر السالکین، زبدۃ العارفین،

حضور قبلہ عالم مولانا **محمد نور الدین** نقشبندی قادری مجددی رضی اللہ عنہ

Marfat.com

سب طریقوں سے طریقہ باشریعت نقشبند
دنیا عقبیٰ کے لیے اللہ، نبی کو ہے پسند
میں ہوں عاصی پر معاصی، پر خطا
یا الہٰی مانگتا ہوں صدقہ ان حضرات کا
اپنے در کا رکھ سوالی غیر کے در سے بچا
پر ضیا ہو زندگی صدقہ شہ لولاک کا
شہ مجدد الف ثانی، پیکر انوار ہے
جو گدا ہے ان کے در کا اس کا بیڑا پار ہے
حضرت احرار صاحب سلسلہ سالار ہے
شیر سب حضرات ہیں یہ سلسلہ بے عار ہے
نقشبندی ہے بحمد اللہ یہ عاجز فقیر
سلسلہ نور جاری ہے شروع تا بہ اخیر

کرامات: اللہ تعالیٰ نے خواجہ ما حضرت مولانا محمد نور الدین سرکار نقشبندی علیہ الرحمۃ کو بہت سی کرامات سے سرفراز فرمایا تھا، جنہیں دیکھ کر سیکڑوں غیر مسلموں کو توحید و رسالت کی روشنی نصیب ہوئی۔ چند ایک کرامات کا ذکر جمیل کیا جاتا ہے۔

ا......معروف نعت خوان جناب محمد سلیم عابد اور ان کے برادر اصغر جناب محمد اسلام کا بیان ہے کہ ہمارے دادا کا نام پرتاپ سنگھ تھا، اور سارا خاندان آبائی طور پر سکھ مذہب کا پیرو کار تھا۔ ہمارے دادا، حضور قبلہ عالم قدس سرہ، کے گاؤں انوانکھا شریف میں رہا کرتے تھے۔ ایک دفعہ اُن کے ہاتھ پر کوڑھ کا مرض پھیل گیا، بہت علاج کرائے لیکن کوئی افاقہ

Marfat.com

نہ ہوا، سب عزیز و اقارب ان سے نفرت کرنے لگے۔ ان کی زندگی کا سارا حسن ختم ہو کر رہ گیا۔ ایک دن وہ اپنی زندگی سے مایوس ہو کر بیٹھے تھے کہ حضور قبلہ عالم قدس سرہ، تشریف لے آئے۔ فرمایا چودھری پرتاب سنگھ! کیا بات ہے۔ بڑے پریشان ہو کر بیٹھے ہو، عرض کی حضرت! مجھے کوڑھ کا مرض لاحق ہو گیا ہے۔ اپنے بھی بیگانے بن گئے ہیں۔ آپ نے فرمایا، اگر تمھیں آرام آجائے تو ہماری بات مان لو گے۔ ان کے تن بدن میں خوشی کی لہر دوڑ گئی، وہ کہنے لگے، آپ حکم تو دیں، میں آپ کی ہر بات ماننے کے لیے تیار ہوں، آپ کے کردار کا میں سکھ ہو کر بھی قائل ہوں، مجھے امید ہے آپ کی برکت سے مجھے آرام نصیب ہو جائے گا، آپ نے اس کے حقے کی ٹوپی سے تھوڑی سی راکھ لی اور اس میں اپنا لعاب دہن شریف ملا کر مرہم تیار فرمائی۔ پھر ان کے کوڑھ والے ہاتھ پر لگا دی۔ اس کے بعد اللہ مالک کہہ کر چلے گئے، ایک ہفتے بعد پھر تشریف لائے تو دیکھا کہ پرتاب سنگھ سراپا انتظار بنا ہوا تھا۔ اس نے قدموں میں گر کر عرض کی، حضور! حکم دیجیے: آپ کی برکت سے مجھے بالکل آرام آچکا ہے۔ یہ دیکھیے میرا ہاتھ، جیسے کبھی کوڑھ کا مرض لاحق نہیں ہوا، آپ نے بھی اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا، پھر فرمایا، پرتاب سنگھ! ہم اپنی ذات کے لیے کوئی چیز طلب نہیں کریں گے، ہماری بات بھی تمہارے ہی فائدے کے لیے ہے، انھوں نے عرض کیا، حضرت! حکم تو کیجیے، آپ نے فرمایا، پرتاب سنگھ! ہمارے نبی اکرم ﷺ کا کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو جاؤ، اللہ، اللہ! کتنی عظیم گھڑی تھی، جب پرتاب سنگھ نے آپ کی بات پر فوراً لبیک کہا اور کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو گئے، چونکہ با اثر انسان تھے، ان کی دیکھا دیکھی تمام خاندان نے اسلام قبول کر لیا، یہ ہمارے خواجہ قدس سرہ کا فیضان نظر ہے کہ انہوں نے ہمارے دادا کو کلمہ پڑھایا، تو آج ہم بھی مسلمان ہیں، اولیا کرام کے نام لیوا ہیں۔ آپ کا دربار ہمارے ایمان کا حصہ ہے، اس کے بعد ہمارے معاملات آپ کی برکت سے پروان چڑھے۔ الحمد للہ رب العالمین۔

Marfat.com

۲......صوفی دین محمد جلال پوری کا بیان ہے کہ میں بھی حضور قبلہ عالم قدس سرہ، کے گاؤں انوا کھا شریف میں رہا کرتا تھا۔ وہاں ہندوؤں کی آبادی تھی ۔ایک ہندو بڑا سر پھرا تھا۔اس نے اپنے مکان کی چھت پر اپنے بت نصب کیے اور علی الاعلان ان کی پوجا شروع کردی ،آپ نے اس ہندو کو طلب کر کے فرمایا، بھائی صاحب! یہ بت اپنی چھت سے اتار دو اس سے مسلمانوں کے جذبات مجروح ہوتے ہیں۔اس نے گستاخانہ انداز سے کہا، آپ کون ہوتے ہیں اتارنے والے، ایسا ہرگز نہیں ہوسکتا، آپ نے فرمایا، اچھا! تم جاؤ۔ہم میں طاقت ہوگی تو اتار لیں گے، اسی دن شام کو شدید آندھی آئی، جس سے سارا گاؤں تو بالکل محفوظ رہا لیکن اس ہندو کی چھت اس کے جھوٹے خداؤں سمیت اڑ گئی، سارے مسلمان آپ کی شان کرامت سے عش عش کر اٹھے اور ہندوؤں پر آپ کی ہیبت طاری ہوگئی۔

۳......صوفی محمد علی نقشبندی نوری کا بیان ہے کہ آپ موضع فولاد پور (نزد سیالکوٹ) تشریف فرما تھے۔شکر گڑھ جانے کا ارادہ فرمایا تو مریدین نے ایک باثروت آدمی سے کہا، تم اپنی گھوڑی آپ کی خدمت میں پیش کرو، آپ ضعیف العمر ہیں، اسٹیشن تک آسانی سے سفر کرلیں گے، اس نے کہا، گھوڑی تو گھر نہیں ہے، یہ اس نے جھوٹ بولا تھا۔آپ نے فرمایا، چلو! واقعی گھوڑی تو گھر نہیں ہے، آپ تو تشریف لے گئے، لیکن اس باثروت آدمی کی گھوڑی رسہ تڑوا کر دوڑ گئی، اس نے لاکھ تلاش کیا، جگہ جگہ خاک چھانی، گھوڑی نے نہیں ملنا تھا، نہ ملی۔وہ جس گاؤں بھی جاتا، لوگ کہتے، ہاں ایسے رنگ کی گھوڑی ہم نے دیکھی ہے، یہی کہیں ہوگی، وہ اسی آس میں ذلیل وخوار ہوتا رہا۔

گفتہ او گفتہ اللہ بود
گرچہ از حلقوم عبداللہ بود

☆......☆......☆

ذخیرہ

Marfat.com

شائقین نقابت کیلئے انمول تحفہ

راہنمائے نقابت

مؤلفہ

ملک محبوب الرسول قادری

قادری رضوی کتب خانہ
گنج بخش روڈ، لاہور

Marfat.com

Marfat.com

علامہ غلام مصطفیٰ مجددی
ایم اے علوم اسلامیہ پنجاب
کی بے مثال تصنیف
شانِ رسول
عقائد صحابہ کی روشنی میں
چشمۂ علم و حکمت
کرب و بلا
تصور و ولایت
خطباتِ مجددیہ
انیس الطالبین
امام اعظم کے عقائد
زبان میری ہے بات ان کی
امام احمد رضا اور عشقِ مصطفیٰ
قادری رضوی کتب خانہ
گنج بخش روڈ لاہور

Marfat.com

علامہ غلام مصطفیٰ مجددی
ایم اے علوم اسلامیہ پنجاب
کی بے مثال تصنیف
شانِ رسول ﷺ
عقائد صحابہ کی روشنی میں
کرب و بلا
خطباتِ مجددیہ
انیس الطالبین
امام اعظم کے عقائد
زبان میری ہے بات ان کی
امام احمد رضا اور عشق مصطفیٰ
قادری رضوی کتب خانہ
گنج بخش روڈ لاہور

Marfat.com